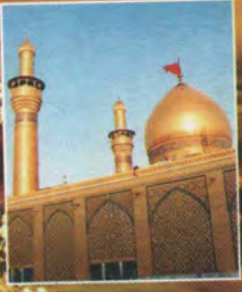


دنیا بھر میں بچوں کا سب سے مقبول اردو میگزین
معیار، مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاندار سال



پاکستان کے پہلے وزیر اعظم
لیاقت علی خان



پاکستان سے محبت کرو
پاکستان کی تعمیر کرو
حکیم محمد سعید



”اللہ دافقیہ“
اللہ کو پیارا ہو گیا

قیمت صرف 25 روپے

جتنا حسین نام ہے مولا حسین کا
اتنا عظیم کام ہے مولا حسین کا
آئے نہ کوئی آنج بھی دین رسول پر
یہ بھی تو اک پیام ہے مولا حسین کا

بانی مجید نظامی مرحوم جناب ایڈیٹر عزیزہ مجید نظامی

ہر عمر کے بچوں کیلئے
ماہنامہ پھول
لاہور
ایڈیٹر محمد شہب مرزا

اکتوبر 2017ء

اشاعت کا
325
مال ایف پی

نوائے وقت



www.pakistanipoint.com

معروف ادیبوں کی دلچسپ کہانیاں اور نظمیں

رنگارنگ سلسلے اور انعامات کی برسات

اور یہ میرا پورا پھول ہے
اسے پڑھنے سے پہلے مجھے ہمیشہ خیال رہتا ہے کہ
* نماز کی ادائیگی میں دیر نہ ہو رہی ہو۔
* آج کا وہ دم مکمل ہو گیا ہو۔
* ابوائی نے جو کام کہے تھے وہ کر لئے ہوں

اکتوبر 2017ء

ماہنامہ پھول

سب ایڈیٹر: تہذیب طاہر

ڈیزائنر: سدرہ امبرین یونس

آرٹ ایڈیٹر... شعیب قادر

پھول رنگ

سُورق نرالا ہے انداز ہمارا..... عمار خان۔ لاہور

انتساب

”اللہ و فقیر“ عکاس حرمین شریفین

عظمت شیخ محمد بن عبد الله

کے نام

جنہوں نے

حرمین شریفین کی خوبصورت تصاویر بنا کر

مسلمانوں کی دلی و روحانی تسکین کا

موقع فراہم کیا۔

ماہنامہ ”پھول“ نے رسائل کی دنیا میں نئی روایت کا آغاز کیا ہے۔ ہر ماہ کی مناسبت سے ”پھول“ کا انتساب مختلف اہم شخصیات کے نام کیا جاتا ہے تاکہ اسے قومی معنوں کو خراج عقیدت پیش کیا جاسکے۔

| | | |
|----|------------------|-------------------------|
| 36 | محمد شعیب مرزا | ☆ علمت شیخ |
| 39 | ایلا طالب | ☆ جنت کا شہزادہ |
| 40 | شیخ فرید | ☆ آنکھ اور خواب |
| 41 | | ☆ پھول فورم |
| 42 | | ☆ پھول اخبار |
| 44 | سحر ضیاء | ☆ مسکرا نہیں |
| 46 | | ☆ کوپن |
| 47 | تہذیب طاہر | ☆ صفحہ بتائیے |
| 48 | | ☆ نرالے ہیں اعزاز ہمارے |
| 50 | محمد شعیب مرزا | ☆ سلام |
| 51 | مہ جبین ملک | ☆ ایک لڑکا |
| 52 | مدثر مرزا | ☆ پھول کتاب گھر |
| 54 | ڈاکٹر فوزیہ سعید | ☆ مایوی نگاہ ہے |
| 55 | ثناء اکرم | ☆ خواہش ناتمام |
| 56 | | ☆ کئے بیٹھے خطوط |
| 60 | عشرت جہاں | ☆ حوصلہ کی جیت |
| 61 | علیم نظامی | ☆ قاضی حسین احمد |
| 62 | منزہ اکرم | ☆ شعیب مرزا کی کتابیں |
| 63 | مرزا حسین بیگ | ☆ استقامت کے معمار |
| 64 | انجم بڑ | ☆ تیرے بیٹے تیرے جاہل |
| 65 | نورالحین | ☆ کچھ یادیں کچھ باتیں |
| 66 | محبت اللہ | ☆ ہری مرچیں |
| 67 | فرحان اشرف | ☆ پھول انسائیکلو پیڈیا |
| 68 | دقار قریشی | ☆ گلشن کا تحفظ |
| 70 | | ☆ زبردست جملہ |

| | | |
|----|-------------------------|--------------------------|
| 6 | محمد صالح | ☆ حضرت، کرنیں |
| 7 | | ☆ ادارہ |
| 8 | سکینہ رضا تارڑ | ☆ عظمت امام حسینؑ |
| 10 | ڈاکٹر عبدالعزیز چشتی | ☆ لیاقت علی خان |
| 11 | نذیر انبالوی | ☆ پراٹھا اور اچار |
| 13 | عاشق طارق | ☆ برائے مسلمانوں کی نگاہ |
| 14 | سلمان یوسف | ☆ حکیم محمد سعید شہید |
| 16 | نورین طلعت عروہ | ☆ آلودگی مرده باد |
| 17 | ارم شائستہ | ☆ پہلے وزیر عظم |
| 18 | اختر سردار چوہدری | ☆ اساتذہ کا عالمی دن |
| 20 | افتخار علی تھمر | ☆ پاکستان بننے دیکھا |
| 21 | رشید آفرین + جاوید حفصی | ☆ نقیبیں |
| 22 | ساجد انور ملک | ☆ سائنس کی دنیا |
| 23 | | ☆ آنوگراف |
| 24 | چوہدری اسد اللہ | ☆ آئوٹر کے واقعات |
| 25 | خورشید گوہر قلم | ☆ خطاطی و کسٹاپ |
| 26 | روبینہ ناز | ☆ نئی لڑکی |
| 27 | | ☆ پولو آرٹ گیلری |
| 28 | فریدہ گوہر | ☆ ندائے کی دعوت |
| 30 | فرح اکرم | ☆ کہکشاں |
| 32 | عثمان طفیل | ☆ ایک یادگار دن |
| 34 | شازنہ | ☆ پتھارے |

<http://www.phool.com.pk>
shoaibmirza.phool@gmail.com

23- کینز روڈ، لاہور - پاکستان: فون نمبر: 4-36307141-111-123-540 UAN
36367616-36367583: فیکس: 347-EXT EXT-208 ایئر - 36314099

پاکستان میں بذریعہ رجسٹری
سالانہ خریداری - 780 روپے
ششماہی - 400 روپے

قیمت شمارہ صرف: 25 روپے

ہائی انڈیا یورپ - ایشیا - مل ایسٹ
سالانہ - 5184 روپے / 50 ڈالر ششماہی - 2600 روپے / 25 ڈالر

انڈونیشیا

سالانہ - 2800 روپے - شمالی - 1430 روپے
امریکہ - آسٹریلیا - کینیڈا - نیوزی لینڈ

سالانہ - 5700 روپے / 55 ہزار ششماہی - 2850 روپے / 28 ہزار

برائے معلومات سالانہ خریداری

سرکولیشن منیجر گروپ 042-36367573

email: n.w.circulation@gmail.com

چیف ایڈیٹر، پرنٹرائینڈ پبلیشر میوزہ مجید نظامی نے ندائے ملت پریس سے چھپوا کر دفتر روزنامہ نوائے وقت لاہور سے شائع کیا

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع
جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اماریہ

ہے اور آخرت میں اس کا بہت اجر ہے۔ لیکن ہوس اور لالچ میں نقصان ہی نقصان ہے۔ دنیاوی نقصان بھی ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہوتا ہے۔ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام اور اولیاء کرام نے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور مخلوق خدا کی خدمت کو پیش نظر رکھا۔ قائد اعظم نے اپنا مال اسباب پاکستان کے مختلف اداروں کو دے دیا۔ نواب خاندان سے تعلق رکھنے والے پاکستان کے پہلے وزیر اعظم شہید ملت لیاقت علی خان نے پاکستان کی خدمت کی لیکن کوئی بدعنوانی نہیں کی۔ وہ اپنا آرام و آسائش چھوڑ کر غریب عوام کی حالت بہتر بنانے میں مصروف رہے۔ وفات کے وقت ان کے پاس صرف چند روپے تھے۔ شہید پاکستان حکیم محمد سعید نے پاکستان کے لئے بہت سے ادارے بنائے۔ انہوں نے اپنے ادارے ہمدرد لیبارٹریز کو پاکستان کے لئے وقف کر دیا۔ ان کے تعلیمی، طبی و سماجی ادارے آج بھی ان کی صاحبزادی محترمہ سعدیہ راشد کی نگرانی میں مخلوق خدا کی خدمت میں مصروف ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے پاکستان کے کئی حکمران، سیاستدان بڑے بڑے افسر بدعنوانیوں میں مصروف ہو گئے۔ عوام کی خدمت کے بجائے لوٹ مار کرنے لگے ایسے لوگ دنیا میں بھی رسوا ہوں گے اور آخرت میں بھی۔

آئیے! دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کو نیک، ایماندار اور خدمت خلق سے سرشار رہنما عطا فرمائے۔ آپ خود بھی نیک اور ایماندار بنیں اور حب الوطنی کے جذبے سے سرشار ہوں کیونکہ کل آپ نے ہی پاکستان کے ادارے اور قیادت سنبھالی ہے۔

واقعہ کر بلا ہمیں درس دیتا ہے کہ ہم اسلام کے فروغ کے لیے کسی قربانی سے دریغ نہ کریں۔ اپنی جان قربان کرنی پڑے تو وہ بھی کر دیں کہ آخرا یک دن مرنا تو ہے ہی تو کیوں نہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان دی جائے۔

☆☆☆

اللہ تعالیٰ نے چاہا تو پھر میں گے۔

محمد شعیب مرزا
آپ کے ایڈیٹر بھی

ایک شخص بڑا نیک اور سخی تھا۔ اس کا ایک باغ تھا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے حق کو ہمیشہ ادا کرتا تھا۔ اس باغ کی پیداوار میں سے اپنے بال بچوں اور باغ کے خرچ نکال کر باقی پیداوار کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کر ڈالتا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے مال میں بڑی برکت دے رکھی تھی۔ اس کے انتقال کے بعد جب اس باغ کی وارث اس کی اولاد ہوئی تو باپ کے اس خرچ کا حساب کیا تو بہت ٹھہرا۔ ان لوگوں نے آپس میں مشورہ کر کے یہ طے کیا کہ حقیقت میں ہمارا باپ بڑا ہی اور نادان تھا جو اتنی بڑی رقم غریبوں اور مسکینوں کو بلا وجہ دے دیا کرتا تھا۔ لہذا ہم ان غریبوں کے حق کو روکیں اور ان کو کچھ نہ دیں تو ہمارے پاس بہت مال جمع ہو جائے گا اور ہم سب مال دار ہو جائیں گے۔

جب یہ مشورے کر چکے اور باغ کے پھل پک گئے اور کھیتی تیار ہو گئی تو رات ہی کو ان لوگوں نے قسمیں کھائیں کہ صبح ہونے سے پہلے پہلے رات کے وقت چلو اور رات کو پھل توڑ لاؤ تاکہ کسی کو خبر نہ ہونے پائے چلتے وقت پچھلی رات کو ایک دوسرے کو جگاؤ اور چپکے چپکے دے پاؤں چلو تاکہ آس پاس کے غریبوں کو خبر نہ ہونے پائے کہ آج چل توڑنے کا دن ہے۔ ورنہ اپنے باپ کے دستور کے مطابق مجبوراً کچھ نہ کچھ دینا ہی پڑے گا۔ یہ سب منصوبے بنا کر کانا پھوسی کرتے ہوئے باغ کی طرف چلے۔ ادھر ان کے پیچھے سے پہلے ہی باغ پر خدا کا عذاب آیا اور آگ نے جلا کر خاکستر کر دیا۔ نہ وہاں کوئی درخت رہا اور نہ سرسبز لہلہاتی کھیتیاں رہیں اور نہ پھل پھول رہے سوائے دکھ کے جلتے جھلتے ڈھیروں کے سوا کچھ بھی نہ تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کبھی یہاں باغ تھا ہی نہیں۔ جب یہ لوگ وہاں پہنچے اور یہ ماجرا دیکھا تو بے بکے ہو کر رہ گئے اور حیران و پریشان ہوئے۔ پھر آپس میں کہنے لگے کہ ہم راستہ بھول گئے۔ پھر نشانات وغیرہ دیکھ کر سمجھ گئے اور کہنے لگے کہ ہماری بدبختی اور بخیلی کے سبب یہ برباد کن اور برے نتائج نکلے ہیں۔ وہ اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو ملامت کرتے ہیں۔

یہ واقعہ تفسیر ابن کثیر جلد 5 میں بیان کیا گیا ہے۔ اس واقعے سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ اللہ کی راہ میں اور مخلوق خدا کی خدمت میں خرچ کرنا کتنا فائدہ مند



نعت

حکیم باری تعالیٰ



اے سرور دین نور ہے یکسر تری سیرت
اقدار کو کرتی ہے منور تری سیرت
یا خیر کا معمورہ پر نور و معبر
یا حسن کا مواج سمندر تری سیرت
زیبا کی افکار کا مصدر ترے انوار
رعنائی کردار کا جوہر تری سیرت
ہر بندہ نادار کی قوت تری رحمت
ہر رہرو در ماندہ کی رہبر تری سیرت
آتی ہے نظر جیکر جاں میں تری تغیر
ہر نقش کو کرتی ہے اجاگر تری سیرت
ہر رہ پہ مرا ہاتھ لئے ہاتھ میں اپنے
چلتی ہے مرے ساتھ برابر تری سیرت
شعر اس کے نہ کیوں ہوں نظر افروز و دلآویز
تا تب کے خیالوں کا ہے محور تری سیرت

حفظ تائب

وہ لامکاں بھی ہے اور گھر بھی رکھتا ہے
حدود وقت سے آگے سفر بھی رکھتا ہے
پس غبار وہ اک آئینہ سجاتا ہے
رخ جمال میں پھر چشم تر بھی رکھتا ہے
کشادہ ظفر کو وہ بے حساب دیتا ہے
شاریات پہ پوری نظر بھی رکھتا ہے
نچوڑ دیتا ہے بادل خزاں کے رستے میں
نہال سبز کو وہ بے ثمر بھی رکھتا ہے
وہ ایسا دوست ہے ہر دم جو ساتھ دیتا ہے
تعلقات میں اک کروفر بھی رکھتا ہے
جو لوگ اس سے محبت کریں علی اصغر
تمام عمر انہیں در بدر بھی رکھتا ہے

علی اصغر عباس

گئی۔ لوگوں نے عرض کیا ”یا امیر المومنین آپ نے بارش کے لئے دعا نہیں فرمائی“
صرف استغفار کیا تھا“

حضرت امیر المومنین نے ارشاد فرمایا کہ ”میں نے تو زبردست موسلا دھار برسنے والے بادلوں کو اپنے رب تعالیٰ سے مانگا تھا۔“ اور پھر یہ آیت پڑھی۔

”استغفر ربکم انہ کان غفارا“ یسئل السماء علیکم مدرارا“
(مرسلہ: غلام عمر صدیقی نقشبندی)

☆☆☆

محمد صالح

کرنیں

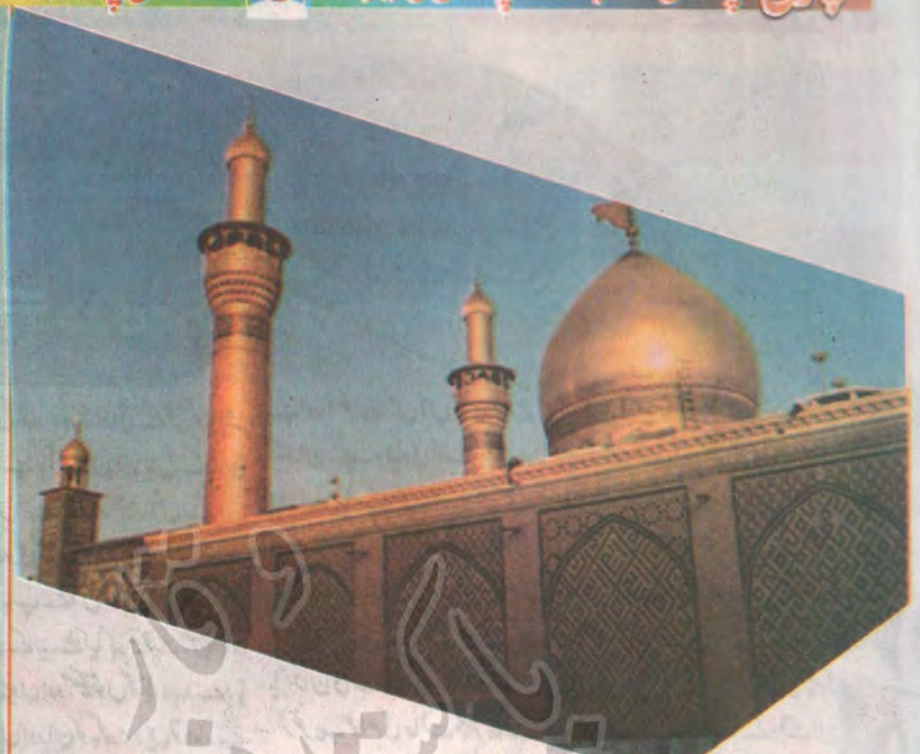
امام قرطبی نے ان آیات مقدسہ کے تحت امام شعبی کے حوالے سے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم عمر بن الخطاب استفتاء یعنی بارش طلب کرنے کے لئے اللہ اور نماز استفتاء کی بجائے صرف استغفار پڑھ کر واپس آئے اور بارش ہو

سلام

جب کل بھی رحمت ان کی تھی
سو آج بھی رحمت ان کی ہے
جب کل بھی جنت ان کی تھی
سو آج بھی جنت ان کی ہے
ہم بھی ہیں سمجھتے شان علی
ایسی ہی قسمت ان کی ہے
آبا تھے مرے ان کے غلام
سو آج بھی خدمت ان کی ہے
ہے اپنی زباں حق حمد و ثناء
اور پاک رسول حق باتیں تمہیں
کل بھی بس نصیحتیں ان کی تھیں
اور آج بھی بدعت ان کی ہے
ہاں دین نیا کو اپنایا
اک دن تھا میرے پرکھوں نے
بس اس سے محبت ان کی تھی
ہم میں محبت ان کی ہے
یہ حب نیا قرآن نیا
جب آل نیا سے ہم کو ملا
سب جنت جنت کہتے ہیں
یہ بھی تو عنایت ان کی ہے

عبدالحمید رحمت اللہ علیہ

☆☆☆



حضرت امام حسینؑ کو ہر مذہب کے مشاہیر نے خراج عقیدت پیش کیا

عظمتِ حضرت امام حسینؑ

گا۔

☆..... لبنان سے تعلق رکھنے والے عیسائی سکالر
”انسوائن بارا“ کہتے ہیں:

”اگر ہمارے ساتھ حسینؑ جیسی ہستی ہوتی تو ہم دنیا کے ہر
کونے میں امام حسینؑ کے نام کا پرچم لے کر مینار بناتے
اور لوگوں کو عیسائیت کی طرف بلاتے“

☆..... انگلستان کے مشہور سکالر اور ناول نگار چارلس
ڈکنز کہتے ہیں:

”میں نہیں سمجھتا کہ حسینؑ کو کوئی دنیاوی لالچ تھی، اگر
ایسا ہوتا تو حسینؑ اپنا سارا خاندان بچے اور خواتین کیوں
دشتِ کربلا میں لے جاتے۔ کربلا میں بچوں و خواتین
سمیت آنا یہ ثابت کرتا ہے کہ حسینؑ نے فقط اسلام اور
رضائے الہی کے لئے قربانی دی۔“

☆..... ع۔ل۔ پوڈلکھتے ہیں:

”حسینؑ نے یہ درس دیا ہے کہ دنیا میں بعض دائمی اصول
جیسے عدالت، رحم، محبت وغیرہ پائے جاتے ہیں کہ جو
قابلِ تغیر نہیں ہیں اور اسی طریقے سے جب بھی کوئی برا
رواج پھیل جائے اور انسان اس کے مقابلے میں قیام
کرے تو وہ دنیا میں ایک ثابتِ اصول کی حیثیت اختیار
کر لے گا۔ گزشتہ صدیوں میں کچھ افراد ہمیشہ جرأت،

سہیل رضا تارڑ

جنت میں نوجوانوں کے سردار حضرت امام حسینؑ دین
اسلام کے محافظ اور پاساں ہیں۔ آپؑ نے میدانِ کربلا
میں اپنے انصار و اصحاب سمیت تاقیامت دین اسلام کو
بچانے کے لئے ایسی لازوال قربانی دی جس کی نظیر ملنا
مشکل ہے۔ کربلا میں اسلامی مملکت کی شہنشاہی کا
نااہل و عویدار یزید ہمیشہ کے لئے لٹا ہو گیا اور حضرت امام
حسینؑ شہنشاہِ کائنات بن کر آج بھی دلوں پر راج کرتے
ہیں۔ سچ ہے

شاہِ است حسینؑ پادشاہِ است حسینؑ

آپؑ کا نام رہتی دنیا تک زندہ رہے گا اور آخرت میں بھی
آپؑ جنت کے سردار ہوں گے۔ آپؑ کی قربانی اور
شجاعت کو دیکھ کر غیر مسلم بھی آپؑ کی تعریف کرنے پر
مجبور ہیں، کیونکہ آپؑ کے پاکِ لون کی خوشبو آج بھی
محسوس کی جاتی ہے۔

ہم یہاں پر چند دانشوروں اور ائمہ کے اقوال نقل
کرتے ہیں۔ آپؑ کے متعلق امامِ اہلِ بکر کے باخیر سکالر زکا
ذیل میں دیا ہوا خراجِ تحسین اس بات کی غمازی کرتا ہے
کہ کربلا اور حضرت امام حسینؑ اگر تاقیامت زندہ رہے

غیرت اور عظمت انسانی کو دوست رکھتے ہیں اور یہی وجہ
ہے کہ آزادی اور عدالت، ظلم و فساد کے سامنے نہیں جھکی،
حسینؑ بھی ان افراد میں سے ایک تھے جنہوں نے
عدالت اور آزادی کو زندہ رکھا۔“

☆..... امریکہ کا مشہور و معروف مورخ اپرونیک،
واشنگٹن سے لکھتا ہے:

”حسینؑ کے لئے ممکن تھا کہ یزید کے آگے جھک کر اپنی
زندگی کو بچالیتے لیکن امامت کی ذمہ داری اجازت نہیں
دے رہی تھی کہ آپؑ یزید کو ایک خلیفہ المسلمین کے عنوان
سے قبول کریں۔ انہوں نے اسلام کو بنی امیہ کے چنگل
سے نجات دلانے کے لئے ہر طرح کی مشکل کو خندہ
پیشانی سے قبول کر لیا۔ دھوکے کی شدت اور طراوت میں
جلتی ہوئی ریت پر امام حسینؑ نے حیاتِ ابدی کا سودا کر
لیا، اے مردِ مجاہد، اے شجاعت کے علمبردار اور اے
شاہسوار، اے میرے حسینؑ.....“

☆..... برصغیر کے معروف رہنما گاندھی کہتے ہیں:

”اسلام بزدل و شمشیر نہیں پھیلا بلکہ اسلام حسینؑ کی قربانی
کی وجہ سے پھیلا اور میں نے حسینؑ سے مظلومیت کے
اوقات میں فتح و کامرانی کا درس سیکھا۔“

☆☆☆

اکثر عبدالعزیز چشتی

16 اکتوبر کو پاکستان کے پہلے وزیر اعظم لیاقت علی خان کو لیاقت باغ راولپنڈی کے جلسہ عام میں سید اکبر نامی شخص نے لائل کے قاتل سے شہید کر دیا تھا۔

16 اکتوبر کو لیاقت علی خان کا یوم شہادت



قائد ملت لیاقت علی خان

خلوص و صدق والے رہنما تھے قائد ملت
فدائے ملک و ملت بے شبہ تھے قائد ملت
جو غفلت رہنما مل جائے یہ رب کی عنایت ہے
خدا کی بے شبہ اعلیٰ عطا تھے قائد ملت
وہی تھے ترجمان ملت اسلام دنیا میں
ہماری قوم کے دل کی نوا تھے قائد ملت
جو ہر جا پر صدائے حق بن کر گونجتی دیکھی

مسلمانوں کی وہ بچی صدا تھے قائد ملت
وہی اخلاص اور ایمان داری کا مجسمہ تھے
جہاں میں بیکر صدق و صفا تھے قائد ملت
کھلیں نخل امید و آرزو کی پتیاں جس سے
خزاؤں میں بہاروں کی ہوا تھے قائد ملت
کوئی مسموم کیا ہوتا کوئی مغموم کیوں ہوتا
گلستانِ وطن میں جب صبا تھے قائد ملت
خودی نہ بیچی ہرگز اور قناعت کے رہے بیکر
امیری میں بھی تصویر غنا تھے قائد ملت
رہے دن رات مصروفِ عمل ملت کی خدمت میں
کہ تعمیرِ وطن میں ہی فنا تھے قائد ملت
وہ دستِ راست قائد کے وہ دست و بازو ملت کے
مسلمانوں سے کتنے با وفا تھے قائد ملت
جنگے ہرگز نہیں باطل کے آگے ایک لمحہ بھی
سر دار ایک جرات اور انا تھے قائد ملت
ریاض احمد شہید ملتِ اسلامیہ وہ ہیں
شہادت پا کے جو اپنی بھاتا تھے قائد ملت
ریاض احمد قادری۔ فیصل آباد

بابر بک ڈپو۔ گوہر پبلشرز۔ اردو بازار لاہور

پھول کے لکھاریوں کے لئے خوشخبری

پاکستان میں بچوں کے لئے معیاری سب سے پہلے شائع کرنے والے ادارے
بابر بک ڈپو کی جانب سے "پھول" میں شائع ہونے والی نئی بکسوں کی قیمتیں

| |
|--------------------------------------|
| اول: 500 روپے نقد + 400 روپے کی کتاب |
| دوم: 300 روپے نقد + 200 روپے کی کتاب |
| سوم: 200 روپے نقد + 100 روپے کی کتاب |

بچوں کی کتابوں کا انتخاب بچوں کی آراء کے مطابق کیا جائے گا موجودہ شمارے میں شائع ہونے والی بکسوں کی کہانی
کا نام بچوں میں درج کر کے 10 تاریخ تک اپنا نام "پھول" کے چپ بچھادیں۔

ماہنامہ "پھول" 23 اکتوبر کو لاہور



نذیر انبالوی

نور حیات نے میز پر رکھے کارڈ دیکھ کر
تخمین آمیز نظروں سے اپنے خاص ملازم خرم کی طرف
دیکھا۔ کارڈ کا ڈیزائن، عبارت اور چھپائی، سبھی کچھ
بہت عمدہ تھا۔ بزرگ کا یہ کارڈ ملک کے ایک نامور
مصوّر اطہر نے ڈیزائن کیا تھا۔ خرم اپنے مالک نور
حیات کے چہرے کو دیکھ کر سمجھ گیا تھا کہ اسے جو ذمہ داری
دی گئی تھی وہ اس نے احسن طریقے سے ادا کی ہے۔
نور حیات نے خوش ہو کر بطور انعام پانچ ہزار روپے کا نوٹ خرم کو دیا تو اس نے شکر یہ کہہ کر
نوٹ جیب میں رکھ لیا۔ کارڈ تو چھپ گئے تھے۔ اب ان کی تقسیم کا مرحلہ تھا، تقریب میں ایک ہزار لوگوں کو
مدعو کرنے کا ارادہ تھا۔

تقریب کے لئے شہر سے دور ایک فام ہاؤس کا انتخاب کیا گیا تھا۔ فام ہاؤس کے دائیں بائیں گول میزوں کے ارد گرد سنہری رنگ کی نئی کرسیاں دھری گئی تھیں۔ ایک بڑے ادارے کو اس خصوصی تقریب کے انعقاد کا
ٹھیکہ دیا گیا تھا۔ نور حیات چاہتا تھا کہ تقریب میں کوئی کمی نہ رہے جو تقریب میں آئے جانے ہوئے اس کی زبان پر ہو کہ "واہ کیا تقریب تھی۔"
کارڈ پر چھپے حروف میں "ایک یادگار خصوصی تقریب" لکھا گیا تھا۔ کارڈ میں اس بات کی وضاحت نہیں کی گئی تھی کہ تقریب کس مقصد کے لئے کی جا رہی ہے جسے
بھی کارڈ ملا وہ بھی سوچتا رہا کہ آخر نور حیات نے اس خصوصی تقریب کا اہتمام کیوں کیا ہے۔ کچھ کا خیال تھا کہ وہ اس تقریب میں اپنی کمپنی کی کوئی نئی دوا متعارف
کروائے گا، کچھ یہ خیال کرتے تھے کہ نور حیات نے شہر کے معززین سے اپنے تعلقات مزید بہتر کرنے کے لئے اس تقریب کا انتظام کیا ہے۔ غرض جتنے منہ
اتنی باتیں تھیں۔ میز پر رکھا خصوصی تقریب کا کارڈ نور حیات کی نظروں کے سامنے تھا۔ اسے لگا وہ وقت کا ہاتھ تمام کر بہت دور نکل گیا ہو۔ ایک کچے جھن میں مٹی سے بنے چوبے کے ارد گرد بیٹھے بچوں میں وہ بھی شامل تھا۔ ماں تو بے پر پراٹھے بنانے میں مصروف تھیں۔ سب بچوں کو باری باری پراٹھا مل رہا تھا۔ جب اس کی چنگیر میں امی جان نے گرما گرما پراٹھا رکھا تو اسے یوں



آتا تو دفتر واپسی پر آلو والے پراٹھے ضرور لے کر جاتا۔ فیکٹری میں خود بھی آلو والے پراٹھے کھاتا اور اپنے دوستوں کو بھی کھاتا۔ فیکٹری میں کام کے دوران اس نے تعلیمی سلسلہ بند نہیں کیا تھا۔ وہ پڑھتا گیا اور آگے بڑھتا گیا۔ فیکٹری کا مالک راشد اس پر اعتماد کرتا تھا۔ وہ فیکٹری کے ہر معاملے میں اس سے صلاح مشورہ کرتا تھا۔ راشد جب بیرون ملک گیا تو فیکٹری کے معاملات نور حیات ہی کے سپرد تھے۔ ایک دن مزدور کام میں مصروف تھے کہ نور حیات ان کے پاس چلا گیا۔ مزدور

وہ پراٹھا اور اچار کھانا چاہتا تھا لیکن مجبوری یہ تھی کہ.....

پراٹھا اور اچار

اسے دیکھ کر گھبرا گئے تھے۔ نور حیات نے مزدوروں کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا: "تم میں سے پراٹھا اچار کون کون لاتا ہے؟" مزدور یہ غیر متوقع سوال سن کر پہلے پہل تو خاموش رہے پھر ایک مزدور ہمت کر کے بولا: "میں..... میں..... میں لاتا ہوں پراٹھا اور اچار۔" "لاؤ کہاں ہے تمہارا پراٹھا اور اچار..... بڑے دن ہوئے ہیں پراٹھے اور اچار سے دو دو ہاتھ کئے ہوئے۔" نور حیات کی بات سن کر مزدور نے پوٹی کھول کر پراٹھا اور اچار نور حیات کے سامنے رکھ دیا۔ نور حیات نے ایک لقمہ کھایا اور واہ..... واہ کرنے لگا۔ اسی واہ واہ میں اس نے سارا پراٹھا اور اچار چٹ کر لیا تھا۔ مزدور حیرت میں کم نور حیات کو پراٹھا اور اچار کھاتے دیکھ رہے تھے۔ اسی اثنا میں نائب قاصد صفدر نے آکر بتایا کہ سیٹھ ابراہیم آپ کا دفتر میں انتظار کر رہے ہیں۔ جب وہ دفتر میں داخل ہوا تو سیٹھ ابراہیم نے سلام کے بعد پوچھا: "آپ شاید مصروف تھے؟" "ہاں..... وہ پراٹھا اچار کھانے میں مصروف تھا، واہ مزا آ گیا ہے۔" نور حیات بے اختیار بولا۔ "جی....." سیٹھ ابراہیم نے حیرت کا اظہار کیا۔ "جی..... دنیا میں پراٹھا اور اچار سے بڑھ کر مزے دار

لگا کہ پوری کائنات کی دولت اسے مل گئی ہو۔ جب اس نے مزے دار اچار کے ساتھ پراٹھا تناول کیا تو دل چاہنے لگا کہ ایسا ہی ایک اور پراٹھا مل جائے تو مزا ہی آ جائے۔ اس نے لپٹائی نظروں سے اپنے بھائی کے پراٹھے کی طرف دیکھا تو امی جان نے چٹا اس کے ہاتھ پر مارا۔ چٹے کی مار کھا کر وہ اٹھ کر کچے کمرے میں گیا اور اپنی کتابیں لے کر سکول کی طرف چل پڑا۔ سکول میں بھی دن بھر اسے پراٹھے کی یاد ستاتی رہی۔ جماعت میں اس وقت لڑکوں نے قہقہہ لگایا تھا جب استاد خالد صاحب نے اس سے پوچھا تھا۔ "ہاؤ زندگی کا مقصد کیا ہے؟" "جی..... وہ جی..... پراٹھا کھانا۔" نور حیات نے بے اختیار جواب دیا تھا۔ "پراٹھا..... تمہارے دماغ پر ہر وقت پراٹھے ہی سوار رہتے ہیں۔ زندگی کا مقصد ہے اوروں کے کام آنا۔ ان کے دکھ درد میں شریک ہونا۔" استاد نے اسے سمجھایا۔ سکول سے واپس آ کر اسے کھانے ہی کی تلاش رہتی تھی۔ امی جان روٹیاں پکا کر برآمدے میں رکھ دیتی تھیں۔ روٹیوں کے ساتھ کبھی بکھار ہی سالن نصیب ہوتا تھا۔ پھر ملازمت کے سلسلے میں وہ شہر میں ایک ادویات ساز کمپنی میں گیا تھا۔ وہ جب بھی چھٹی پر گھر

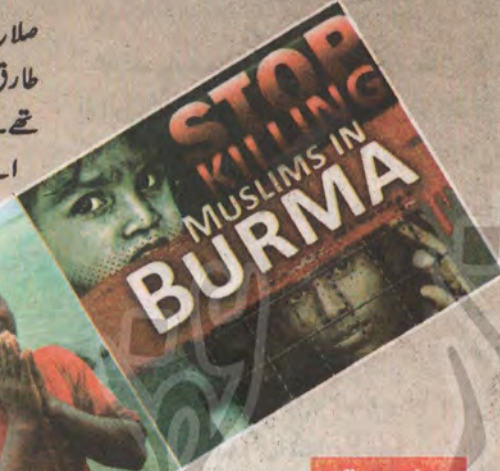
برما کے مسلمانوں کی پکار.....



صلاح الدین ایوبی کی صورت یہودیوں کو شکست دی، طارق بن زیاد اور محمد بن قاسم بھی اسی قوم کے فرزند تھے۔ آج وہی قوم مظلوم ہے اور مسلمانوں کے سربراہ اپنے اپنے مفادات کو لے کر آپس میں دست و گریباں ہیں۔ کب انہیں ہوش آئے گا کب یہ مسلمانوں پہ ہوتے ظلم پہ

والدین سے محبت

یہ یو جوان سات دن تک اپنے ماں باپ کو کندھوں پر اٹھا کر برما سے بنگلہ دیش پہنچا ہے۔



مائنس طارق

بچھلے دنوں ٹی وی پر رو ہنگیا کے مسلمانوں پہ ظلم و ستم دکھایا گیا۔ دل کٹ کر رہ گیا۔ بے آسرا مسلمان، جلتی ہوئی لاشیں، جلتے کھر دیکھ کر دل پھٹنے کے قریب ہوا۔ دل سے آہ نکلی کہ اگر اب بھی قلم نہ اٹھا تو کب اٹھے گا۔ کہاں ہیں اقوام عالم کی انسانیت کی علمبردار تنظیمیں، کیا انہیں مسلمانوں پہ ہوتے یہ مظالم نظر نہیں آتے؟ کیا ان کی انسانیت صرف مغرب تک یا اپنی

موثر آواز اٹھائیں گے؟ کیا مسلم خون اتنا تارزاں ہے کہ اسے ناقب بہا دیا جائے یا مسلمان اتنا کمزور ہے اسے جلادیا جائے؟

اگر ہم نے مظلوم مسلمانوں کی مدد کی تو آخرت میں اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے؟

قوم تک محدود ہے؟ کیا انسانیت کے عمیکیداروں کو مسلمان انسان بھی نہیں لگتے؟ ان پر ظلم و ستم کے وقت ان کے ضمیر کہاں سو جاتے ہیں؟ آج دنیا میں جہاں نظر ڈالیں ہر طرف مسلمان ظلم کی چکی میں پستے نظر آتے ہیں۔

انبیاء کی سر زمین عراق ہو یا شام، کشمیر کے سنگتے پہاڑ ہوں یا افغانستان، برما ہو یا کوئی اور ملک ہر طرف مسلمان تکلیف میں ہیں۔ وہ کیا وجہ تھی کہ آج سے 14 سو سال پہلے مسلمانوں نے پوری دنیا پہ حکومت کی۔ مٹھی بھر مسلمان لشکروں کے لشکر پر فتح پالیتے تھے؟ صرف اتحاد سے اور دین اسلام پر عمل کرنے سے ایسا ممکن ہوا، خدا پر کامل یقین نے انہیں وہ طاقت عطا کی کہ کیمرو کسری کے دروہام انہوں نے ہلا دیئے۔ اگر کوئی مسلمان مضبوط ایمان کے ساتھ اٹھا تو اس نے

اب نہیں تو کب مسلمان جاگیں گے؟ کب اپنے اختلافات بھلا کر کمزوروں کی آواز بنیں گے؟ برما کے مسلمانوں پہ ہوتے ظلم پہ کسی مسلمان ملک نے سوائے ترکی کے عملی آواز نہیں اٹھائی، کیا مسلم اقوام تمام مسلمانوں کو متحد ہو کر رو ہنگیا مسلمانوں کے حق میں آواز اٹھانی چاہیے۔

دیں گے؟ اگر انہوں نے پوچھ لیا کہ میرے بندے جب تمہیں آواز دے رہے تھے تو تم کہاں تھے؟ تم تو اٹھنی طاقت تھے تم نے کیوں آواز نہیں اٹھائی؟ تمہارے پاس تو قلم کی طاقت تھی تو تمہارا قلم کیوں خاموش رہا تو ہم کیا کہیں گے، کونسا بہانہ گھڑیں گے، خدا را میری ارباب اختیار سے التجا ہے جاگ جائے اپنے بھائیوں کی مدد کیجئے۔

☆☆☆

پھول قطعہ کاریاں



| سب | خوں | سے | پاؤ | گے | نچو | نجات |
|--------|-----|---------|-------|------|---------|------|
| زندگی | کو | یوں | چلانا | سیکھ | لو | لو |
| آپ | کو | میل | جائیں | گی | آسانیاں | لو |
| مشکلوں | میں | مسکراتا | سیکھ | لو | | |

ماہنامہ "پھول" نے بچوں کے رسائل میں نئی روایات قائم کی ہے اور ہر ماہ قطعہ شائع کیا جاتا ہے۔ معروف شاعر دانشور اور وکیل ظفر علی راجا ہر ماہ قطعہ کاریاں کرتے ہیں۔ (مدیر)

"ایک بات تو بتاؤ جن کے پاس دولت آ جاتی ہے وہ ہر چیز سے پرہیز کیوں شروع کر دیتے ہیں؟ ہم تو سب کچھ کھاتے ہیں، ہمیں تو کچھ نہیں ہوتا"۔ ارشاد نے پراٹھا کھاتے ہوئے کہا۔

نور حیات کے پاس ارشاد کی اس بات کا کوئی جواب نہیں تھا۔ گاؤں سے شہر آتے ہوئے نئے پل کے پاس ایک بوڑھا بلند آواز میں کہہ رہا تھا:

"دوسروں کو دھوکہ مت دو، دوسروں کی جیبوں پر ڈاکہ مت ڈالو، اس طرح تمہاری جیب بظاہر تو بھر جائے گی مگر تم ان پیسوں کو خرچ کرنے کے قابل نہیں رہو گے۔

مت ڈالو دوسروں کی جیبوں پر ڈاکہ"۔

نور حیات بوڑھے کی باتیں سن کر سوچ میں گم ہو گیا تھا۔ وہ اور سیٹھ ابراہیم غیر معیاری ادویات بنا کر لوگوں کی جیبوں پر ڈاکہ ڈال رہے تھے۔ ان کی جیبیں تو بھر رہی تھیں مگر ان کے لئے کم ہو رہے تھے

ایک ہفتہ بعد رات کے وقت قام ہاؤس روشنیوں میں نہایا ہوا تھا۔ مہمانوں کی آمد جاری تھی۔ سیٹھ ابراہیم بھی لاٹھ تھاکہ نور حیات نے کس مقصد کے لئے اس خصوصی تقریب کا اہتمام کیا ہے۔ جب سب مہمان آ گئے تو بیروں نے میزوں پر انواع و اقسام کے کھانے لگانا شروع کئے۔ کھانوں کی خوشبوئیں چہرہ سو پھیل رہی تھیں، مہمانوں کی زبان پر ابھی تک یہی سوال تھا کہ آخر اس تقریب کا مقصد کیا ہے۔ نور حیات مرکزی میز کے سامنے آ کر بیٹھ گیا۔ اب اس کو تقریباً سبھی لوگ با آسانی دیکھ سکتے تھے۔ سیٹھ ابراہیم بھی اس کے ساتھ آ کر بیٹھ گیا تھا۔ اس نے اشارہ کیا تو مہمان کھانا کھانے لگے تھے۔ جب مہمان کھانا کھا رہے تھے تو نور

کولی اور بچہ نہیں، میرا بس چلے تو ہر وقت پراٹھا اچار کھاؤں..... پھر آپ سنائے کیسے آنا ہوا؟"۔

"آپ ٹھیک کہتے ہیں جس نے پراٹھے اور اچار کے علاوہ کچھ کھایا ہی نہ ہو اس کے لئے یہی دنیا کی مزے دار ترین کھانے کی چیز ہے۔ نور حیات آگے بڑھو یہ جگہ تمہاری نہیں..... میں تمہیں آگے بہت آگے دیکھنا چاہتا ہوں۔ ان پراٹھے اچاروں سے باہر نکلو..... سوچو تمہاری، سرمایہ میرا اور منافع آدھا آدھا، سوچو لو آگے بڑھنا چاہتے ہو تو میں تمہارا ہاتھ پکڑ سکتا ہوں"۔

سیٹھ ابراہیم تو پیشکش کر کے چلا گیا اور اسے سوچوں کے حوالے کر گیا۔

اس نے غور و فکر کے بعد سیٹھ ابراہیم کا ہاتھ پکڑنے کا فیصلہ کر لیا۔ پھر وہ آگے ہی آگے بڑھتا رہا۔ وہ خوب ہاتھ تھاکہ فیکٹری میں کس طرح کی ادویات تیار ہو رہی ہیں۔ ادویات بن کر جیسے ہی بازار میں جاتیں ہاتھوں ہاتھ بک جاتیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ سیٹھ ابراہیم کی دولت بھی بڑھتی رہی اور نور حیات بھی خوب دولت میں کھیلنے لگا۔ دولت نے دونوں کو اندھا کر دیا تھا۔ دولت کا تعاقب کرتے ہوئے نور حیات پراٹھے اور اچار کو بہت پیچھے چھوڑ آیا تھا۔ بڑے بڑے ہوٹلوں کے کھانوں نے اسے پراٹھے اور اچار کی یاد بھلا دی تھی۔ اسے بھی بھولے سے بھی ان کی یاد نہ آئی تھی۔

اس دن وہ ڈرا سا پریشان ہوا تھا جب ڈاکٹر نے سینے میں درد کے بعد بہت سی چیزیں کھانے سے منع کر دیا تھا۔ مگر نے جب اپنا زور دکھایا تو بیٹھا بھی بند ہو گیا۔ گردوں کا عارضہ لاحق ہوا تو کچھ مزید کھانے چاہنے کی تھیں بند ہو گئیں۔ یہ سب کچھ اتنی تیزی سے ہو رہا تھا کہ نور حیات سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ وہ اب بھی کھارہی گاؤں جاتا تھا۔ سردیوں کے آغاز وہ اپنی ہی گاڑی میں گاؤں گیا تو اس کے کان کے دوست عارف اور از شاد درخت کے نیچے بیٹھ کر اٹھا اور اچار کھانے میں مصروف تھے۔ دونوں نے اٹھ کر اس کا استقبال کیا۔ نور حیات کی نظر پراٹھے اور اچار پر پڑی تو بے اختیار ان پر جھک گیا۔ اس نے ہاتھ بڑھایا تھا کہ فوراً ہاتھ ہٹا لیا۔

"کھانوں نہیں؟"۔ عارف بولا۔

"میں نہیں کھا سکتا ایسی چیزیں، ڈاکٹر نے منع کر رکھا ہے۔"۔ نور حیات نے اپنی مجبوری بتائی۔

"کھاؤ کچھ نہیں ہوگا، ڈاکٹر تو کہتے ہیں کہ انسان بھوکا مر جائے، ایک دو لٹے لے لو"۔ عارف نے اصرار کیا۔

"میں اسے نہیں کھا سکتا"۔

☆☆☆



میں اپنے بچپن کے واقعات لکھتے تاکہ وطن کے معماران واقعات سے کچھ سیکھیں اور لطف اٹھائیں۔ آپ چاہتے تھے کہ نوہال سائنس کے شعبے میں ترقی کریں۔ انہوں نے فرمایا ”سائنس پڑھو آگے بڑھو“ پیغام میں کہا۔

”میرے پیارے نوہال! عظیم انسان وہ ہوتے ہیں جو انسانوں سے محبت کرتے ہیں۔ انسانوں کا احترام کرتے ہیں۔ عظیم انسان وہ ہوتے ہیں کہ جو کہ ارض کے کینوں کی راحت کے لئے اور علم و حکمت کے فروغ کے لئے اپنی زندگیاں صرف کر دیتے ہیں۔ علم و حکمت کے میدانوں میں کارہائے نمایاں سرانجام دیتے ہیں۔ ایسے عظیم انسانوں کے دستخط عظیم نوہالوں کو یہ پیغام دیتے ہیں کہ وہ بھی اچھے اور بڑے کام کریں اور علم و اخلاق میں اعلیٰ مرتبہ حاصل کر کے بڑا آدمی بننے کی کوشش کریں۔“

آپ نے نوہالوں کی اچھی تربیت کے لئے 1953ء میں ایک رسالہ ”ہمدرد نوہال“ جاری

نشان امتیاز، بوعلی سینا انعام ممتاز پاکستان ایوارڈ اسلامک میڈیسن پرائز وغیرہ شامل ہیں۔ آپ کو 17 اکتوبر 1998ء کو شہید کر دیا گیا۔ آپ کی شہادت ملک کے نوہالوں و جوانوں کے لئے دلی صدمہ تھی۔ آپ کی شہادت نے پورے پاکستان کو سوگوار کر دیا۔ آپ کی شہادت کی پہلی برسی پر اکتوبر 1999ء میں پانچ روپے کا یادگاری ٹکٹ جاری کیا گیا۔ آپ کے چند اقوال:

- ☆ ”جدوجہد کرنے والے لوگ دعوؤں پر نہیں عمل پر یقین رکھتے ہیں۔“
- ☆ ”امروہ ہو گیا جس نے سچائی کی تلخی بی لی۔“
- ☆ ”ہمیں کل کی فکر نہیں کرنی چاہئے بلکہ ہمیں آج کو بہتر بنانا ہے۔“
- ☆ ”وقت کی پابندی کامیابی حاصل کرنے کا پہلا قدم ہے۔“
- ☆ ”دوست ہی نہیں اگر کوئی دشمن بھی اچھا کام کرے تو اسے بھی شاباش دینی چاہئے۔“
- ☆ ”آزادی کو عقل کے ساتھ استعمال کرنا ضروری ہے۔“
- ☆ ”محبت سے انسان کے جوہر کھلتے ہیں اور وہ مشکل کام بھی آسانی سے کر لیتا ہے۔“
- ☆ ”جس طرح دوستوں کا انتخاب اچھا کیا جاتا ہے اسی طرح کتابوں کا انتخاب بھی اچھا کریں۔“
- ☆ ”اپنی تعریف سن کر خوش ہونا آدمی کی فطرت ہے۔“
- ☆ ”مخاطب کرنے والے کے انداز سے لوگ اس کی تہذیب کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔“

مختصر سیدیہ راشدان کے مشن کو آگے بڑھا رہی ہیں۔

- ☆ ”علم ایک ایسا دریا ہے جس میں چھلانگ لگانے کے بعد ہی اس کی عظمت و وسعت کا پتا چلتا ہے۔“
- ☆ ”قلم تمہاری تلوار اور کتاب تمہاری ڈھال ہے۔“
- ☆ ”وہ انسان انسان کہلانے کا حق دار نہیں جو ہمدردی خلوص و ایثار نہ رکھتا ہو۔“
- ☆ ”محنت کی عادت ہر صورت میں مفید اور ہر لحاظ سے اہم ہے۔“
- ☆ ”علم کی محبت اور استاد کی عزت کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہوتا۔“
- ☆ ”سچ سننے کی عادت ڈالو چاہے وہ تمہارے خلاف ہی کیوں نا ہو۔“
- ☆ ”عبادت سے شخصیت میں دلکشی جنم لیتی ہے۔“
- ☆ دوستو! شہید حکیم محمد سعید کی زندگی ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے۔ ان کی زندگی کا مطالعہ کریں اور اپنی زندگی بھی انسانیت کی خدمت گزاری پر وقف کر دیں۔
- ☆ اللہ تعالیٰ ہمیں حکیم محمد سعید کی طرح زندگی بسر کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

☆☆☆

سیدان یوسف سمیچہ

”پاکستان سے محبت کرو، پاکستان کی تعمیر کرو“ یہ کس عظیم ہستی کا نعرہ ہے؟ یہ ”شہید پاکستان شہید حکیم محمد سعید“ کا نعرہ ہے۔ حکیم محمد سعید 9 جنوری 1920ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام حکیم عبدالحمید تھا۔ والدہ کا نام رابعہ بیگم تھا۔ آپ نے سات سال کی عمر میں 1927ء کو پہلا حج کیا۔ حفظ قرآن 1929ء کو 9 سال کی عمر میں کیا۔ آپ بچپن سے ہی ذہین اور مہذب تھے۔ بڑوں کا احترام کرتے اور چھوٹوں سے شفقت کرتے تھے۔ آپ آٹھویں جماعت میں اعلیٰ نمبروں سے پاس ہوئے۔ 1936ء کو ”آپور ویدک اینڈسٹری کالج“ میں داخلہ لیا۔ 1940ء کو پچھلے آف ایٹرن

آپ آخری سائنس تک پاکستان کی خدمت کرتے رہے۔

شہید پاکستان حکیم محمد سعید



سیدیہ راشدان

کیا۔ آپ کی اکلوتی اولاد ہے سیدیہ راشدان۔ سیدیہ راشدان اپنے ایک مضمون میں اپنے والد کے بارے میں لکھتی ہیں: ”ابا جان کو مہمان نوازی کا بہت شوق تھا۔ مجھے ابا جان بہت یاد آتے ہیں اور باتوں کے ساتھ ان



میڈیسن اینڈ سرجری“ ڈگری حاصل کی۔ 9 جنوری 1948ء میں پاکستان آگئے اور کراچی میں رہائش پذیر ہو گئے۔ شہید حکیم محمد سعید کا پسندیدہ رنگ سفید تھا اور پسندیدہ لباس گرتا پاجام تھا۔ آپ وقت کی قدر کرتے لیے یاد دوسروں کے لئے۔

”پاکستان سے محبت کرو، پاکستان کی تعمیر کرو“ حکیم محمد سعید

آپ استعمال شدہ لکھے ہوئے کاغذوں کے پیچھے لکھتے تھے۔ انہوں نے اپنی ساری زندگی سادہ گزاری۔ وہ بچوں سے بہت محبت کرتے تھے۔ انہوں نے بچوں کے لئے بہت سی کتابیں لکھیں۔ صرف بچوں کے لئے ہی

آپ نے بچوں کیلئے بہت سی کتابیں لکھیں۔

نہیں بڑوں کے لئے بھی بہت ساری کتب تحریر کیں۔ سفر نامے بھی بہت سارے لکھے اسی لئے تو انہیں پاکستان کا ابن بطوطہ کہا جاتا ہے۔ آپ نے اپنی کتابوں

تھے اور وقت کو قیمتی سرمایہ سمجھتے تھے۔ آپ کا کہنا تھا ”میری شہروانی کے بٹن کم ہوتے ہیں تاکہ انہیں کھولنے اور بند کرنے میں زیادہ وقت نہ لگے۔“ ان کے وقت کی قدر کرنے اور سمجھنے کے قول درج ذیل ہیں۔

☆ ”زندگی کیا ہے؟ صرف وقت۔“

☆ ”اگر تم امیر بننا چاہتے ہو تو اپنے وقت کو ضائع مت کرو۔“

☆ ”جب بھی وقت ملے اسے کاہلی و سستی میں مت گزارو اس کو کسی اچھے کام میں صرف کر دو چاہے اپنے



بچوں نے گاڑی میں بیٹھنے سے انکار کر دیا تھا کیونکہ۔۔۔

آلودگی مردہ باد

مدیر بچوں کو سمجھانے لگی کہ ہماری ٹیچر نے بتایا تھا وہ تمام عناصر جو قدرتی ماحول کو بگاڑنے کا باعث بنیں آلودگی کہلاتے ہیں۔ جیسے اس گاڑی سے نکلنے والا دھواں فضائی آلودگی پیدا کر رہا ہے اور اس کی تیز اور بری آواز صوتی آلودگی کہلاتی ہے۔ ہماری ٹیچر نے یہ بھی کہا تھا کہ ہمیں ایسی گاڑیوں میں نہیں بیٹھنا چاہیے جو آلودگی پھیلاتی ہوں۔ کچھ بچوں کو بات سمجھ آئی اور کچھ یوٹیٹی سر ہلانے لگے۔۔۔ جتنی اور اسید ناک سیکڑ کر بولے۔۔۔ گندی گاڑی۔۔۔ اسٹے میں عادل چاچو بولے چلو بھئی بچو لوگ گاڑی میں بیٹھو۔۔۔

اس گاڑی میں؟ سداور فرجاد نے ناگواری سے پوچھا، جی بیٹا، عادل چاچو نے سمجھایا۔۔۔ ہم اس گاڑی میں نہیں بیٹھیں گے اس میں آلودہ دھواں نکلتا ہے۔ آلو؟ عادل چاچو حیرانی سے بولے۔۔۔ مدیر اور وجہ کونسی آگئی اور انہوں نے چاچو کو بتایا کہ ذہنیت نے آلودگی کو کھنکھرتے آؤٹنا دیا ہے۔۔۔ اس پر ایک زبردست قہقہہ لگا لیکن بچوں نے اپنا مشترکہ فیصلہ سنا دیا کہ ہم اس گاڑی میں نہیں بیٹھیں گے۔ چاچو نے کہا، بھئی مری بیٹی کو تو ہم نے پیدل ہی گھونٹا ہے بیٹہ جاؤ اسی گاڑی میں، لیکن پہلی بار بچوں نے عادل چاچو کی بات رد کی اور کہا کہ دوسری گاڑی نکالو پڑھو روزہ نہیں جائیں گے۔ چاچو نے ایک ٹرانسپورٹ کمپنی کے دفتر سے گاڑی دو دن کے لیے بک کر لی تھی مگر بچوں کے سامنے انہیں ہتھیار ڈالنا پڑا۔ ٹرانسپورٹ کمپنی ٹکون کر کے چاچو نے کہا کہ ہم آپ کی ہمارا گاڑی واپس بھیج رہے ہیں۔ ہمیں ایسی گاڑی چاہیے جس کے تمام کھل پڑے درست ہوں، نہ آواز آتی ہو اور نہ ہی وہ گندا گاڑا کالا دھواں پھوڑتی ہو۔ یعنی ہم کسی قسم کی آلودگی برداشت نہیں کر سکتے۔۔۔ دوسری گاڑی ساڑھے نو بجے کے قریب پہنچی تو عادل چاچو نے مسکراتے ہوئے بچوں سے کہا، بھئی بچو لوگ لی کر لیں گاڑی ٹھیک ہے تو ہم چلیں۔ بچوں نے دیکھا کہ نہ دھواں ہے نہ آواز تو خوش ہو گئے اور سامان گاڑی میں رکھا جانے لگا۔

گاڑی نے فیض آباد چوک عبور کی تو چاچو بولے بچو، آج پہلی بار آپ نے میری بات نہیں مانی یعنی آپ اس گاڑی میں نہیں بیٹھے جو آلودگی پھیلا رہی تھی۔ ذہیب نے چاچو کیا آپ اس بات سے ناراض ہوئے؟ عادل چاچو نے پیار سے کہا نہیں بھئی، مجھے تو اس بات کی بے حد خوشی ہے کہ آپ بچوں میں بہت چھوٹی عمر سے اچھی باتوں کا شعور بیدار ہو رہا ہے اور جس قوم کے بچے مسائل کو سمجھنے لگیں وہاں مسائل کا حل ڈھونڈنا مشکل نہیں رہتا۔ اس بات پر بچوں نے خوش ہو کر نعرہ لگایا "عادل چاچو زندہ باد" اور جواب میں چاچو بولے "آلودگی مردہ باد"۔۔۔



نورین طلعت خروپ

عادل چاچو کی شخصیت میں نہ جانے ایسی کیا بات تھی کہ بچے ان کے دیوانے تھے۔ ننھا ابراہیم ناشتہ کرتے ہوئے ضد کرے، ماما بابا روہانے ہو جائیں تو بھی ابراہیم راضی نہ ہو، امین آپی منائیں تو بھی نہ مانے، ادھر عادل چاچو آئے اور ادھر ابراہیم صاحب (عرف آئی بی) نے ہتھ کھیلے ناشتہ ختم کیا، لٹچ باکس بیک میں رکھا اور مسکراتے ہوئے سکول چل دیئے۔۔۔

اظفر کی سالگرہ پر جانے کے لیے تیار کھڑے ہیں۔ ماما نے میک اپ کر کے بال بنائے، بابا نے ٹائی کی گرہ درست کی اور خوشبو کا چمڑکا بھی کر لیا، ایدن اپنے لائسنس والے جوگزر اور نئے کپڑوں میں چاکر ہے لیکن امانی صاحبہ دھڑکی بیٹھی ہیں کہ میں یہ سرخ رنگ کا نیا فریک ہرگز نہیں پہنوں گی، مجھے اپنی نیوی بلیو سکرٹ ہی پہن کر جانا ہے، ماما سمجھا رہی ہیں کہ بیٹا وہ بہت پرانی ہو گئی ہے۔ آپ اسے گھر میں پہنتی ہیں، پارٹی میں اسے نہیں پہنا جاسکتا۔ لیکن امانی کی ایک ہی رٹ، مجھے وہی پسند ہے۔۔۔

ادھر بابا کی آوازیں آ رہی ہیں، چلو بھئی میں تیار ہو گیا ہوں۔ اور ساتھ ہی بار بار گھڑی دیکھنے کا کام شروع۔۔۔ اکٹر ماما اس بات پر الجھ جایا کرتیں کہ میں تیار ہو گیا ہوں کیا مطلب؟ دوسروں کو بھی کچھ وقت دیجیے۔ اظفر کی سالگرہ کا وقت پانچ بجے تھا۔ ساڑھے چار بج چکے تھے اور امانی بعد تھی کہ وہ سرخ فریک نہیں پہنیں گی۔ ماما بابا سمجھا سمجھا کر تھک چکے تھے، اسٹے میں عادل چاچو کی آواز آئی اور امی ابو بچوں کی مانند چل اٹھے اور واقعی عادل چاچو نے چند لمحوں میں امانی کو فریک پہننے پر آمادہ کر لیا۔ اور امانی ہنسی مسکراتی تھیں کہ ایک اٹھا گاڑی میں بیٹھ گئی۔

عادل چاچو جہاں بھی چلے جاتے، بچے ان کا کہنا یوں مانتے جیسے کہ چپنا تازہ ہو گئے ہوں۔ وقت پر پڑھائی ختم کر کے بیٹھ جاتے کیونکہ عادل چاچو نے ان کے ساتھ کھیلتا جو ہوتا تھا۔۔۔ کبھی کرکٹ، کبھی بیڈمنٹن، کبھی کیرم اور کبھی سکرہیل۔۔۔ ایسا کبھی نہیں ہوا تھا کہ کسی بچے نے کوئی بات کہی ہو اور عادل چاچو نے انکار کیا ہو۔۔۔ کئی بار اپنے ضروری کام چھوڑ کر بھی وہ بچوں کی فرمائش پوری کرتے تھے، اپنی مشکل پڑھائی کو بھی وقت دینا ہوتا تھا، آخر کو عادل صاحب سی اے کر رہے تھے لیکن پتہ نہیں کس وقت وہ اپنی پڑھائی کرتے کہ ہمیشہ اچھے نمبر بھی لیتے اور بچوں کے ساتھ شغل بھی جاری رہتا۔ سب بچوں کے ماما بابا کہتے تھے

ذہیب نے پوچھا آلودگی کیا ہوتی ہے؟



ارم شاکستہ

مسلم جداگانہ تہذیب و ثقافت رکھتے ہیں۔ متحدہ ہندوستان میں دونوں قومیں اکٹھی نہیں رہ سکتیں جوں جوں وقت کا پہیرہ آگے کی طرف گردش کرتا چلا گیا حالات و واقعات نے ثابت کر دیا کہ مسلمانوں کی بقا و خوشحالی



غیرت مسلم جگا دے خلوت مدہوش سے کوئی لیاقت سا ابھرے قوم کی آغوش سے یوں تو پاکستانی وزیراعظم کی حیثیت سے کئی شخصیات نے خدمات سرانجام دی ہیں۔ لیکن لیاقت علی خان جو تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن، بانی پاکستان قائداعظم کے بااعتماد ساتھی اور پاکستان کے پہلے وزیراعظم تھے۔ ان کو خاص مقام و مرتبہ اور اہمیت حاصل ہے۔ وہ اب تک کے طویل عرصہ تک 4 سال اور تقریباً 2 ماہ تک پاکستان کے وزیراعظم رہنے والی پہلی شخصیت ہیں۔ ان کا ریکارڈ توڑ انہیں جاسکا۔ 15 اگست 1947ء سے 16 اکتوبر 1951ء تک وزیراعظم رہنے والے لیاقت علی خان کی تاریخ پیدائش یکم اکتوبر 1896ء ہے۔ والد بزرگوار جناب رستم علی خان بہت بڑے زمیندار تھے۔ کرنال مشرقی پنجاب کے علاوہ یوپی میں بھی ان کی کافی جائیداد

قائداعظم کی قیادت میں آپ نے دن رات کام کیا۔

پاکستان کے پہلے وزیراعظم لیاقت علی خان

علحدہ وطن کے قیام سے ہی ممکن ہے۔

1936ء میں لیاقت علی خان کو مسلم لیگ کا جنرل سیکرٹری منتخب کیا گیا۔ آپ قائداعظم کی قیادت میں انگریزوں اور ہندوؤں کی گھناؤنی سازشوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے رہے۔ عبوری حکومت میں وزیر خزانہ کی حیثیت سے غریب آدمی کا بجٹ پیش کر کے آپ نے پاکستان کے حصول کو بہت قریب کر دیا اور بالآخر 14 اگست 1947ء کو بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح دنیا کی پہلی نظریاتی مملکت قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

تقسیم ہند کے دوران لیاقت علی خان مسلم لیگ پارلیمانی لیڈر وزیر خزانہ جنرل سیکرٹری کی حیثیت سے شب و روز محنت کرتے رہے۔ آپ کی خدمات کی قائداعظم بہت

تھی۔ جائے پیدائش ضلع کرنال (مشرقی پنجاب) بھین کا زمانہ یوپی میں ہی گزارا۔ آپ معزز گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی گئی۔ ابتدائی تعلیم یوپی کے مقامی سکول سے حاصل کی۔ ذہین و فطین ہونے کی وجہ سے آپ ہر جماعت میں نمایاں پوزیشن حاصل کرتے رہے۔

میٹرک کے بعد آپ نے ایم اے او کالج علی گڑھ میں داخلہ لیا اور بیہنس سے 1918ء میں بی اے کا امتحان امتیازی نمبروں سے پاس کیا اور پھر اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے برطانیہ چلے گئے۔ 1921ء میں آپ نے آکسفورڈ سے قانون کی ڈگری لی اور عملی زندگی میں وکیل کی حیثیت سے قدم رکھا۔

نواب زادہ ہونے کے باوجود آپ کی طبیعت میں انکساری تھی۔ سیاست میں دلچسپی زمانہ طالب علمی سے ہی تھی۔ 1923ء میں وطن ہندوستان لوٹے تو کانگریس اور مسلم لیگ دونوں سیاسی جماعتیں برصغیر کے افق پر تھیں۔ آپ نے مسلم لیگ کا انتخاب کیا اور عمر بھرا ہی ایک پارٹی سے وابستہ رہے۔ آپ ان لوگوں میں سے نہ تھے جو ذاتی مفادات کی خاطر بھی ایک اور کبھی دوسری سیاسی جماعت میں شمولیت اختیار کر لیتے ہیں۔ پہلے پہل آپ بھی ہندو مسلم اتحاد کے داعی تھے مگر ہندوؤں کے متعصبانہ رویے سے آپ نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ ہندو

قدر کرتے تھے۔ 15 اگست کو پاکستان کی پہلی کابینہ نے حلف اٹھایا تو آپ پہلے وزیراعظم، امور خارجہ تعلقات دولت مشترکہ اور دفاع کے محکمے کے بھی سربراہ منتخب ہوئے۔ اس وقت پاکستان نازک دورا ہے پر تھائی مملکت کو ان گنت مسائل و مصائب کا سامنا تھا مگر قائد کی رہبری میں ان کی ٹیم کے ممبران پاکستان کی تعمیر و استحکام



کے لئے شبانہ روز سرگرم رہے۔ بانی پاکستان کی وفات کے بعد جناب لیاقت علی خان نے قوم کے مورال کو گرنے نہیں دیا۔ عزم و حوصلے محنت و دیانت، لگن و صداقت سے وطن عزیز کی بہبود کے لئے کوشاں رہے اور پاکستان کے ازلی دشمن کے عزائم خاک میں ملاتے رہے۔ جب بھارت نے جارحیت کا ارادہ کیا تو قائد ملت مکالمہ کر اس کو باور کرانے میں کامیاب رہے کہ پاکستانی قوم اپنی آزادی کی حفاظت ہر قیمت پر کرے گی۔ ٹڈرے باک بہادر و جاں نثار دور اندیش و فرض شناس وزیراعظم لیاقت علی خان کو 16

آپ نے مکالمہ کر ڈن کو لا کرا۔

16 اکتوبر 1951ء کو ایک جلسے سے خطاب کے دوران آپ کو شہید کر دیا گیا۔

اکتوبر 1951ء کی سہ پہر کھپنی باغ راولپنڈی میں ایک عوامی جلسے سے خطاب کرتے ہوئے شہید کر دیا گیا۔ 17 اکتوبر کو آپ کو کراچی میں سپرد خاک کیا گیا۔ آپ کے قتل کی گفتیش میں کوتاہی کی گئی جس کی وجہ سے آج تک آپ کے قتل کا معاملہ حل نہیں ہو سکا۔

☆☆☆



عالمی یوم تکریم اساتذہ (5 اکتوبر کے حوالے سے)

جس نے بھی سمجھا دل سے ہے استاد کا مقام
اس کو ملا ہے دہر کی تاریخ میں دوام
تا عمر جس کو دل سے بھلاتا نہیں کوئی
اللہ نے ہے بخشا وہ استاد کو مقام
جھکتے ہیں اس کے سامنے دنیا کے بادشاہ
کرتا ہے اس کو سارا زمانہ سدا سلام
جس نے پڑھایا مجھ کو میں اس کا غلام ہوں
ہم کو دیا یہ حیدر کراڑ نے پیام
اس کے ہی صدقے سب ہیں یہاں نامور ہوئے
استاد نے عطا کیا سب کو ہے شرف و نام
دن رات اپنے وقف کئے علم کے لئے
اس واسطے ملا اسے ہے عظمتوں کا بام
مرتا نہیں ہے موت کے آنے کے بعد بھی
استاد نے پلایا جسے علم کا ہے جام
والد کے بعد روح کا استاد باپ ہے
والد کی طرح کیجئے اس کا بھی احترام
صد شکر ہم کو مل گئے استاد مہربان
ہستے ریاض دل میں ہیں استاد ہی مدام

ریاض احمد قادری۔ فیصل آباد
☆☆☆

ہو۔ سو یہ کہ جو لوگ یہ پیشہ اختیار کرنا چاہیں انہیں درس و تدریس شروع کرنے سے پہلے اس کی تربیت دی جائے۔ چارم یہ کہ اساتذہ کو ان علاقوں میں بھیجا جائے جہاں ان کی شدید ضرورت ہے۔ پنجم یہ کہ ملازمت کے دوران انہیں ہر طریقے سے سپورٹ کیا جائے، اچھی کارکردگی کو سراہا جائے اور ان کے معیار کو جانچنے کا طریقہ کار صاف و شفاف ہو۔ انہیں با اختیار بنایا جائے۔

☆☆☆☆☆

استاد کا احترام
جو شخص اپنے استاد کو حقیر جانے اللہ پاک اس کو بارہ مصیبتوں میں مبتلا کر دیتا ہے
1۔ جو علم وہ حاصل کرے گا وہ بھول جائے گا۔



- 2۔ اس کی عمر کم ہوگی۔
- 3۔ شیطان کے مکر و فریب میں ہمیشہ مبتلا رہے گا۔
- 4۔ اس کا رزق جاتا رہے گا۔
- 5۔ اس کے چہرے سے نیکی اور سعادت کی رونق ختم ہو جائے گی۔
- 6۔ عبادت الہی کی اس کو توفیق نہ ہوگی۔
- 7۔ معرفت الہی کے لئے اس کا دل حاضر نہیں ہوگا۔
- 8۔ مرتے وقت اس کی زبان کلمہ شہادت کے لئے گوگی ہو جائے گی۔
- 9۔ دنیا سے بغیر ایمان اٹھے گا۔
- 10۔ اس کی قبر اتنی تنگ ہو جائے گی کہ اس کی ہڈیاں اور پھلیاں چور چور ہو جائیں گی۔
- 11۔ فاسقوں اور بدکاروں کے زمرے میں اس کا حشر ہوگا۔
- 12۔ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔

(مسیح ظفر حیات، مٹھ ٹوانہ)
☆☆☆

کے لحاظ سے کم از کم اتنی ہونی چاہئیں کہ وہ اپنے خاندان کی کفالت کر سکیں۔
اساتذہ نظام تعلیم میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس لیے ان کے مالی حالات اگر خراب ہوں گے تو وہ وقتی سکون سے بچوں کو تعلیم نہ دے سکیں گے۔ سرکاری



سکول و کالج میں اساتذہ کے بارے میں ایک شکایت عام پائی جاتی ہے کہ وہ استاد کے کام کو ”مینیجر پیسہ“ کہتے تو ہیں لیکن جتنی محنت سے وہ نئی ٹیوشن سینٹر اور کوچنگ سینٹرز اکائیڈمیز میں بچوں کو پڑھاتے ہیں اتنی توجہ وہ اپنی ڈیوٹی میں نہیں دیتے۔ اسی وجہ سے پرائیویٹ سکول و کالج کامیاب ہیں۔ حالانکہ سرکاری اساتذہ کو تنخواہ بھی اچھی ملتی ہے۔ ماضی میں اساتذہ کی تنخواہیں کم تھیں۔ ان کا احترام بہت زیادہ تھا اور وہ محنت سے اپنی ذمہ داری بھی پوری کرتے تھے۔ اب تنخواہوں میں اضافہ ہو چکا ہے لیکن احترام میں کمی کے ساتھ ساتھ اساتذہ اپنی ذمہ داریاں بھی پوری نہیں کر رہے۔ اسی وجہ سے شاید ماضی کی نسبت اب اساتذہ کا احترام اٹھ گیا ہے۔

ماضی قریب کا واقعہ ہے کہ مشہور ادیب مرحوم اشفاق احمد جب روم یونیورسٹی میں پروفیسر تعینات تھے تو ایک دفعہ ان کا گاڑی چلاتے ہوئے چالان ہو گیا۔ عدالت میں پیشی ہوئی دوران گفتگو جب جج کو پتہ چلا کہ وہ ٹیچر ہیں تو جج اپنی کرسی ایک طرف کر کے احتراماً کھڑا ہو گیا۔ یونیسکو، یو اینیسف اور تعلیم سے منسلک دیگر اداروں کی جانب سے اساتذہ کے مسائل کا جائزہ بھی لیا جاتا ہے جو انہیں درپیش ہیں۔ مثلاً اوّل یہ کہ اساتذہ کو تحفظ دینے اور ان کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے پالیسی بنائی جائے۔ دوم یہ کہ اس پیشے میں ایسے لوگوں کو ملازمتیں دی جائیں جو تربیت یافتہ ہوں، جن میں تدریس کا شوق



اساتذہ کے عالمی دن 5 اکتوبر کے موقع پر خصوصی تحریر

اساتذہ کا عالمی دن

اختر سردار چودھری

اساتذہ کا عالمی دن منانے کا فیصلہ کیا، اس دن اساتذہ کو ان کی اہمیت، ذمہ داری، ان کے مسائل کا ہم سب کو اور خاص کر حکومت کو احساس دلایا جائے تو یہی ہماری کامیابی ہے اور یہی اس عالمی دن کو منانے کا مقصد ہے۔
اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں حضور ﷺ کو بحیثیت معلم بیان کیا اور نبی ﷺ ان (لوگوں) کو کتاب و حکمت (سنت) کی تعلیم دیتے ہیں اور ان کا تزکیہ و تربیت کرتے ہیں۔ سورۃ البقرہ میں اور خود نبی کریم ﷺ نے بھی ارشاد فرمایا کہ ”مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے“ امیر المومنین حضرت عمرؓ سے پوچھا گیا کہ اتنی بڑی اسلامی مملکت کے خلیفہ ہونے کے باوجود ان کے دل میں کوئی حسرت ہے، تو آپؓ نے فرمایا کہ ”کاش میں ایک معلم ہوتا۔“ حضرت علیؓ کا قول ہے کہ ”جس شخص نے مجھے ایک لفظ سکھایا میں اس کا غلام ہوں۔ اب اس کی مرضی مجھے بیچے،

قوم کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے والی عظیم ہستی کا نام استاد ہے۔ استاد سے مراد ہر وہ انسان ہے جس نے ہمیں کچھ سکھایا یا پڑھایا، جس سے ہم نے خود کچھ سیکھا، وہ ہر ہو یا علم جو بھی ہو۔ اس میں ایسے استاد بھی ہیں جو شاگرد کو نہیں جانتے ہم نے ان کو پڑھا اور ان سے بہت کچھ سیکھا۔ یہ بالکل غلط بات ہے کہ ہم صرف اسے استاد کہتے ہیں جس نے سکول و کالج یا مدرسے میں پڑھایا ہو۔ اس دن (عالمی یوم اساتذہ) ہم کو چاہئے اپنے اساتذہ کو خراج تحسین پیش کریں۔

میں ماضی میں دیکھتا ہوں، ایسے بہت سے اساتذہ ہیں جو اب یاد آتے ہیں، جنہوں نے ہمارے اندر علم کا شوق پیدا کیا۔ ”اساتذہ کا عالمی دن یا ورلڈ ٹیچرز ڈے“ ہر سال 5 اکتوبر کو منایا جاتا ہے۔ اقوام متحدہ نے 1994ء سے





میں نے پاکستان بننے دیکھا

محمد افتخار علی ظفر

گھر انہ جو کہ 23 افراد پر مشتمل تھا کو تہ تیغ کر دیا گیا۔ میرے ایک ماموں جن کی عمر 18 سال تھی ٹوکے کے وار سے گردن تن سے جدا کر دی گئی۔ ان سے چھوٹے ماموں جن کی عمر 16 سال تھی میٹرک پاس تھے بھاگ کر کسی قافلہ میں شامل ہو کر پاکستان آ گئے۔

پاکستان نے ہمیں وہ کچھ دیا کہ ہندوؤں کے ساتھ رہتے ہوئے ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ لیکن ہم نے پاکستان کو دینا تو کیا تھا اپنی دوسری تیسری نسل کو یہ بھی نہ بتا سکے کہ یہ ملک کتنی قربانیوں کے بعد حاصل کیا گیا۔ چند سال پہلے میں چھٹی سے لے کر ایف اے تک کے لڑکوں کو بغیر کسی معاوضہ کے انگریزی پڑھایا کرتا تھا۔ جب ان کو بتایا کرتا کہ واہمہ بارڈر سے لے کر شمال مار باغ تک زیر زمین شہدائے پاکستان کی ہڈیاں دفن ہیں جن پر یہ عالیشان پاکستان کھڑا ہے تو حیرت سے ان کے منہ کھلے رہ جاتے۔ صدی حیف کہ نہ ہم نے اپنے آپ کو بحیثیت پاکستانی پہچانا اور نہ اپنے دشمن کو جس کے ساتھ ہم تجارت اور کرکٹ کھیلنے کیلئے مرے جا رہے ہیں۔ ہم تو چراغ سحری ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ اپنے فضل و کرم سے تاقیامت اس خطہ عشق محمدی کو قائم رکھے اور ادارہ نوائے وقت کو اپنی پوری تابانیوں جولانیوں کے ساتھ سدا قائم رکھے جس نے نظریہ پاکستان کے پرچم کو سر بلند کر رکھا ہے۔ آمین۔

☆☆☆

جس وقت پاکستان معرض وجود میں آیا۔ میری عمر دو سال تھی۔ اب 72 سال کا بوڑھا ہوں۔ جب میں شعور کی حدوں کو چھونے لگا تو ہر عید اور شبِ برأت کے موقع پر والدہ مرحومہ کو آنسو بہاتے دیکھ کر دل ملول ہو جاتا۔ والدہ صاحبہ جو کہ سکول ٹیچر تھیں۔ وہ سب واقعات جو کہ 1947ء میں قیام پاکستان کے موقع پر مسلمانوں کے ساتھ پیش آئے۔ بڑی تفصیل کے ساتھ ہم بہن بھائیوں کو سناتیں کہ کس طرح اس ملک کا قیام عمل میں آیا۔ 10 لاکھ مسلمان قتل ہوئے۔ 80 ہزار جوان لڑکیاں اغوا ہوئیں۔ کئی جوان لڑکیاں اپنی عزت بچانے کیلئے کنوئوں میں کود گئیں۔

میرے نانا جان کا تعلق ضلع گورداسپور کے قصبہ دنیا نگر سے تھا اور وہ بلدیہ دنیا نگر کے سیکرٹری تھے۔ انکے چھوٹے بھائی فوج میں میجر تھے۔ پڑھا لکھا ہر حال سے آسودہ گھرانہ تھا۔ ضلع گورداسپور پاکستان میں شامل تھا لیکن آخر وقت میں انگریز اور ہندو کی سازش سے یہ ضلع انڈیا کو دے دیا گیا۔

جب یہ اعلان ہوا تو ضلع گورداسپور کے مسلمان پریشان ہو گئے۔ نانا جان کے ہندو اور سکھ دوست ان کو تسلی دیتے کہ آپ کو خود پاکستان پہنچا کر آئیں گے۔ لیکن جب قتل و غارت کا سلسلہ شروع ہوا تو تنہا ان کے خاندان کا

اکتوبر کے عالمی ایام

ملک محمد احسن

- ☆ یکم اکتوبر..... بنریاں کھانے کا عالمی دن، بزرگوں کا عالمی دن
- ☆ 12 اکتوبر..... عدم تشدد کا عالمی دن
- ☆ 13 اکتوبر..... عالمی یوم مسکن
- ☆ 14 اکتوبر..... عالمی یوم حیوانات
- ☆ 15 اکتوبر..... عالمی یوم اساتذہ
- ☆ 17 اکتوبر..... باوقار روزگار کا عالمی دن، عالمی یوم مسکراہٹ
- ☆ 18 اکتوبر..... قدرتی آفات سے بچاؤ کا عالمی دن، انسانی ہمدردی کا عالمی دن
- ☆ 19 اکتوبر..... عالمی یوم ڈاک
- ☆ 10 اکتوبر..... عالمی یوم دماغی صحت، ورلڈ ایک ڈے، مزائے موت کے خلاف عالمی دن
- ☆ 11 اکتوبر..... بچوں کا عالمی دن
- ☆ 12 اکتوبر..... جوڑوں کے روز کا عالمی دن
- ☆ 14 اکتوبر..... عالمی یوم مصیارات
- ☆ 15 اکتوبر..... عالمی یوم دیہی خواتین، ہاتھ دھونے کا عالمی دن، سفید چھڑی کا عالمی دن (بصارت سے محروم افراد کا دن)
- ☆ 16 اکتوبر..... عالمی یوم خوراک
- ☆ 17 اکتوبر..... غربت کے خاتمے کا عالمی دن
- ☆ 20 اکتوبر..... ورلڈ شیف ڈے
- ☆ 24 اکتوبر..... عالمی یوم ترقی معلومات، عالمی یوم اقوام متحدہ، ورلڈ ایکٹیو نیچر ڈے
- ☆ 31 اکتوبر..... عالمی یوم بچت

☆☆☆

مختلف ممالک کے قومی دن..... اکتوبر

- ممالک..... قومی دن
- ناہجریا..... یکم اکتوبر
- قبرص..... یکم اکتوبر
- چین..... یکم اکتوبر
- نوالو..... یکم اکتوبر
- گنی..... 12 اکتوبر
- جرمنی..... 13 اکتوبر
- لیسوتھو..... 14 اکتوبر
- کروشیا..... 18 اکتوبر
- یوگنڈا..... 19 اکتوبر
- تائیوان..... 10 اکتوبر
- چین..... 12 اکتوبر
- استوائی گنی..... 12 اکتوبر
- گنی..... اکتوبر کا دوسرا دن
- زیمبیا..... 24 اکتوبر
- آسٹریا..... 26 اکتوبر
- ترکمانستان..... 27 اکتوبر
- سینٹ ونسٹ..... 27 اکتوبر
- جمہوریہ چیک..... 28 اکتوبر
- ترکی..... 29 اکتوبر

☆☆☆

خود کو بدلنا ہے

سنو اے نوہالان چمن! خود کو بدلنا ہے بنام حرمت ارض وطن خود کو بدلنا ہے مسلط حکمران ہیں ملک پر جیسے کہ باشندے بدلنے کو کہاوت کا متن خود کو بدلنا ہے یہ لازم ہے کہ ہم اپنے گریبانوں میں بھی جھانکیں نظر میں ہے بھائے انجمن خود کو بدلنا ہے بھول اقبال ملت کے مقدر کے ستارے ہو سمجھ کر اب یہی قول و سخن خود کو بدلنا ہے سیاست میں تقاضا ہے جواں ثبت رویوں کا کرو تم دور بوسیدہ ٹھٹھن خود کو بدلنا ہے عوام الناس کو سمجھاؤ جا کر ووٹ کی وقت سنبھالو تم یہ بنیادی مشن خود کو بدلنا ہے مفادات وطن پر ہر خوشی قربان کر ڈالو بنو تم اب اندھیرے میں کرن خود کو بدلنا ہے ہمیں حرص و ہوا، داد و دہش کو چھوڑنا ہوگا انھیں یہ سوچ کر سب مرد و زن خود کو بدلنا ہے حیات مختصر میں سادگی سے کام لینا ہے یہی اپنا کے دکھلاؤ چلن خود کو بدلنا ہے نکالے ہر کوئی دل سے خس و خوار کدورت کو بنو آپس میں یک جاں دو بدن خود کو بدلنا ہے ہمیشہ بانٹ لیں اپنوں کے دکھ درد اور یہ جذبہ رہے دل میں بقدر ظرف و ظمن خود کو بدلنا ہے مصیبت میں سدا اک دوسرے کے کام آنا ہے

☆☆☆

نہ ماتے پر کوئی ڈالے شکن خود کو بدلنا ہے وہ ہم سب بھول بیٹھے ہیں جو تھے افکار مسلم کے کرو تازہ دہی جذب کہن خود کو بدلنا ہے بھیانک سازشیں کفار کی، عفریت و ہشت کے لگا دو سر تاپا ان کو اکن خود کو بدلنا ہے جیالے سر بکف اسلام کے تاریخ نے دیکھے لگا لو دل سے ویسی ہی لگن خود کو بدلنا ہے مجاہد بھی ہیں ہم غازی بھی ہیں اور بت شکن بھی ہم ڈرا پائیں گے کب دار و سن خود کو بدلنا ہے عدو ہم کو کبھی کمزور جانے جنگ بھی چھیڑے سروں پر باندھ کر ٹھٹھن خود کو بدلنا ہے مسالک اور فرقوں سے رہیں گر بالا تر ہو کر مسلمان کا مہر ہوگا ظمن خود کو بدلنا ہے بکھر نہ پائے گا اسلام کی وحدت کا شیرازہ رہے گی کفر کے دل میں جلن خود کو بدلنا ہے اگر ہوں متحد تو پھر نہیں ہو سکتے ہم خائف عدو لاکھوں کرے چاہے جتن خود کو بدلنا ہے کہیں علم و ادب میں مل نہ پائے گی مثال ایسی نکھر جائے گا اپنا فکر و فن خود کو بدلنا ہے ہم آہنگی اگر اے آفریں! گلشن میں ہو جائے کھلیں گے چار سو سور و سن خود کو بدلنا ہے

رشید آفرین۔ سیالکوٹ



میری عظیم (مرحومہ) قبلہ ماں جی

ہزاروں، لاکھوں، کروڑوں، اربوں اے قبلہ ماں جی سلام تم پر قبر سے لیکر حشر تک رحمتوں کے برسین انعام تم پر سرد راتوں کو بارگاہ الہی میں آپ کے وہ سجدے دعا ہے سایہ کرے قیامت میں سردیوں کا قیام تم پر سکوں جو ہے گود میں تمہاری سکون نہیں وہ کہیں میسر محبتوں، چاہتوں کی پیکر ہوں رحمتیں صبح و شام تم پر کریں حفاظت فرشتے تیری لحد کی یہی دعا ہے میری فدا قیامت کو جاں سے پیاری ہوں حوض کوثر کے جام تم پر رکھی ہے قدموں میں آپ کے جو حسین جنت میرے خدائے اے میری جنت فدا ہوں بہشت کے خزانے تمام تم پر وہ سختیاں آپ نے جو جھیلی ہیں میری جاں، جان پر اکیلے بدل میں نازل ہوں راحتیں اے قابل احترام تم پر دعا ہے جنت کی ایک کھڑکی کھلی رہے حشر تک قبر میں لحد سے حشر تلک ہو ماں آتش جہنم حرام تم پر دعا ہے پہچان کر قبر میں ادب سے اٹھ کر سلام کہہ دو خدا کرے مہرباں لحد میں ہوں انبیاء کے امام تم پر خدا کرے کہ جھولائیں جھولا فرشتے جنت بریں میں تھک کو اے میرے گھر کی عظیم ولیاء ہوں لاکھوں ہی انعام تم پر شہدے میٹھی وہ شفقتیں مجھ کو دینے والی خدا کرے کہ قبر کا آگن ہمیشہ مجھے نزول رحمت ہو عام تم پر شفقتی مجھ پر خطا کی خاطر مصیبتیں جو اٹھائیں تم نے فدا ہے یہ جان و دل سے بیٹا تمہارا نوکر، غلام تم پر

جاوید احمد عابد فیضی۔ لاہور

☆☆☆



انجینئر ساجد انور ملک

”انجمن برائے تعلیم لاہور“ کے تعاون سے اس سلسلے میں قارئین کو سائنس کے متعلق

معلومات بہم پہنچاتی ہیں۔ اور اہم سوالات کے جوابات ”پھول“ میں شائع بھی کئے جاتے ہیں تاکہ دوسرے پڑھنے والے بھی مستفید ہو سکیں۔ دلچسپ اور اہم سوال کرنے والے ساتھیوں کو بالترتیب 200,300,500

روپے کی کتب انعام میں بھجوائی جاتی ہیں۔ سوال بھجوانے والوں کو جواب انفرادی طور پر بذریعہ ڈاک بھی ارسال کئے جاتے ہیں۔

سوالات ”پھول“ کے پتے پر بھجوائیں۔
ہمراہ کو پین آنا ضروری ہے۔

بشری مقدار..... پھول
سوال: کیلوری بڑا اصل میں کیا ہے؟

جواب: کیلوری (COLORIES) انرجی (توانائی) کی اکائی ہے۔ ایک چھوٹی کیلوری (CAL) یا گرام کیلوری، یہ ایک اتنی توانائی ہے جو ایک گرام پانی کے درجہ حرارت کو ایک ڈگری فہنرہ (1ATU) بڑھانے کے لیے درکار ہوتی ہے۔

دوسری کیلوری بڑی کیلوری یا کلو گرام کیلوری (CAL) یا فوڈ کیلوری ہے۔ (KCAL) یہ 1000 چھوٹی کیلوری کے برابر ہوتی ہے۔ (1000CAL) یا 1KCAL = 1000CAL انٹرنیشنل سسٹم آف یونٹس SI میں توانائی کی اکائی JOULE ہے۔ ایک چھوٹی کیلوری میں 4.2 جوڈل (JOULE) ہوتے ہیں اور بڑی کیلوری میں 4.2K جوڈل (JOULE) ہوتے ہیں۔ کیلوری پر کو JOULE میں تبدیل کرنے کیلئے SPECITE HEAT پانی کی خاص درجہ حرارت پر جو کہ JOULES کی KELVIN گرام پانی کو گرام پانی کو استعمال ہوتی ہے۔

سرکاری طور پر پائے جانے کے باوجود خوراک کی توانائی کیلئے بڑی کیلوری استعمال ہوتی ہے۔ (CAL) یا (KCAL) کیلوری عموماً کیمیا میں استعمال ہوتی ہے اور اکائی KCAL میں توانائی کی مقدار لکھی جاتی ہے۔

CALORIE سب سے پہلے 1824 میں NICOLAS CLEMENT نے حرارتی توانائی کی اکائی کے طور پر استعمال کی 1841 میں یہ برطانوی اور فرانسیسی لغات میں استعمال ہوئی اور 1887 میں بڑی کیلوری کی اکائی امریکی سسٹم میں WILBUROLIN AT WATER نے متعارف کرائی۔ آج کل خوراک کے ڈیوں پر توانائی کو کلو کیلوریز (KCAL) یا CAL میں درج کیا جاتا ہے۔ چکنائی کا 1GRAM تقریباً 9KCAL کا حامل ہوتا ہے۔ 1GRAM کاربوہائیڈریٹ یا پروٹین میں تقریباً 4KCAL ہوتی ہیں۔

مرزا محمد رفیع..... حیدر آباد
سوال: موتی کیسے بنتے ہیں؟



سائنس کی دنیا

موتی حاصل کئے جاتے ہیں۔

قدرتی CULTURED موتی کسی بھی رنگ کے ہو سکتے ہیں اور ان کی کوئی پر قیمت کا انحصار ہوتا ہے۔ صنعت میں بھی مصنوعی موتی بنائے جاتے ہیں جو کہ پلاسٹک یا پتھر کے ہوتے ہیں۔ اصلی اور قدرتی موتی تجزیہ گاہ میں آسانی سے تشخیص ہو جاتے ہیں۔

دوسرے جاندار یعنی CONULARID میں بھی موتی بننے ہیں۔ MOLLUSK کے خول کی طرح موتی بھی کھلیں کاربو نیٹ اکثر اوقات ARAGONITE ARAGORITE اور CALCITE کے آمیزے سے بنے ہوتے ہیں۔ یہ نہایت نفیس کرشل کی شکل میں ہوتے ہیں جو ایک ہی مرکز کے گرد جھردرتہ بننے ہیں۔

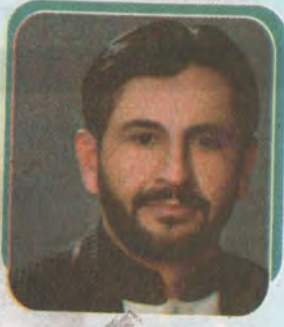
بہترین کوئی کے موتی بالکل گول اور ہموار سطح کے ہوتے ہیں مگر اشکال کے موتی بھی ہوتے ہیں جنہیں BAROQUE موتی کہتے ہیں۔

انتہائی اچھی کوئی کے قدرتی موتی قیمتی GEMSTONES گردانے جاتے ہیں جے موتی یعنی اچھی کوئی کے قدرتی موتی قابل تعریف اور قیمتی جانے جاتے ہیں۔ اچھے موتی قدرتی طور پر پائے جانے والے بہت کم ملتے ہیں اور انہیں

ہی قدرتی موتی جانا جاتا ہے۔ CULTURED یا فارم میں پیدا کئے گئے موتی ہی زیادہ تر آج کل مارکیٹ میں فروخت ہوتے ہیں۔ یہ تازہ پانی کے OYSTERS اور MUSSELS حاصل کئے جاتے ہیں مصنوعی موتی بھی تیار کئے جاتے ہیں جو کہ ارزاں کپڑوں میں ٹانگے جاتے ہیں۔

موتی خصوصی MOLLUSKS کے خول کے اندر بنتے ہیں۔ موتی ایک دفاعی نظام کے عمل سے وجود میں آتے ہیں۔ قدرتی موتی جب سمندری MOLLUSKS کے خول کے اندر کسی بیرونی عنصر کا داخل ہوتا ہے تو دفاعی نظام کیلیمیم کاربونیٹ سے اس کے ارد گرد ایک رکاوٹ بنا دیتا ہے اور یہ آہستہ آہستہ ایک موتی کا روپ دھار لیتی ہے۔ یہ قدرتی موتی قیمتی اور خوبصورت ہوتے ہیں اور اچھی قیمت میں دستیاب ہوتے ہیں۔ CULTURED یا قاری موتی بھی خوبصورت میں MALLUSKS کو پیدا کر کے ان میں بیرونی IRRITANT متعارف کروا کر تقریباً چھ ماہ میں

☆ ☆ ☆



سلیم صافی۔ اسلام آباد
صحافی۔ کالم نویس۔ اسکالر

زاہد مسعود۔ لاہور
شاعر۔ کالم نگار



مستقت کی نذر جو مور ہے بس
وہ بچے دنیا بچن کو رہے بس

9/11/2017



رانا امیر احمد خاں
ایڈووکیٹ سپریم کورٹ
صدر سٹیزن کونسل آف پاکستان

مجھے ہمارا مستقبل ہیں ہمارے سب سے قیمتی اثاثہ ہیں
ان کی شخصیت کا تعمیری خطوط پر تربیت اور تعمیر کرنا
ہمارا اولین فریضہ ہے۔ تمام بچوں کو وسیع مضوں میں
شخصیت بنانا ہمارا نصب العین ہونا چاہیے۔

12 اگست 2017

پشاور منجمنٹ یونیورسٹی میں خطاطی کی ورکشاپ



خورشید کوثر قلم

پھول قارئین:..... سب سے پہلے ایک طویل عرصہ بعد حاضر ہونے کے لئے معذرت:

ہوئی ہے تاخیر تو کچھ باعث تاخیر بھی تھا گزشتہ دنوں راقم کو پرنسپل پشٹل کالج آف آرٹس جناب ڈاکٹر مرتضیٰ جعفری کی طرف سے پشاور جانے کا حکم ملا۔ ڈپٹی رجسٹرار شہزاد کی طرف سے صرف دو دن بعد پشاور روانہ کی گئی تھی۔ پشاور جاتے ہی اندازہ ہوا یہ وہ پشاور نہیں ہے کہ جہاں راقم الحروف نے 1983ء میں حاضری دی تھی۔ یہاں بہت سی باتیں تھیں۔ میرے مرحوم بھائی محمود عالم بھی اُن دنوں وہاں تعینات تھے۔ ٹوٹی پھوٹی سڑکوں کی بجائے اب موڑے کواٹی کی شاہراہیں تھیں، سرنگھٹک پلازے اور یونیورسٹیاں موجود تھیں۔ اب یہ پشاور ایک بہت بڑا شہر دیکھ رہا تھا۔ پشاور ہمیشہ سے علم و ادب کا بھی گہوارہ رہا ہے اور مسلم سلاطین و صوفیاء کرام انہی راستوں سے کشور ہند میں داخل ہوئے۔ رحمن بابا جیسے صوفی شعراء اور ایم ایم شریف آرٹس جیسے خطاط اسی سرزمین سے ابھرے۔ یونیورسٹی جاتے ہوئے بہت سے خیالات میرے ذہن میں تھے مگر جب میں وہاں پہنچا تو ایک عظیم درس گاہ کو دیکھ رہا تھا۔ چند بچوں اور وہاں کی ایک عہدیدار گل رخ نے استقبال کیا۔ علی بابا اور ظاہر خورشید میرے ہمراہ تھے۔ استقبال میں بھی ایک



اسی روز جناب وائس چانسلر اور میاں صاحب کے ہمراہ ایک دعوت کا اہتمام تھا جو پشاور کی روایتی وٹس تھی۔ رہائش گاہ سے بندہ وہاں پہنچا اور چونکہ راقم الحروف ان ڈشیر کو کھانے کا حوصلہ اور عمدہ نہیں رکھتا مگر دیکھ دیکھ کر سرد آہوں سے سب کو دیکھتا رہا۔ دوسرے دن ورکشاپ کی تربیت کے بعد پروگرام بنا اور پشاور کا ایک قدیم قلعہ دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ یہ اپنی نوعیت کا مثالی طرز تعمیر تھا اور وہاں کھدائی کے دوران قدیم پشاور کے آثار ملے۔ یہ ایک مطالعاتی منظر تھا اور تاریخ سے آگاہی رکھنے والوں کو یہ ضرور دیکھنا اور سمجھنا چاہئے۔ میاں گل محمد ہمراہ تھے اور وہ ہر جگہ مکمل رہنمائی کر رہے تھے۔ اُس وقت بہت سی لیکچریاں بند تھیں اس لیے محض ان مقامات کو دیکھنے پر افسار کرنا پڑا۔ خطاطی کے فن میں طلباء و طالبات نے جس والہانہ وابستگی کا اظہار کیا وہ دیکھنے کی قابل

خورشید کوثر قلم نے خطاطی کی تربیت کے فرائض سرانجام دیے۔

ہے۔ محض مضمرات میں قتل لگا کر بڑے سلیقے سے انہیں کیوں کے فن پاروں میں تبدیل کر دیا گیا اور یوں یہ حروف خال رخ یاری طرح جگہ گئے۔ خطاطی سے اہل پشاور کی یہ وابستگی اتفاقاً نہ تھی بلکہ اس فن کی میراث اُن کے خون میں موجود تھی۔ کئی طلباء و طالبات نے اس ورکشاپ میں خدمت کی ذمہ داری لے رکھی تھی۔ وائس چانسلر صاحب نے ہر اعتبار سے بہت عمدہ انتظامات کر رکھے تھے۔ طلباء و طالبات نے چند دنوں میں عمدہ خطاطی کا مظاہرہ کیا جو ان کے فن خطاطی میں روشن مستقبل کی علامت تھی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول فرمائے اور جس مقصد کے لئے وہاں جانا ہوا وہ پورا ہو۔

☆☆☆

استقبال کیا اور پھر وہاں میاں گل محمد سے جو وہاں کے رجسٹرار تھے اُن سے ملاقات ہوئی۔ وہ فارسی، پشتو کے حدود جدا بے اور پر ذوق شخصیت تھے۔ یوں اس ماور علمی میں خطاطی ورکشاپ کا آغاز ہو گیا۔ کام اس لیے مشکل

وائس چانسلر ڈاکٹر محمد حسن اور رجسٹرار میاں گل صاحب نے ذاتی دلچسپی سے اس ورکشاپ کے لئے محنت کی۔

تھا کہ اُن طلباء و طالبات کو اس کی پہلے کبھی آگاہی نہ تھی اور ان طلباء نے کبھی قلم کو ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا۔ اس کے باوجود حوصلہ افزا سلسلہ نظر آ رہا تھا۔ شرکاء ورکشاپ میں جذبہ اور ہمت و عزم واضح نظر آ رہا تھا جو ان راستوں کا ہمیشہ سراپہ ہوا کرتا ہے۔

سلیقہ موجود تھا۔ آٹھ سٹوڈنٹس اس ورکشاپ میں شامل تھے۔ یہ وہاں پرفائن آرٹ کے شعبے کی طرف شاید پہلا قدم ثابت ہو۔ یونیورسٹی میں وائس چانسلر ڈاکٹر محمد حسن سے ملاقات ہوئی وہ ایک باذوق اور انتھک محنت کرنے والے نظر آئے۔ انہوں نے پرتاپک طریقے سے

پہلی اسد اللہ خاں

۱۱ اکتوبر 1940ء..... جین کا یوم آزادی + یکم اکتوبر 2016ء..... شارجہ میں کھیلے گئے دوسرے دن ڈے فتح میں پاکستان نے 337 رنز بنائے جواب میں ویسٹ انڈیز 278 رنز بنا سکی۔ یوں پاکستان نے ون ڈے کی سیریز جیت لی۔
☆ 13 اکتوبر 2016ء..... (یکم محرم) حضرت عمر فاروقؓ کا یوم شہادت پاکستان سمیت تمام اسلامی ممالک میں عقیدت و احترام سے منایا گیا۔
☆ 14 اکتوبر 2016ء..... ایسٹونیا میں پہلی بار پارلیمنٹ نے ہماری اکثریت سے کرکٹی کالے خاتون کو ملک کا صدر منتخب کر لیا۔



اکتوبر کے اہم واقعات

☆ 13 اکتوبر 2016ء..... تھائی لینڈ کے بادشاہ بھومی بول 70 برس حکمرانی کرنے کے بعد 88 سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ دنیا میں طویل ترین حکمرانی کا ریکارڈ بھی بن گئے۔

☆ 14 اکتوبر 2016ء..... اسرائیل نے یونیسکو سے ہر طرح کا تعاون معطل کر دیا۔
☆ 15 اکتوبر 2016ء..... دوہی میں پہلے ٹیسٹ میچ میں اظہر علی ٹریل سچری بنا کر پاکستان کے چوتھے ٹریل سچری بنانے والے شاربین گئے۔ ان سے پہلے حنیف محمد خان انضمام الحق اور یونس خان ٹیسٹ میچوں میں ٹریل سچری بنا چکے ہیں۔

☆ 16 اکتوبر 2016ء..... دوہی ٹیسٹ میچ میں چوتھے روز پاکستانی باؤلر یاسر شاہ 100 وکٹیں حاصل کرنے والے تیز ترین باؤلر بن گئے۔

☆ 17 اکتوبر 2016ء..... خانہ کعبہ (مکہ معظمہ - سعودی عرب) کو کئی من عرق گلاب اور آب زم زم سے غسل دیا گیا۔

☆ 18 اکتوبر 2016ء..... سعودی عرب میں سعودی شہزادے ترکی بن الکبیر کا اپنے دوست عدل الحمود کو قتل کرنے کے جرم میں سزائے موت سنائی گئی۔

☆ 19 اکتوبر 2016ء..... یونیسکو میں قرارداد منظور ہوئی کہ مسجد اقصیٰ مسلمانوں کا مذہبی مقام ہے۔ اس پر یہودیوں کا کوئی حق نہیں۔ اس پر اسرائیل سخت احتجاج کیا۔

☆ 20 اکتوبر 2016ء..... بھارتی متعصب عدالت نے گجرات میں مسلم کش معاملات میں 33 مسلمانوں کو زندہ جلانے والے 14 ہندو مجرموں کو بری کر دیا۔

☆ 21 اکتوبر 2016ء..... چین نے پاکستان کو ہدیہ لڑاکا ایٹی آر 2000 فروخت کرنے کا اعلان کر دیا۔ 5 ارب ڈالر کا دفاعی معاہدہ طے ہو گیا۔

☆ 22 اکتوبر 2016ء..... روس کے سامبیریا کے شمال

☆ 15 اکتوبر 2016ء..... یو اے ای میں ون ڈے تیسرے اور آخری کرکٹ میچ میں بھی پاکستان نے 308 رنز بنائے۔ جواب میں ویسٹ انڈیز صرف 172 رنز بنا پائی۔ باہر اعظم نے اس میچ میں تیسری سچری بنائی اور ریکارڈ قائم کیا۔

☆ 16 اکتوبر 2015ء..... پاکستان کی خواتین کرکٹ ٹیم نے کراچی (پاکستان) میں ون ڈے سیریز میں بنگلہ دیش ٹیم کا دیا ہوا 124 رنز کا ہدف 39 ونس اور میں حاصل کر لیا۔ بنگلہ دیش کو وائٹ واش کر کے عظیم کامیابی سمیٹ لی۔

☆ 17 اکتوبر 2016ء..... پاکستان اسمبلی نے متفقہ طور پر بل منظور کیا کہ "غیرت" کے نام پر قتل کے جرم میں سزا نہیں ہوگی۔ فیصلہ 90 دن کے اندر ہوگا مگر از کم سزا عمر قید ہوگی۔

☆ 18 اکتوبر..... قدرتی آفات سے بچاؤ کا عالمی دن۔ عالمی یوم بھائی چارہ۔ عالمی یوم بصارت۔

☆ 19 اکتوبر 2015ء..... بھارت نے گیٹ بند کر دیا۔ سمجھوتہ ایکسپریس ٹرین کو داخل نہ ہونے دیا۔ 130 پاکستانی اور 80 مسافر واپس نہ جاسکے۔

☆ 10 اکتوبر 2016ء..... معاشیات کا نوبل انعام برطانوی نژاد امریکی ہارٹ اور فن لینڈ کے بالشرم نے جیت لیا۔

☆ 11 اکتوبر 2016ء..... امریکی اخبار "واشنگٹن ٹائمز" نے حقیقت کا خوب اظہار کیا کہ کسی اور ملک میں کشمیر جیسی صورت ہوتی تو عالمی برادری کبھی چپ نہ رہتی۔

☆ 12 اکتوبر 2015ء..... پاک فوج کے سابق شیر دل آر چیف جنرل راجیل شریف کو ترکی کے سروروزہ دورہ پر ان کی دہشت گردوں کے خلاف کامیابیوں پر ترک آرمی چیف نے "فرکشن لچنڈ آف میرٹ" کے ایوارڈ سے نوازا۔

”خدا حافظ..... امی“
”خدا حافظ“

سارہ نے ماں کو سلام کیا اور سکول کے لئے نکلی، باہر اس کی دین کڑی تھی۔ سارہ دین میں سوار ہو گئی۔ سکول پہنچ کر اس نے کلاس میں دیکھا کہ سب سے آخری صف پر ایک لڑکی سب سے الگ تھلک بالکل تنہا اور گم سم بیٹھی ہے۔

سب لڑکیاں اسے چور کہتی تھیں اور.....

نئی لڑکی

”یہ کون ہے؟“۔ سارہ نے اپنی بہترین دوست ماریہ سے پوچھا۔

”ارے اس کا نام رابعہ ہے اس کا سکول میں پہلا دن ہے آج۔“ ماریہ نے بتایا تو سارہ اس سے بات کرنے کے ارادے سے اٹھی۔

”کہاں جا رہی ہو؟“۔ ماریہ نے سارہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے بٹھاتے ہوئے پوچھا۔

”اُدھر اس کے پاس“۔ سارہ نے جواب دیا۔

”اُس سے زیادہ بات نہ کرنا“۔ ماریہ نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

”وہ کیوں؟“۔ سارہ نے استفسار کیا تو ماریہ نے اس کو بتایا ”وہ ایک چور ہے۔ پرانے سکول میں اس نے کچھ چرایا تھا اس لئے اسے نکال دیا گیا۔“

اسی دوران ٹیچر آ گئی اور انہیں مزید بات کا موقع نہ مل سکا۔

اگلے دن سارہ نے محسوس کیا کہ رابعہ کچھ اُداس ہے جس پر سارہ کو دکھ سا ہوا مگر وہ اس نئی لڑکی کی کیا مدد کر سکتی تھی۔ بھلے ایک بار اس سے بات تو کرنا چاہئے۔ سارہ نے سوچا پھر جیسے ہی تفریق کے لئے گھنٹی بجی سارہ اس سے بات کرنے پہنچ گئی۔ وہ نئی لڑکی اس وقت بھی میدان کے ایک کونے میں اُداس بیٹھی تھی۔

”میرا نام سارہ ہے کیا میں تمہارے پاس بیٹھ جاؤں؟“۔ سارہ نے پوچھا تو رابعہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

سارہ نے پوچھا ”تم کیلوی نہیں؟۔ ہر وقت اتنا اُداس

نکالی اور سکول سے مجھے نہیں نکالا گیا میں نے خود سکول

بدلا کیونکہ والد صاحب کا تالہ اسی شہر میں ہو گیا ہے ورنہ میں تو سکول کی سب سے ہونہار طالبہ تھی۔“ رابعہ نے روتے ہوئے بتایا تو سارہ نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے دلا سہ دیا۔

”یہ دیکھو“۔ رابعہ نے اپنے بیک سے کچھ میڈلز نکال کر سارہ کو دکھائے ”یہ مجھے اسی سکول میں ملے رہے ہیں۔“

سارہ نے فیصلہ کیا کہ یہ بات پرنسپل کے علم میں لانا ضروری ہے تاکہ پھر کوئی رابعہ کے متعلق غلط افواہیں نہ پھیلانے۔ اس نے اپنے اس فیصلے پر فوری عمل کرتے ہوئے اسی وقت پرنسپل صاحبہ کو تمام صورتحال بتا دی۔

اگلے دن پرنسپل صاحبہ نے اسمبلی کے بعد یہ اعلان کیا کہ رابعہ ایک ہونہار طالبہ ہے اور پھر تمام بچوں کو اس کے اعزازات بھی دکھائے۔ اب تمام لوگوں کا رویہ رابعہ کے ساتھ دوستانہ ہو گیا۔ رابعہ کی بہت ساری سہیلیاں بن گئیں مگر سارہ اس کی بہترین سہیلی ہے۔

ہمیں چاہئے کہ کسی کے بارے میں کوئی بات بغیر تصدیق کے نہ پھیلائیں اور نہ ہی اپنے دل میں بدگمانی کو جگہ دیں۔

☆☆☆

”نہیں بالکل بھی نہیں“۔ رابعہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

”تو پھر یہ سب کیا ہے۔ تمہیں پرانے سکول سے کیوں نکال دیا؟“۔

”میں چور نہیں ہوں۔ ہاں ایک دفعہ کسی لڑکی کی کتاب گم ہو گئی تھی سب تلاش کرتے رہے مگر میں نے وہ ڈھونڈ



پھول اردو ٹیلی ویژن

بچے جیتھو کے ساتھ اپنی پاپیٹ سائز تصاویر بھی بچھا سکتے ہیں لاکھوں روپے بچھنے پر تصویر بنا کر نہ بچھیں 874 ساتھیوں سے بڑی تصویر نہ بچھائیں

عاشقہ ممتاز عثمانی۔ پندرہ سالہ



تانیہ ناصر



حسن طاہر۔ ہزارہ



عبداللہ یوسف۔ بہاولپور



مفردہ گوشت

اس نے اپنی سہیلیوں کو چائے پر بلایا۔ وہ بہت خوش تھی۔ اس نے اپنا ٹیکہ بنانا سیکھا تھا اور وہ اپنے ہاتھ سے لکھ کر انہیں کھانا چاہ رہی تھی۔ گرینی نے اس کی بات مٹا دی۔ انہوں نے اسے بتایا کہ اپنی سہیلیوں کے لئے چائے کا اہتمام کرنا ہو تو کیسے کرتے ہیں۔ سب سے پہلے انہوں نے مینو بنوایا۔ ندائے شام کی چائے کے ساتھ یہ تیار چیزیں لکھ رکھی تھیں۔

گرینی نے کہا۔ ندائے شام کی چائے ہلکی پھلکی ہوتی ہے۔ اس لیے صرف تین یا زیادہ سے زیادہ چار چیزیں

دائے کہا۔ ”جی یہ ٹھیک ہے۔“ صبح کا وقت تھا اور ندا کی سہیلیوں نے شام چھ بجے آنا تھا۔ ندا بولی ”ابھی بہت وقت ہے۔“

گرینی مسکرائیں اور بولیں ”وقت تو بڑا لگا کر اڑتا ہے پتہ ہی نہیں چلے گا۔ چلو بیٹھک کی صفائی کرواتے ہیں۔“ انہوں نے کہا۔

”کام کرنے والی ماسی امی جان کے ساتھ صحن کی صفائی پر جاتی ہیں۔“

”اس میں برا سامنہ بنانے کی کیا ضرورت ہے۔ آؤ ہم خود یہ صفائی کر لیں۔ ذرا شغل ہی سہی۔“ گرینی نے کہا۔ ندا سب بہن بھائیوں کو بلالائی۔ انہیں صفائی کرنے والی بات بھلی لگی۔ گرینی کے ساتھ کام کرنا انہیں خود بھی بہت پسند تھا۔ گرینی نہایت نظم و ضبط سے یوں کام کر دیتیں کہ کام کرنے کا پتہ بھی نہ چلتا اور ان سب کی تعریف بھی ہوتی، انعام الگ سے ملتا۔

”سہیل تم لو یہ چائے جھاڑنے والا لمبا برش کمرے کی دیواروں پر پھیر دو۔ کمرہ ہے تو صاف لیکن پھر بھی کوئی

ندا کو اپنی سہیلیوں کا انتظار تھا کیونکہ۔۔۔۔۔

ندائے کی دعوت

اتنے میں ماسی فارغ ہو کر آئیں اور کارپٹ کی صفائی کی۔ بچوں کو کام کرتے دیکھ کر وہ بہت خوش ہوئی۔

”ہاں آجکل چھٹیاں ہیں نا اور فراغت ہے، صفائی کرنا ایک اچھا شغل ہے۔“ گرینی نے کہا۔

کھانے کی میز پر برتن لگانے کا کام ندا اور حنا کا تھا۔ انہوں نے نیا ڈزینٹ نکالا، اسے دھویا، خشک کیا اور میز پر لگا دیا۔ گرینی دیکھنے آئیں تو مسکرا دیں۔ بولیں۔

”اگر اجازت ہو تو میں کچھ تبدیلی کر دوں۔“ ہائے گرینی کیسی باتیں کرتی ہیں۔“ ندائے کہا۔

”یوں کرو کہ پانی کا جگ اور گلاس اس طرف رکھو کیونکہ آپ اس طرف ہی بیٹھو گی اور آسانی سے پانی گلاسوں میں ڈال کر دے سکو گی۔“ گرینی نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”چائے کا پریس انیڈ پور اس طرف رکھو۔ اس کے ساتھ ہی چائے کے لئے کپ رکھو۔ درمیان میں گلدان رکھو، سہیل لے آؤ۔ تازہ پھولوں کا گلہ ستہ۔“ گرینی نے دروازے کی طرف منہ کر کے کہا۔ جہاں سہیل بڑا پیارا سا



تازہ پھولوں کا گلہ ستہ لیے کھڑا تھا۔

”یہ ہوئی نابات۔“ گرینی خوش ہو گئیں۔ ”میں نہ کہتی تھی کہ آپ بہت پیارا گلہ ستہ بنا سکتے ہو۔ لاؤ یہ مجھے دے دو تاکہ میں اسے گلدان میں لگا کر میز پر رکھ دوں۔“

پلیٹیں، چمچ، کانٹے، چھری رکھ کر گرینی نے میز پر تنقیدی نگاہ ڈالی ہی تھی کہ امی جان کی آواز آئی کہ کئی وی لاؤنگ میں دوپہر کا کھانا لگ گیا ہے۔ آکر کھانا کھا لو اور سب اس طرف چلے گئے۔

کھانے سے فارغ ہو کر ندائے گرینی کی مدد سے ٹیکہ بنایا۔ وہ یوں کہ اس نے ڈیزھ کپ میدہ اچھی طرح چھان کر صاف کر لیا اور ڈیزھ چمچ ٹیکنگ پاؤڈر ڈال کر خوب چھانا تاکہ دونوں چیزیں اچھی طرح کس ہو جائیں۔

ادھر گرینی نے کچر نکال کر صاف کیا ہی ہوئی چینی، چار عدد دائرے، مکھن اس میں ڈال کر مکس کیا اور میدہ ملایا۔ اچھی طرح پھینٹ کر اسے سانچے میں ڈالا اور اوون میں رکھ دیا۔ کچن صاف کیا۔ وہ تھک گئی تھی لیکن اپنی سہیلیوں کی آمد کی خوشی میں اسے تھکاؤ کا ذرا بھی احساس نہیں ہو رہا تھا۔ گرینی نے اسے آرام کرنے کے لئے بھی کہا لیکن وہ ٹیکہ بنا ہوا دیکھنا چاہتی تھی۔ اسے ٹیکہ کو پھولنے دینے دیکھنا بہت اچھا لگتا تھا۔

گرینی نے کچی سلاخی کا ٹکٹ نکالا اور کڑائی میں تیل گرم کر کے تیلے لگیں۔ امی جان نے شامی فریزر سے نکال کر رکھے ہوئے تھے انہیں بھی تھلا اور اوون میں گرم رکھنے کے لئے محفوظ کر دیئے۔

ٹیکہ کی خوشبو گھر بھر میں پھیل گئی تھی۔ وہ بہت خوش تھی۔

اس نے نہا کر اپنا بہترین لباس پہنا اور اپنی سہیلیوں کا انتظار کرنے لگی۔ جلد ہی اس کی سہیلیاں آنے لگیں گھر میں رونق ہو گئی۔ سہیل کو کمپیوٹر پر کھیلنے کی اجازت مل گئی اور منجی ردا امی جان کی نگرانی میں چلی گئی تاکہ کسی قسم کی کوئی بد مزگی پیدا نہ ہو۔ سب سہیلیاں خوش تھیں۔ گرینی نے سب کو عصر کی نماز پڑھنے کو کہا۔ ذرا سی دیر میں سب بچیاں وضو کر کے نماز کے لئے کھڑی ہو گئیں۔ نماز سے فارغ ہو کر امی جان، گرینی اور باقی انہیں کمرے میں کھیلتا چھوڑ کر اپنے کاموں میں مصروف ہو گئی تھیں۔ اب ندا تھی اور ان کی سہیلیاں۔ خوب خوب باتیں کیں اور کھانے کی میز سے انہوں نے اپنی پسند کی ہر چیز کھائی۔ ندا انہیں بہت پیارا اور احترام سے ہر چیز کھلا رہی

تھی، یہی اس کی گرینی نے اسے سکھایا تھا۔ سب سہیلیاں ندا کے اخلاق سے متاثر ہوئیں روزانہ کلاس روم میں تو ایک دوسرے کے ساتھ بے تکلفی سے ملنے کا موقع نہیں ملتا تھا۔ وقت گزرنے کا پتہ بھی نہ چلا انہیں اس وقت پتہ چلا جب مغرب کی اذان کی آواز آئی۔ سب نماز کے لئے کھڑی ہو گئیں۔ نماز سے فارغ ہی ہوئی تھیں کہ ان کے گھر والے انہیں لینے بھی آ گئے۔ سب کو ایک دوسرے کو خدا حافظ کہنا پڑا۔

”بہت مزہ آیا یوں مل بیٹھنا اچھا لگا۔“ سب نے ہی ندا کو یہ بات کہی تھی۔ ”یہ میرا نہیں گرینی کے پیار کا کمال ہے۔ انہوں نے مجھے نہ صرف پیار کرنا سکھایا ہے بلکہ اس میں میری مدد بھی کی ہے۔ میں اکیلی کچھ نہیں۔“ تمام سہیلیاں خوش خوش اپنے گھروں کو روانہ ہو گئیں۔



بداشاہ اور مزدور

ایک رات بادشاہ معمول کے مطابق گشت پر تھا۔ اور ایک تندور کے پاس کسی شخص کو سویا ہوا دیکھا تو اس کو اٹھا کر پوچھا کہ وہ کون ہے۔ جواب میں اس شخص نے بتایا کہ وہ غریب مزدور ہے۔ دن بھر مزدوری کرتا ہے۔ اور رات کو اس تندور کے پاس ہی سو جاتا ہے۔

بادشاہ نے پوچھا کہ اس سردی میں اس کی رات کیسے گزرتی ہے؟ تو اس مزدور نے جواب میں جو کہا اس نے بادشاہ کو حیران کر کے رکھ دیا۔

مزدور نے کہا جناب نصف رات آپ کے انداز میں گزرتی ہے اور بقیہ آپ سے زیادہ اچھے انداز میں گزارتا ہوں۔

بادشاہ نے بڑی حیرت سے پوچھا کہ وہ کیسے؟ مزدور نے جواب دیا کہ جب تک تندور گرم رہتا ہے۔ تو میں آپ کے جیسی نیند سے لطف اندوز ہوتا ہوں اور جب تندور ٹھنڈا ہو جاتا ہے تو اٹھ کر اللہ کی عبادت شروع کر دیتا ہوں جو آپ کے مقابلے میں وقت کا بہترین استعمال ہے۔

(حفظ انش کھو کر، فاروقہ ضلع سرگودھا)

☆☆☆

اُسے ہر وقت پڑھائی کی فکر رہتی اور۔۔۔۔۔

میں نہیں کھیلوں گا

کرن اسلم

شام کا وقت تھا۔ شانی، دانیال کوٹ بال کھیلنے کے لیے بلانے آیا تھا۔ دانیال نے اپنے دوست شانی سے کہا۔ ”پڑھو گے ہلکے گے ہو گے نواب۔ کھیلو گے، کوڈو گے تو ہو گے خراب۔۔۔۔۔“ شانی کچھ کہے بغیر واپس چلا گیا۔ حالاں کہ دانیال اُس وقت اسکول کا کام مکمل کر چکا تھا۔ دانیال بہت کم کھیلنے جاتا تھا۔ ہر وقت پڑھائی کی فکر میں رہتا۔ اُس نے سوچ رکھا تھا کہ وہ انجینئر بنے گا۔ اس لیے وہ خوب محنت کرنا چاہتا تھا۔ تاکہ بہت اچھے نمبر حاصل کر سکے۔

”شانی کو واپس کیوں بھیج دیا دانی؟“ سعدیہ آپی نے پوچھا۔ ”مجھے اگلا سبق پڑھنا ہے۔ وہ کھیلنے کے لیے نکالنے آیا تھا۔“ دانیال نے جواب دیا۔

”آپ کو کھیلنے جانا چاہیے تھا دانی۔ اسکول کا کام تو آپ کر چکے ہوتا۔“ آپی نے پیار سے کہا۔

”نہیں! مجھے نہیں کھیلنا۔ کھیل میں وقت ضائع ہوتا ہے۔“ دانیال نے بھمدار بننے ہوئے کہا۔ آپی نے مسکرا کر اسے دیکھا اور پاس بیٹھ گئیں۔ ”میرے پیارے بھائی! کیا آپ کو معلوم ہے؟ کھیل آپ کو صحت مند رکھنے کے لیے ضروری اور اچھا ہے۔“ آپی کی اس بات پر دانیال نے حیران ہو کر دیکھا۔ چپے آئی کی بات پر یقین نہ آیا ہو۔

”جاؤ! کھیلو جا کر دوستوں کے ساتھ۔“ آپی نے دانیال کو ہاتھ پکڑ کر اٹھانا چاہا۔ دانیال نے فوراً ہاتھ پھیر دیا۔

”نہیں! میں نہیں جاؤں گا۔ اگر میں کھیل میں لگ گیا تو میرے نمبر کم آئیں گے۔“ وہ بولا تو آپی نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔ ”پڑھنا اچھی بات ہے لیکن یہ کیا کہ آپ ہر وقت کتابیں کھینچ رہے ہو۔ کھیل تب نقصان دیتا جب آپ ہر وقت اور پڑھائی کو بھول کر کھیل میں لگے رہو۔ پڑھنے کے بعد ذہن اور جسم کو تروتازہ کرنے کے لیے کھیلنا بہت ضروری ہے۔ کھیلو گے تو طبیعت میں پختی رہے گی۔ ایک بات بتاؤ۔ اسکول کا کام کرنے کے بعد تھک جاتے ہو نا؟ اور کام کرتے کرتے سستی بھی چھانے لگتی ہے؟“ آپی نے پوچھا۔

”جی! لیکن وہ تو کام کی تھکن ہوتی ہے۔“ دانیال نے کہا۔

”پیارے بھائی! کھیلنے سے انسان کا جسم توانا بنتا ہے۔ پھر تھکن بھی کم ہوتی ہے۔ فٹ بال، ہاکی، کرکٹ، دوڑ لگانا اور بیڈمنٹن وغیرہ جیسے کھیلوں میں جسم کی خوب ورزش ہوتی ہے۔ تھکے مضبوط ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ سے انسان تن درست رہتا ہے۔ سستی بھی باس کم آتی ہے۔ پڑھنے کے لیے بھی صحت مند جسم اور دماغ کی ضرورت ہے۔ جس کے لیے اچھی خوراک کے ساتھ کھیل اور ورزش بہت ضروری ہے۔ ہاں بس تھوڑا وقت مخصوص کر کے کھیلو اور پھر سکول کا کام کرو۔“ دانیال نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔ ”جی ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ شاید اسی لیے میں جلد سستی کا شکار ہو جاتا ہوں۔ اب میں ضرور کھیل کروں گا۔“ دانیال نے مسکرا کر کہا اور کھیلنے چلا گیا۔

☆☆☆



مرتبہ
حکیم لقمان ایک دن اپنے شاگرد کو حکمت و دانائی کا درس دے رہے تھے۔ ایک شخص سامنے آکھڑا ہوا۔ دیر تک ان کی صورت پر غور کرتا رہا اور آخر پہچان کر بولا۔ ”تم وہی ہونا، جو فلاں مقام پر میرے ساتھ مکیاں چرایا کرتے تھے۔“
بولے ”ہاں! میں وہی شخص ہوں۔“ بولا ”پھر یہ مرتبہ کیسے حاصل ہوا؟“
بولے ”مجھ بولنے اور بلا ضرورت بات نہ کرنے سے۔“
(جویریہ..... نیکان صاحب)

دلچسپ معلومات اور رنگارنگ تحریروں کا گلدستہ

پیارے پیاروں کی قبر کو نورانی اور کشادہ بنا لیں

☆..... ”امین الامت“ حضرت ابو عبیدہ کا لقب ہے۔
☆..... ”سیف اللہ“ (یعنی اللہ کی تلوار) حضرت خالد بن ولید کا لقب ہے۔
☆..... سورۃ فاتحہ وہ واحد قرآنی سورت ہے جس میں حرف ”ف“ نہیں ہے۔
☆..... سورۃ المجادلۃ کی ہر آیت میں اللہ کا نام موجود ہے۔
(ابن محمود تارووال)

”لفظ شیر“ کے بارے میں کیا آپ جانتے ہیں؟
مربی لغت میں شیر کیلئے بہت سے نام موجود ہیں شیر جب اپنی کچھار میں اپنے پاؤں کو سمیٹ کر بیٹھا ہو تو اس کیفیت کو اسد کہتے ہیں۔
اور جب وہی اسد اپنی کچھار سے نکل کر چہل قدمی کرنے لگے تو اس کیفیت کو فرعام کہتے ہیں۔
اور وہی فرعام چہل قدمی کرتے ہوئے کسی خاص سمت کی جانب دیکھنا شروع کرے تو اس کیفیت کو غنفر کہتے ہیں۔
جب وہی غنفر دھاڑتے ہوئے اپنی کچھار سے کسی مخصوص سمت میں چل پڑے تو اس کیفیت کو شیخ کہتے ہیں۔
اور جب وہی شیخ اپنے شکار پر حملہ آور ہو جائے تو اس کیفیت کو حمزہ کہتے ہیں۔
اور جب وہی حمزہ اپنے شکار کو اپنے کنبے میں اس طرح کس لے کر اس کا سانس لینا دیکھو جو جائے تو اس کیفیت کو عباس کہتے ہیں۔
اور جب وہی عباس اپنے شکار کو ٹکڑوں میں بانٹ دے تو اسے حیدر کہتے ہیں۔
(سبحان اللہ)
(اقراء یمین۔ منڈی بہاؤ الدین)

معلومات
☆ کی بورڈ کی آخری لائن میں موجود ہٹنوں سے آپ کوئی لفظ نہیں لکھ سکتے۔
☆ چدرہ منٹ ہنسنا جسم کیلئے اتنا ہی فائدہ مند ہے جتنا 2 گھنٹے سونا۔
☆ زمین سے سب سے نزدیک ستارہ سورج ہے جو زمین سے 93 ملین میل دور ہے۔
☆ کبھی ایک سینکڑ میں 26 مرتبہ اپنے پر ہلاتی ہے۔
☆ کچھوا کبھی اور سانپ بہرے ہوتے ہیں۔
☆ فرعونوں کے زمانے میں مصر میں ہفتہ دن کا ہوتا تھا۔
☆ معاف کر دینے سے انسان کی روح پاک ہو جاتی ہے۔
(قبر عباس..... جہلم)

بکھرے موتی
○ وہ دل ہی کیا جس میں اللہ تعالیٰ نہ ہوں۔
○ وہ حکومت ہی کیا جس میں انصاف نہ ہو۔
○ وہ رزق ہی کیا جو حلال نہ ہو۔
○ وہ چراغ ہی کیا جس میں روشنی نہ ہو۔
○ وہ علم ہی کیا جس پر عمل نہ ہو۔
○ دوسروں پر انصاف کرنے والا نقصان اٹھاتا ہے۔
○ محنت اور خلوص ہر کامیابی کی کنجی ہے۔
○ دوسروں کو خوش رکھو۔ خوش رہو گے۔
○ بدترین بھوت وہ ہے جس میں کچھ سچ بھی شامل ہو۔
○ موت ایک دروازہ ہے۔ جس سے ہر ایک کو گزرنا ہے۔
○ اچھائی دوسروں میں اور برائی اپنے آپ میں تلاش کرو۔
○ مقصد کی محی لگن مشکلات میں بھی ہمت نہیں ہارنے دیتی۔
○ کامیابی چاہتے ہو تو دوسروں کی خامیاں تلاش کرنے کے بجائے خوبیاں تلاش کرو۔
(مرسلہ: ثروت یعقوب لاہور)

پھولوں کے فوائد
☆ سیب دل کی حفاظت کرتا ہے اور قبض نہیں ہونے دیتا۔
☆ کیلا ہڈیوں کو مضبوط کرتا ہے اور بلڈ پریشر کنٹرول کرتا ہے۔
☆ انگوڑا کھوں کی صحت کے لئے بہتر ہے اور گردے کی پتھری نہیں ہونے دیتا۔
☆ مالٹا جسم میں بیماری کے خلاف دفاعی نظام کو بہتر کرتا ہے اور بے خوابی کو ختم کرتا ہے۔
☆ آڑو وارٹ ایک کور وکٹا ہے اور ہانپنے کو بہتر کرتا ہے۔
(محمد امین..... چٹانگ)

بیکار ہے
○ وہ عدالت جس میں انصاف نہیں۔
○ وہ رات جس میں عبادت نہیں۔
○ وہ دل جس میں خدا کا خوف نہیں۔
○ وہ حاکم جس میں رحم نہیں۔
○ وہ دولت جس میں سخاوت نہیں۔
○ وہ علم جس میں عمل نہیں۔
○ وہ دوست جس کے دل میں بغض ہو۔
(عبدالباسط رضا..... والٹن کالونی)

اقوال حضرت علیؑ
○..... ایسے شخص کو کبھی مت گنونا جس کے دل میں تمہارے لیے محبت، فکر، عزت اور چاہت ہو۔
○..... جس محفل میں تمہارے دوست کی قدر نہ ہو تمہارے لیے بہتر ہے وہ محفل چھوڑ دو، ورنہ دوستی چھوڑ دو۔
○..... حد کرنے والوں کے لئے یہی سزا کافی ہے کہ جب تم خوش ہوتے ہو وہ اداں ہو جاتا ہے۔
○..... خوبصورت لوگ لازمی نہیں کہ اچھے ہوں لیکن اچھے لوگ ہمیشہ خوبصورت ہوتے ہیں۔
○..... دعا اپنے لیے مانگنا عبادت اور دوسروں کے لئے مانگنا خدمت ہے۔
○..... دنیا سب سے بڑی کتاب ہے جو کبھی پڑھی نہیں جاسکتی اور زمانہ سب سے بڑا استاد ہے جو سب کچھ سکھا دیتا ہے۔
○..... جب تم بغیر کسی وجہ کے خوشی محسوس کرو تو تم یقین کر لو کہ کوئی نہ کوئی کہیں نا کہیں تمہارے لیے دعا کر رہا ہے۔
○..... جو عزت اور پیار آپ کو دوسروں سے ملتا ہے وہ درحقیقت آپ کے اچھے اخلاق کا ثمرہ ہے۔
○..... اگر راستہ خوبصورت ہے تو پتا کرو کہ کس منزل کو جاتا ہے لیکن اگر منزل خوبصورت ہے تو راستے کی پرواہ مت کرو۔
(نیل حمزہ کوثر نوال)

ذرا سوچئے
امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی وہ رات بھر قرآن پاک پڑھا کرتے تھے۔ میں سوچتا تھا کہ اسلاف رات بھر بغیر کسی ٹکناں و پریشانی کے قرآن پاک کیسے پڑھ لیا کرتے تھے؟؟؟
لیکن میں نے جب ان لوگوں کو دیکھا جو رات بھر موبائل میں مشغول رہتے ہیں تو میرا تعجب دور ہو گیا اور میں جان گیا کہ جب دل کسی چیز کی طرف مائل ہو جاتا ہے تو ہر چیز آسان ہو جاتی ہے۔
ایک عربی تحریر کا اردو ترجمہ
(انتخاب شعور سلطانہ قادی..... کوثر نوال)

عمل سے زندگی بنتی ہے
بے عمل علماء بارس (پتھر) کی مانند ہیں جو اوروں کو سونا بنا دیتے ہیں مگر خود پتھر ہی رہتے ہیں۔ (حضرت مجدد الف ثانی)
(مرسلہ: رفیع حافظ محمدی شریف)

دلچسپ معلومات
☆ کلورین واحد گیس ہے جو رنگدار ہوتی ہے۔ (رنگ سبزی مائل پیلا)
☆ بحر مردار واحد سمندر ہے جس میں کوئی زندہ چیز نہیں ہے۔
☆ شیشے کو ٹھوس بھی سمجھا جاتا ہے اور مائع بھی۔
☆ نظام شمسی کے تمام سیارے اسٹیل کلاک وانز گردش کرتے ہیں سوائے ونس (یورینس) کے۔
☆ طوطا اور خرگوش اپنے سر کو پیچھے موڑے بغیر پیچھے دیکھ سکتے ہیں۔
☆ چپس کے پیکٹ میں 70% ہوا بھری ہوتی ہے تاکہ چپس خستہ نہ رہیں یہ ہوا نائٹروجن گیس ہوتی ہے۔ (اور کپنی کی بچت بھی)
☆ دنیا کا اب تک سب سے تیز رفتار انسان یوسین بولٹ ہے جو 45 کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے دوڑ سکتا ہے۔
☆ یورپ میں 14 یا اس سے زائد منازل کی عمارت بناتے وقت تیرہویں (13) منزل کو گنتی میں شمار نہیں کیا جاتا۔
☆ کیوری خاندان دنیا کا وہ واحد خاندان ہے جسے سائنس میں 5 نوبل پرائز ملے ہیں۔
(سید طاہر اسلم ہاشمی قصور)

زندگی کیا ہے؟
☆ لمحہ موجود میں خوش رہیں یہ تمہاری زندگی کا لمحہ ہے۔ عمر خیاں
☆ آرٹ کا مقصد روزمرہ زندگی کی گرد و روچ پر سے جھاڑنا ہے۔ ہلو پکاسو
☆ ماضی کی فکر مت کرو، مستقبل کے خواب مت دیکھو، موجودہ لمحے پر توجہ مرکوز کرو۔ گوتم بدھ
☆ موت کا خوف زندگی کے خوف سے آتا ہے جو شخص بھرپور زندگی جیتا ہے وہ کسی بھی وقت مرنے کو تیار ہوتا ہے۔ مارک ٹوائن
☆ کامیابی انہیں نصیب ہوتی ہے جو اپنی زندگی کا مقصد پانے کیلئے سب کچھ قربان کرتے ہیں۔
☆ کامیابی کیلئے منتشر ہونا چاہئے، شہرت اور دولت کے غمار کو سر پر سوار نہیں کرنا چاہئے۔ اے آر رحمان
☆ مجھے اپنی (باکسنگ کی) تربیت سے نفرت تھی لیکن میں نے عہد کیا کہ میں اسے ترک نہیں کروں گا۔ آپ آج مصیبت جھیلیں اور کل کو تمہیں کی طرح زندگی بسر کریں۔ محمد علی
☆ زندگی جتنی بھی مشکل ہو آپ کچھ نہ کچھ ضرور کر سکتے ہیں اور کامیاب ہو سکتے ہیں۔ سٹیفن ہاکنگ
☆ خدا نے ہمیں زندگی کا تحفہ دیا ہے ہم نے اسے اچھی طرح گزارنا ہے۔
(ملک محمد حسن..... راد پٹنڈی)

عاجزی دعا
اے اللہ جو کچھ زمین و آسمان کے اوپر ہے وہ تمہیں حاضر ناظر جان کر تیری وحدانیت کو تسلیم کرتے ہوئے باخبر ہوں کہ ذرہ ذرہ تیری حمد و ثناء کر رہا ہے۔ اے اللہ میری زبان میں طاقت دے کہ میں تیری حمد و ثناء کر سکوں۔ روز اول سے آج تک جتنی تیری مخلوقات اس دنیا میں آئی ہیں اور قیامت تک جتنی بھی روئیں آئیں گی خواہ وہ جنات ہیں یا انسان، اے اللہ ان سب کو حضور اکرم ﷺ کا کلمہ پڑھنے کی توفیق عطا فرما، جو کتاب قرآن پاک ہمیں رسول اکرم ﷺ نے دی ہے وہ تمام انسان و جنات کو سمجھنے کی توفیق عطا فرما۔ اے اللہ اس وقت دنیا میں جو روئیں موجود ہیں ان میں سے اگر کوئی بیمار ہے تو اس کو تندرستی عطا فرما۔ بچیوں کے نیک نصیب کر دے اور جو بے اولاد ہیں انہیں نرینہ اولاد عطا فرما۔ جو لوگ اس وقت سمندروں میں سفر کر رہے ہیں اگر کسی طوفان کی زد میں ہیں اے اللہ صدقہ رسول اکرم ﷺ ان کو منزل پر خیریت سے پہنچا۔ اے اللہ جو تیری اس سرزمین پر جس پر تونے پہاڑوں کی میخیں لگا رکھی ہیں جو لوگ پیار ہیں اے اللہ صدقہ رسول اکرم ﷺ ان کو تندرستی عطا فرما۔ رب العالمین جو لوگ اس وقت موت کے کشمکش میں مبتلا ہیں ان کی موت کو آسان بنا دے ان کے عذاب کو ختم کر دے۔ اے اللہ جہاں جہاں تیرے بندوں پر ظلم ہو رہا ہے وہاں پر اپنی غیب ست مدد بھیج دے۔ ان سب پر رحم فرما دے۔ اے میرے مولا برما کے مسلمانوں پر رحم فرما دے۔ اور اے اللہ ہم سب کو رسول اکرم ﷺ کا پیرو کار بنا دے۔ (آمین ثم آمین)
(مرسلہ: ثروت یعقوب لاہور)

مکھی اور شہید کی مشاس
حضرت سیدنا مولانا جلال الدین رومی مثنوی شریف میں فرماتے ہیں۔
”ایک بار حضور اکرم ﷺ نے شہد کی مکھی سے دریافت فرمایا کہ ”تو شہد کیسے بناتی ہے؟“ اس مکھی نے عرض کی ”یار رسول اکرم ﷺ! ہم جن میں جاکر ہر قسم کے پھولوں کا رس چوستی ہیں پھر وہ رس اپنے منہ میں لیتے ہوئے اپنے چھتوں میں آ جاتی ہیں اور وہاں اگل دیتی ہیں۔ وہی شہد ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”پھولوں کے رس تو پیچھے ہوتے ہیں اور شہد بیٹھا ہے اور یہ تو بتاؤ کہ یہ مشاس آتی کیسے ہے؟“
مکھی نے عرض کی ”ہمیں قدرت نے سکھا دیا کہ جن سے چھتے تک راستے بھر آپ ﷺ پر درود و شریف پڑھتی ہوئی آتی ہیں۔ شہد کی یہ لذت اور مشاس ”درود پاک“ کی برکت سے ہے۔“
(امیر حمزہ..... بہاولنگر)

محمد عثمان طفیل

کڑی پہاڑی علاقوں کی بل دار سڑکوں پر ایک مخصوص ریل سے رواں دواں تھی۔ فرحان اپنی طرف کی کھڑکی کے لئے ٹھٹھکی ہوواؤں کے مزے لے رہا تھا۔ اس کی نظر کتاب پر تھیں اور ذہن کہیں اور پہنچا ہوا تھا۔ گاہ بگاہ وہ ہاتھ میں پکڑی کتاب سے نظر ہٹا کر باہر کے نظاروں سے بھی لطف اندوز ہوتا رہتا لیکن اس کی زیادہ توجہ کتاب پر تھی۔ ساتھ بیٹھا اکمل وقتاً فوقتاً ایک حیرت بھری نظر فرحان پر ڈالتا اور پھر سے باہر دیکھنے لگتا۔ وہ دونوں گہرے دوست ہونے کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے سے دوہرا رشتہ رکھتے تھے۔ فرحان اکمل کی خالہ اور چچا کا بیٹھا تھا جبکہ اکمل فرحان کا خالہ زاد اور تایا زاد تھا۔ اچھے دوست ہونے کے سبب وہ ایک دوسرے کی رگ رگ سے واقف تھے۔ اسی لیے فرحان کا پہاڑی منظر سے منہ پھیرے کتاب میں مگن ہونا اکمل کو ہضم نہیں ہو رہا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ فرحان کو مطالعے کا بہت شوق ہے لیکن وہ پہاڑوں اور بلند و بالا درختوں کی بابت اس کی دیوانگی سے بھی باخبر تھا۔ بہر حال وہ اپنی سی کوشش کر چکا تھا مگر فرحان نے اسے کوئی گھاس نہ ڈالی تھی۔ مایوس ہو کر وہ باہر کے مسوور کن نظاروں میں کھو



ارد گرد کے خوبصورت نظاروں سے بے پرواہ اس کا دھیان کسی اور طرف ہی تھا.....

ایک یادگار دن.....

میں موجود ہے جہاں ہر طرف لوگ ہی لوگ ہیں۔ مختلف طرح کے لباس پہنے یہ لوگ مختلف علاقوں کی ثقافت کے آئینہ دار تھے۔ خال خال سندھی ٹوپی پہنے اور اجرک اوڑھے چند سندھی بزرگ بھی موجود تھے جبکہ سرحد سے آئے لوگوں نے پشاور کی چٹیل اور گرم ٹوپی پہن رکھی تھی۔ اتر پردیش سے آئے اکاڈک لوگ اچکن زیب تن کیے ہوئے تھے۔ چوں کہ یہ لاہور کا میدان تھا اس لیے دھوئی کرتا یا قمیص پہنے اور کندھے پر بزار و مال رکھے لوگ تو شمار سے باہر تھے۔ ایک طرف اونچا اسٹیج بنا ہوا تھا جس پر موجود قائدین بھی مختلف علاقوں سے تشریف لائے تھے۔ فرحان تجھیل میں اُن قائدین کو دیکھ کر ہولے ہولے مسکرا رہا تھا۔ اکمل



سکندر حیات بھی اسٹیج پر موجود تھے۔ فرحان کے دیکھتے ہی دیکھتے میاں بشیر احمد نے اپنی شہرہ آفاق نظم ”ملت کا پاساں ہے محمد علی جناح“ پیش کی۔ اس نظم کا پڑھا جانا تھا کہ سارا پنڈال ہی اس نظم میں شریک نظر آنے لگا۔ اس نظم کا ہر شعر فرحان کے دل پر اثر کر رہا تھا۔ جب میاں بشیر احمد نے یہ شعر: لگتا ہے ٹھیک جا کے نشانے پہ اس کا تیر ایسی کڑی کمان ہے محمد علی جناح پڑھا تو فرحان بے ساختہ ”واہ واہ“ کیے بغیر نہ رہ سکا۔ نیم بدھوشی کی حالت میں فرحان کے منہ سے واہ واہ نکلا تو اکمل کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔ اس نے زور سے فرحان کو جھجھوڑا اور بولا: یار کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ؟ کیا مطلب؟ میں نے کیا کیا ہے؟ فرحان نے ناگہی کے انداز میں حیرت سے پوچھا۔ تمہیں نہیں پتا کہ تم نے کیا کیا ہے؟ اکمل فرحان سے بھی زیادہ حیرت بھرے انداز میں بولا۔ بالکل نہیں! میں تو شاید سو گیا تھا۔ فرحان سادگی سے بولا۔

یا اللہ! اکمل نے ماتھے پر ہاتھ مارا اور پھر فرحان کو بتانے لگا کہ وہ کچھ دیر قبل کیا کیا کرتا آیا ہے۔ واہ واہ کے ذکر پر فرحان نے ہاتھ میں پکڑی کتاب کی طرف دیکھا تو اس کی انگلی ابھی تک بطور نشانی کتاب کے درمیان میں تھی۔ اس نے وہ صفحہ کھولا تو سامنے ہی میاں بشیر احمد کی نظم موجود تھی۔ اسے ساری بات سمجھ آ گئی۔ دراصل وہ تحریک پاکستان پر لکھی ایک کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا۔ ابھی وہ 22، 23 مارچ 1940ء کے تاریخ ساز جلسے تک پہنچا تھا کہ اسے نیند کے جھوکے آنے لگے۔ بس انہی خیالات میں وہ تجھیل کی وادی میں بہت دور نکل گیا۔ اس نے اکمل کی طرف دیکھا اور وضاحت آمیز لہجے میں بولا:

یار محسوس نہ کرنا، دراصل میں تحریک پاکستان کے واقعات میں اس قدر کھو گیا تھا کہ کچھ پتا ہی نہ چلا۔ خاص طور پر 23 مارچ 1940ء کے عظیم الشان جلسے نے تو مجھے یوں مسحور کیا کہ میں اس کتاب میں محصور ہو کر رہ گیا۔ وہ تو ٹھیک ہے یار! مگر ارد گرد کے حسین نظاروں کو بھول

کر تمہارا کتاب میں کھو جانا مجھے سمجھ میں نہیں آیا۔ وہ بھی کشمیر کے ان سرسبز پہاڑوں کو بھول کر..... اکمل نے جوابات میں تھی، صاف صاف کہہ ڈالی۔ بس ایسا ہی ہے۔ فرحان نے سرسری سا جواب دیا اور بولا: ویسے تمہیں بتاؤں کہ میں نے ابھی ابھی کیا پڑھا تھا جس نے مجھے ارد گرد سے بے گانہ کر دیا؟ ضرور! اکمل نے دھیان دیتے ہوئے کہا۔ سنو پھر! دراصل جس دور میں مارچ 1940ء کے جلسے کا انعقاد ہوا، وہ برصغیر کے مسلمانوں کے لیے فیصلہ کن دور تھا۔ ایک طرف انگریزوں کی غلامی تھی تو دوسری طرف ہندوؤں کی سازشیں۔ مسلمان قائدین یہ سمجھ چکے تھے کہ اب علیحدہ ملک حاصل کیے بغیر اور کوئی چارا نہیں۔ بانی پاکستان محمد علی جناح بھی یہ بھاپ چکے تھے کہ اب مسلمانوں کی اکثریت ایک الگ وطن کا خواب دیکھنے لگ گئی ہے اور ضرورت اس بات کی ہے کہ علامہ اقبال کے خواب کو عملی تعبیر پہنائی جائے۔ اس کے لیے 22 تا 24 مارچ 1940ء کو ایک تاریخ ساز جلسے کا انعقاد کیا گیا۔ اس جلسے میں ”قرارداد لاہور“ پیش کی گئی۔

قرارداد لاہور؟ مجھے تو یاد پڑتا ہے کہ قرارداد پاکستان پیش ہوئی تھی۔ اکمل نے اپنی معلومات کی حد تک صحیح کی۔ بڑی زبردست بات کی تم نے۔ فرحان نے داد دی۔ دراصل تھی تو وہ ”قرارداد لاہور“ ہی مگر ہندو اخباروں نے اسے ”قرارداد پاکستان“ کے نام سے اُچھالا۔ ہندوؤں نے تو طوطی بول رہے تھے لیکن بانی پاکستان نے ان کی بات کو قدرت کا ایک اشارہ سمجھا اور اسے قرارداد پاکستان ہی کہا اور لکھا جانے لگا۔ بہر حال میں تمہیں بتا رہا تھا کہ اس قرارداد میں یہ مطالبہ کیا گیا کہ.....

ہندوستان میں کوئی بھی دستوری خاکہ مسلمانوں کے لیے صرف اسی صورت قابل قبول ہوگا جب وہ درج ذیل شرائط پر پورا اترے۔ ۱۔ جن علاقوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے انھیں ملا کر الگ ریاست اخطہ بنایا جائے جن کا اقتدار و اختیار مسلمانوں کے پاس رہے۔ ۲۔ اقلیتوں کے لیے آئین میں مناسب، مؤثر اور

واجب التعمیل تحفظات کا انتظام کیا جائے تاکہ ان کے مذہبی، ثقافتی، معاشی، سیاسی، انتظامی اور دیگر حقوق کی حفاظت ہو سکے..... فرحان نے کتاب پر نظر دوڑاتے ہوئے اپنی بات مکمل کی۔ ان شرائط نے تو ہندوؤں اور انگریزوں کو آگ لگا دی ہوگی۔ اکمل بولا۔ بالکل یار! ایسا ہی ہوا تھا۔ خاص طور پر ہندو بہت شپٹائے۔ فرحان نے نظریں پھر کتاب پر جمالیں اور بتانے لگا: اکثر ہندو رہنماؤں نے تو برصغیر کی تقسیم کو اپنے دھرم کا مسئلہ بنالیا اور وہ شور مچانے لگے کہ برصغیر کے ٹکڑے کرنا ایسا ہی ہے جیسے کسی گائے کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کرنا۔ مگر مسلم لیگ کی قیادت نے اُن کے ہر اعتراض کا مدلل جواب دیا اور دوقومی نظریے کو بنیاد بنا کر الگ وطن کے مطالبے سے بالکل بھی نہ ہٹے۔ ایک منٹ فرحان! یہ دوقومی نظریہ کیا ہے؟ میں کچھ بھول سار ہا ہوں۔ اکمل نے ذہن پر زور دیتے ہوئے پوچھا۔ فرحان نے تاسف بھری نظر اس پر ڈالی اور بولا: اس نظریے کو سمجھنے کے لیے تمہیں قائد اعظم کی تقریر کا کچھ حصہ سنانا ہوں۔ قائد اعظم نے ”اسلام اور ہندو دھرم محض دو مذاہب نہیں بلکہ درحقیقت دو مختلف معاشرتی نظام ہیں۔ چنانچہ اس خواہش کو خواب و خیال ہی کہنا چاہیے کہ ہندو اور مسلمان مل کر ایک مشترکہ قومیت تخلیق کر سکیں گے۔ یہ لوگ آپس میں شادی بیاہ نہیں کرتے، ایک دسترخوان پر کھانا نہیں کھاتے۔ میں واضح الفاظ میں کہتا ہوں کہ یہ دو مختلف تہذیبوں سے واسطہ رکھتے ہیں جو ایک دوسرے کی ضد ہیں۔“ ہوں..... میں سمجھ گیا۔ تم ایسا کرنا کہ یہ کتاب پڑھ کر مجھے بھی دینا۔ میں ان ساری چیزوں کو تفصیل سے پڑھنا چاہتا ہوں۔ اکمل نے اپنی خواہش کا اظہار کیا۔ ضرور! کیوں نہیں! فرحان نے جواب دیا اور پھر سے تحریک پاکستان کے اہم نقوش کو دیکھنے میں مگن ہو گیا۔

☆☆☆



شیریں بریانی

اجزاء: چاول ایک کلو، گھی آدھا پاؤ، نمک حسب ذائقہ، پیاز ایک چھٹانک، ثابت گرم مصالحہ دو کھانے کے چمچ، خربوزہ (چھلکا اترایا) (چھلکا اترایا) (چھلکا اترایا) آدھا پاؤ، پیاز ایک چھٹانک، بادام آدھا پاؤ، لہسن آدھا چھٹانک، اورک آدھا چھٹانک، پنکھی ایک کلو۔
ترکیب: چاول صاف کر کے ایک گھنٹے کے لئے بھگو دیں۔ دہنچے میں گھی گرم کر کے پیاز باریک کاٹ کر تیل لیں۔ یہاں تک کہ پیاز براؤن ہو جائیں۔ پس پیاز اورک، لہسن اور ثابت گرم مصالحہ ڈال کر بھون لیں، پھر پنکھی ڈال دیں۔ پنکھی آپ کو پہلے سے بنا کر دینی ہوگی۔ جب پنکھی میں ابال آجائے تو اس میں نمک اور چاول ڈال دیں، آج تیز رکھیں۔ جب چاولوں کا پانی خشک ہونے لگے تو اس میں خشک اور تازہ پھل کاٹ کر شامل کر لیں۔ اس کے بعد برتن کو اچھی طرح ڈھانپ کر چاول ہلکی آج کر کے دم پر رکھ دیں۔ پانچ سے دس منٹ کے بعد دم کھولیں۔ دہنچے کے راستہ اور سلاڈ کے ساتھ مزیدار کشمیری بریانی تیار ہے۔

پنکھین کو فٹہ

اجزاء: قیمہ آدھا کلو، ہری مرچ دو عدد باریک کٹی ہوئی، کالی مرچ ایک چائے کا چمچ، سرکہ ایک کھانے کا چمچ، اورک ولہسن کا پیسٹ ایک کھانے کا چمچ، نمک آدھا چائے کا چمچ، میوہ دو کھانے کے چمچ، کارن فلار دو کھانے کے چمچ، سویا سوس دو کھانے کے چمچ، ہری پیاز تین کھانے کے چمچ باریک کٹی ہوئی۔

سوس کیلئے: کوئنگ آئل آدھا کپ، اورک دو کھانے کے چمچ، پیا ہوا، پیاز آدھا کپ، پیا ہوا، اویشروس دو کھانے کے چمچ، کچپ آدھا کپ، سفید مرچ آدھا چائے کا چمچ، نمک آدھا چائے کا چمچ، چلی سوس دو کھانے کے چمچ، پانی ڈیڑھ کپ۔

ترکیب: قیمہ چور میں پیس کر اس میں باریک کٹی ہری مرچ، کالی مرچ، سرکہ، اورک ولہسن کا پیسٹ، نمک، میوہ، کارن فلور، سویا سوس اور باریک کٹی ہری پیاز ڈال کر اچھی طرح مکس کریں۔ پھر اس آمیزے سے کوئٹے بنا کر گرم آئل میں پانچ منٹ تک ڈیپ فرنی کریں کہ گولڈن براؤن ہو جائیں۔ پھر انہیں نکال کر الگ رکھ لیں۔ کڑا ہنی میں آئل گرم کر کے کٹا ہوا لہسن فرنی کریں۔ اب اس میں کٹی پیاز اور باریک کٹے ہوئے ہری پیاز کے پتے ڈال کر دو منٹ مزید فرنی کریں۔ پھر پانی، اویشروس، کچپ، سفید مرچ، نمک، سرکہ اور چلی سوس ڈال کر ابال کر جانے تک پکا لیں۔

پنکھین کو فٹہ

چکن بغیر ہڈی کا، آدھا کلو، نمک حسب ذائقہ، پیا ہوا اورک لہسن، ایک کھانے کا چمچ، پیاز دو عدد درمیانی، نمنا



کٹی ہوئی کالی مرچ ڈال کر اتار لیں۔ میوہ کو چھان کر نمک اور آئل ڈال کر اگلیوں کی مدد سے ہلکے ہلکے اس طرح ملائیں کہ وہ ڈبل روٹی کے چورے کی سی شکل میں آجائے ساتھ تھوڑی تھوڑی دہنچے بھی شامل کرتے جائیں۔ اگر ضرورت محسوس کریں تو تھوڑا تھوڑا کر کے ٹھنڈا پانی ڈالتے ہوئے اس کو اچھی طرح گوند لیں اور تیل کے تیلے کپڑے میں پیسٹ کر پندرہ سے بیس منٹ کے لیے رکھ دیں۔ قیمے کو اچھی طرح ٹھنڈا کر لیں اور گوندھے ہوئے میوے کے بڑے سائز کے پیسے بنا لیں ہر پیسے کو چوکور پراٹھے کی شکل میں تیل لیں اور درمیان میں دو چمچ قیمہ رکھ کر چاروں طرف سے اٹھا کر اس طرح بند کریں کہ چوکور شکل برقرار رہے۔ تمام پیسوں کو اس طرح بنا کر پندرہ سے بیس منٹ کے لیے فریج میں رکھ دیں۔ کڑا ہنی میں آئل کو درمیانی آج پر تین سے چار منٹ گرم کریں اور ان لکھویوں کو گولڈن فرنی کر کے نکال لیں اور مزیدار پنکھی کے ساتھ پیش کریں۔

سائنس چکن ڈرم اسٹک

چکن ڈرم اسٹک آٹھ عدد اورک لہسن پیسٹ دو کھانے کے چمچ، ہلدی پاؤڈر آدھا چائے کا چمچ، سرخ مرچ پاؤڈر ایک چائے کا چمچ، سرکہ آدھا کپ گرم مصالحہ پاؤڈر آدھا چائے کا چمچ، لیموں کارس دو کھانے کے چمچ، ثابت سیاہ ایک چائے کا چمچ۔

ترکیب: ڈرم اسٹک میں اورک لہسن پیسٹ ہلدی پاؤڈر، سرخ مرچ پاؤڈر، نمک، سرکہ اور گرم مصالحہ پاؤڈر ملا کر 3 گھنٹے کے لئے میرینٹ کر کے اسے گرم تیل میں ہلکی آج پر فرنی کریں۔ جب براؤن ہو جائے اور آدمی مل جائے تو اس میں لیموں کارس اور ہرا دھنیا ڈال کر پکا لیں آخر میں کٹی ہوئی سیاہ مرچیں ڈال کر دو سے تین منٹ تک پکا لیں، کچپ کے ساتھ سرو کریں۔

☆☆☆

تین عدد درمیانے، دہنچے ایک پیالی، پس پیسٹ لال مرچیں ایک کھانے کا چمچ، ہلدی ایک چمچ سفید زیرہ ایک چمچ، خشک دودھ ایک چائے کا چمچ، مارجرین دو کھانے کے چمچ۔

ترکیب: چکن کو صاف دھو کر دس منٹ کے لیے فریزر میں رکھ لیں اور اس کی پٹی پٹی پٹیاں کاٹ لیں۔ پیاز اور نمنا کر چور میں پیس لیں، دہنچے میں دودھ کا پاؤڈر ملا کر پھینٹ لیں اور دس پندرہ منٹ کے لیے فریج میں رکھ دیں۔ دہنچے میں کوئنگ آئل اور مارجرین کو ڈال کر ہلکی آج پر تین سے چار منٹ گرم کریں اور اس میں پے ہوئے پیاز، نمنا اور اورک لہسن ڈال کر اتنی دیر بھونیں کہ گھی الگ ہو جائے اور اس کچھر میں زیرہ، لال مرچ، ہلدی نمک اور چکن ڈال کر اچھی طرح بھونیں اور ڈھک کر ہلکی آج پر پندرہ سے بیس منٹ تک پکا میں پھر پھینٹنا ہو اور دہنچے میں آج پر گرم مصالحہ چھڑک کر ہلکی آج پر بارہ سے پندرہ منٹ کیلئے دم پر رکھ دیں۔ گرم گرم چٹانی کے ساتھ یا ابلے ہوئے چاولوں کے ساتھ پیش کریں۔

حیدر آبادی کھسی

اجزاء: قیمہ (بھنا ہوا) دو پیالی، میوہ آدھا کلو، دہنچے ایک پیالی، نمک حسب ذائقہ، کوئنگ آئل دو سے تین کھانے کے چمچ۔

ترکیب: ایک پاؤ قیمہ میں ایک چائے کا چمچ اورک لہسن، ایک چمچ لال مرچ، آدھا چمچ ہلدی اور حسب ذائقہ نمک ڈال کر ہلکی آج پر اتنی دیر پکا لیں کہ قیمے کا اپنا پانی خشک ہو جائے۔ اتار تے ہوئے آدھا چائے کا چمچ



انیلا طالب

1998ء کے ستمبر کی اٹھائیس تاریخ ڈاکٹر فاروق شاہ کیلئے بڑی اہم اور خوشیاں لے کے آنے والی تاریخ تھی۔ خدا نے اس تاریخ کو انہیں بیٹے سے نواز کر اپنی نعمت عطا کر دی تھی ان کا سونا آنگن بیٹے کے وجود سے تھک اٹھا تھا۔ ماں باپ بہت خوش تھے کہ اللہ تعالیٰ نے بیٹی جیسی رحمت کے بعد انہیں بیٹے کی شکل میں نعمت عطا کر کے معجز کر دیا تھا۔ آنے والے ننھے پختون سید کا نام مبین شاہ رکھا گیا۔ مگر اس کا نام تو شہزادہ رکھنا چاہئے تھا جنت کا شہزادہ ایک نظر جو اس چاند کے ٹکڑے کو دیکھ لیتا تو بلا اختیار اسے شہزادے کا نام دیتا۔ قدرت نے جیسے تمام گلوں کی لالی اس کے رخساروں کو عطا کر دی تھی۔ لعل جیسے ہونٹ، جمیل جیسی پیاری آنکھیں، چاند سے چاندنی لے کے اسے دے دی تھی۔ ماں باپ جب اس شہزادے جیسے حسن کے مالک مبین شاہ کو دیکھتے تو دن میں کئی کئی بار اس کی نظر

جنت کا شہزادہ

اتارتے والد فاروق شاہ بہت خوش تھے رب کے آگے کئی بار سجدہ تشکرا ادا کرتے جس نے انہیں بڑھاپے کا آسرا مہیا کر دیا تھا۔ مبین سے بڑی بہن اس پیارے سے بھائی کو پا کر بہت خوش تھی خوش کیوں نہ ہوتی اسے مبین کی شکل میں ہیروں جیسا بھائی ملا تھا۔ وقت گزرتا جا رہا تھا۔ ننھا مبین شاہ اب بڑا ہو رہا تھا، بچپن سے نکل کر لڑکپن میں آ گیا تھا، وقت کے ساتھ ساتھ اس کی دلکشی اور اچھی عادات مزید نکھر رہی تھیں، خدا کی پاک کتاب اس کے سینے نے اپنے اندر محفوظ کر لی تھی، فارغ وقت میں فٹ بال کھیلنا اسے پسند تھا، ہر کلاس میں ٹاپ کرنا اس کے لئے تو جیسے بائیں ہاتھ کا کھیل بن چکا

تھا..... اس سے چھوٹی ایک بہن تھی جو اس سے باتیں کرتی..... دونوں بہن بھائی اکٹھے سکول جاتے وہ دونوں آر می پبلک سکول کے طالب علم تھے مبین دسویں جبکہ اس کی چھوٹی بہن تیسری کلاس میں پڑھتی تھی۔ والدہ سمجھانے والے انداز میں ایک دن مبین سے کہنے لگیں مبین دوسری کلاسوں کی طرح اس کلاس میں بھی تم نے ٹاپ کرنا ہے۔ مبین بڑے مضبوط لہجے میں بولا ”امی“ آپ فکر کیوں کرتی ہیں میں اس طرح ٹاپ کروں گا کہ دنیا دیکھے گی..... بات آئی گئی ہو گئی..... زندگی ایک معمول کی طرح گزرنے لگی آخر 16 دسمبر دو ہزار چودہ کا دن آیا..... دونوں بہن بھائی آر می پبلک سکول میں

پڑھنے کیلئے آئے کیا معلوم تھا یہ دن مبین کی شہادت کا رتبہ و پیغام لے کے آنے والا تھا۔ اندر دہشت گردوں نے حملہ کر دیا..... گولیاں چلائی گئیں ہر طرف خون ہی خون بکھرا تھا..... ننھے بچے کرسی کی اوٹ میں پناہ لیتے تو دہشت گرد کرسی پیچھے ہٹا کر ان معصوم کلیوں کو خون سے نہلا دیتے۔ کتابیں بکھر گئیں۔ نیچر شہید ہوئے بچے شہید ہوئے زخمی ہوئے اسی دہشت گردی کی نذر ہونے والوں میں وہ جنت کا شہزادہ بھی شامل تھا..... جس کی بہن تو بیچ گئی مگر اس سولہ سال کے شہزادے کو 16 دسمبر کے دن نے نگل لیا۔ ماں باپ خاندان بہنوں کیلئے 16 دسمبر قیامت سے کم نہیں تھا۔ ماں باپ کی آنکھیں برس برس کر خشک ہو گئیں اسے پکار پکار کے بہنیں تھک گئیں مگر وہ واپس نہ آیا، مبین شاہ کے بعد جتنی عیدیں آئیں اس کے والد پہ بہت بھاریں گزریں..... ان کا لاڈلا جوان کا ہم قدم ہو کے عید کی نماز پڑھنے آتا تھا اب اس کے قدموں کی چاپ بھی ان کے کانوں میں نہ پڑتی..... ماں کو جب اپنے شہزادے کے بچے انعامات نظر آتے ہیں تو ماں کا سینہ غم سے پھٹنے لگتا ہے پھر ایک جملہ دکھی ماں کے کانوں میں گونجتا ہے۔ میں اس طرح ٹاپ کروں گا کہ دنیا دیکھے گی..... ماں روتے ہوئے زیر لب دہراتی ہے..... تم نے واقعی اس طرح ٹاپ کیا کہ دنیا نے دیکھ لیا..... اس سے باتیں کرنے والی بہن بڑی معصومیت سے اس کے لئے کچھ یوں دعا کرتی ہے..... مبین بھائی جنت میں خوش رہے..... وہ وہاں بہت خوش ہو گا کیونکہ وہ تو اسی جنت کا شہزادہ تھا نا..... جنت ہی اس کا ٹھکانہ تھی اے جنت کے شہزادے جنت میں ہمیشہ خوش رہو.....

☆☆☆

نور نے سب کی توجہ اپنی جانب کر لی۔
ٹی وی سکرین پر ٹیکہ مل رہا تھا۔
سنگدل باپ نے اپنی تین بیٹیوں کو دریا میں پھینک دیا۔
یہ خبر کم ہم زیادہ تھی جو پوری شدت سے شدید ترین گونج
کے ساتھ پھٹا تھا۔ شائلہ، راحیلہ اور نائلہ پر اس خبر کا اس
قدر اثر ہوا کہ وہ کچھ دیر کیلئے لنگ سی ہو چکی تھیں۔
ان کی امی نے جب بچیوں کو دیکھا تو کہا شائلہ، راحیلہ،
نائیلہ یہ کیا بات ہوئی بیٹا، اس طرح پریشان نہیں ہوتے

خوابوں کے دیپ روشن کئے روشنیوں کے گھر سہانی
رہیں۔
آنکھیں، خواب اور جاگتی راتیں ان تینوں بہنوں کے
کھلونے بن چکے تھے۔
ان کے ابو گزشتہ کئی سالوں سے بیرون ملک میں کاروبار
کر رہے تھے۔ شائلہ جب تین سال، راحیلہ دو سال اور
نائیلہ ایک سال کی تھی ان کے ابو انہیں ان کی پیاری ماں
کے پاس چھوڑ کر چلے گئے اور اب کم و بیش دس سال
ہونے کو تھے کہ ان کی امی نے یہ خوشخبری سنائی تھی کہ ان
کے ابو آ رہے ہیں۔

اور..... اب شائلہ، راحیلہ اور نائلہ روز رات کو اپنی
آنکھیں خواب سجا کر جاگتی راتوں کا جشن مناتی رہیں۔
شائلہ نے طرح طرح کے پروگرام بنائے تھے۔
راحیلہ ابو کے ساتھ گھومنے پھرنے کا پروگرام بنائی تھی
اور نائلہ نے سوچ رکھا تھا کہ وہ ابو کے ساتھ خوب
شاپنگ کرے گی۔
تینوں نے اپنے لئے رنگ برنگی فراکیں سلوائیں
اور ہر پور تیار کر لی تھی اور امی نے بھی گھر کی
خوب صفائی سہرائی کر لی تھی۔
وقت دھیرے دھیرے گزر رہا تھا۔
لان میں لگے پودوں پر کوئیں چٹکانا شروع ہوئی
تھیں۔ شگوفے کھلنے لگے اور کلیاں مہکتے کیلئے
بے تاب تھیں۔ پھول مسکرانے لگے تھے۔
گھر بھر میں خوشیاں ہی خوشیاں تھیں۔
شائلہ، راحیلہ اور نائلہ ٹی وی لاؤنج میں بیٹھیں
پروگرام دیکھ رہی تھیں کہ اچانک ایک بریلیک



..... سیالکوٹ۔
کی پابند بنایا۔ پتہ..... ملتان۔

نام..... مارخ سعید۔ تاریخ پیدائش..... 18-10-2004
(سالگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل..... پھول کو پڑھنا، لکھنا اور
پڑھانا۔ ارادے..... ٹیچر بننا، آرٹسٹ بننا۔ تبدیلی..... اردو
اچھی کی (کاش آپ خود بھی اچھی ہو جائیں)۔ پتہ..... لاہور

نام..... لیس فادوق۔ تاریخ پیدائش..... 10-10-2002
(سالگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل..... شعر کہنا، بیڈ مینن کھیلنا
۔ ارادے..... آرٹ میں چاندی کی حفاظت کے لئے (وہاں
سب اسی لیے جاتے ہیں)۔ تبدیلی..... مثبت۔ پتہ..... لاہور۔

نام..... شہرہ خان۔ تاریخ پیدائش..... 2-10-2007
(سالگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل..... لوگوں کی مدد کرنا
۔ ارادے..... ڈاکٹر بننا۔ تبدیلی..... بڑوں کی عزت کرو (خود
کروہم تو کرتے ہی ہیں)۔ پتہ..... دولتانہ، لٹن۔

نام..... ذوالقرنین۔ تاریخ پیدائش..... 5-10-2007
(سالگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل..... کھیلنا۔ ارادے..... فوجی
بننا اور شہید ہونا۔ تبدیلی..... نمازی بنانا (میں بھی دعاؤں
میں یاد رکھا کریں)۔ پتہ..... گوجرانوالہ۔

نام..... ارتاج کلیل۔ تاریخ پیدائش..... 31-10-2006
(سالگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل..... شراپتس کرنا (شرارتی)۔ ارادے
..... وطن کی ترقی میں اپنا کردار ادا کرنا۔ تبدیلی..... علم میں اضافہ
ہوا۔ پتہ..... باغ آزاد کشمیر۔

نام..... انیلہ قریشی۔ تاریخ پیدائش..... 10-10-2003
(سالگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل..... کتابیں پڑھنا۔ ارادے
..... حافظہ قرآن بننا (اللہ کا مہیاب کرے)۔ تبدیلی.....
مطالعہ کرنا، اردو اچھی ہوئی۔ پتہ..... لٹن ضلع دہاڑی۔

نام..... حمزہ اختر۔ تاریخ پیدائش..... 11-10-2001
(سالگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل..... موبائل کے بارے میں
معلومات۔ ارادے..... سوفٹ ویئر انجینئر بننا۔ تبدیلی.....
بالوں کا شگل فٹم کروایا (اچھا کیا ٹیڈ کروائی)۔ پتہ.....
پرو ضلع سیالکوٹ۔

نام..... محمد اشفاق احمد۔ تاریخ پیدائش..... 12-10-1999
(سالگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل..... ناول اور رسالے پڑھنا
۔ ارادے..... بنکار کے بعد حکمران (اور اس کے بعد بے
کار)۔ تبدیلی..... وقت کا پابند بنایا۔ پتہ..... عید گاہ روڈ۔

نام..... اریب احمد۔ تاریخ پیدائش..... 16-10-2004
(سالگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل..... کرکٹ کھیلنا۔ ارادے
..... استاد بننا۔ تبدیلی..... میں اب جھوٹ نہیں بولتا (چل
جھوٹے)۔ پتہ..... گلگت منڈی۔

نام..... حمزہ سلیم۔ تاریخ پیدائش..... 4-10-2004
(سالگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل..... ٹی وی دیکھنا اور پھول
پڑھنا (پہلے ٹی وی دیکھ لیں یا پھر پھول پڑھ لیں)۔ ارادے
..... ڈاکٹر بننا۔ تبدیلی..... بہت ساری۔ پتہ..... شیخوپورہ۔

نام..... حمزہ احسان۔ تاریخ پیدائش..... 24-10-1996
(سالگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل..... سوچنا۔ ارادے..... ایم
اے میں ایڈمیشن لینا (سوچتی رہیں)۔ تبدیلی..... مثبت۔ پتہ.....
سرگودھا۔

نام..... محمد طلال چچی۔ تاریخ پیدائش..... 25-10-2001
(سالگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل..... مطالعہ کتب۔ ارادے.....
ڈاکٹر بننا۔ تبدیلی..... معلومات میں اضافہ ہوا (ہماری
معلومات میں بھی اضافہ کریں)۔ یہ چچی کیا ہے؟۔ پتہ.....



نام..... علی حیدر محمد ارشد۔ تاریخ پیدائش..... 21-10-2003
(سالگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل..... کرکٹ کھیلنا۔ ارادے.....
پڑھنے لکھنے کے بعد بڑا افسر بننا ہے۔ تبدیلی..... بہت ساری
میں بیان نہیں کر سکتا (کچھ تو بتائیں نا)۔ پتہ..... بدو ملہی۔

نام..... عبداللہ ارشد۔ تاریخ پیدائش..... 5-10-2005
(سالگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل..... کھیل کود،
پڑھنا۔ ارادے..... ڈاکٹر بننا چاہتا ہوں۔ تبدیلی.....
آزادی کی نئی روح پھونکی (زیادہ ہی نہ آزاد ہو جانا)۔ پتہ.....
نارووال۔

نام..... سید حسن علی بخاری۔ تاریخ پیدائش..... 9-10-1999
(سالگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل..... نعت خوانی اور اچھی کتابوں کا
مطالعہ۔ ارادے..... عالم بن کر ملک و قوم کی خدمت کرنا
۔ تبدیلی..... ایڈیٹر صاحب (محمد شعیب مرزا) کے ساتھ کام
کرنے کا شوق پیدا ہوا (بڑی پراسرار تبدیلی ہے)۔ پتہ.....
مٹھن کوٹ۔

نام..... خدیجہ جودت۔ تاریخ پیدائش..... 21-10-2004
(سالگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل..... کتابیں پڑھنا۔ ارادے.....



سید چانی، یوم دو خان یا کستان کے موقع پر پاک فوج کے زیر اہتمام منعقدہ تقریب میں مہمان خصوصی، منجمر خرم شہزاد اور منجمر احسان اللہ خان تقریری اور گونز کے مقابلوں کے پوزیشن ہولڈرز، طلباء، طالبات میں ٹرافیوں تقسیم کر رہے ہیں۔

یوم دفاع پاکستان کے حوالے سے تہ پانی میں تقریب

یوم دفاع پاکستان کے موقع پر پاک فوج کے زیر اہتمام مقامی یونٹ میں ایک پروقار تقریب کا انعقاد کیا گیا جس کے مہمان خصوصی پاک فوج کے آفیسر میجر خرم شہزاد تھے، تقریب میں نظامت کے فرائض خواجہ دار سکندر رحیات نے سرانجام دیئے، تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے حافظ گلزار احمد نے کیا جبکہ طالبہ حور فاطمہ نے بخیر و سربور و نوین عقیدتوں کے پھولوں کو چھاد دیا، تقریب میں منتظم تقریب میجر احسان اللہ خان اسسٹنٹ انسپکشن آفیسر، ہیڈ کوارٹر کوئٹہ انسپکشن عالم چودھری جنرل سیکرٹری بریس کلب سیدہ حاجی فاطمہ فاروق بیگم اور جوان صحافی آصف ملک، عتیق احمد ملک، پرنسپل براءت شازد انشٹیٹیوٹ آف ماڈرن ہیک سٹڈیز ساؤتھ رادر عبداللہ المنان، انچارج گورنمنٹ بوائز برائمری سکول ساؤتھ ماسٹر طارق عظیم، پرنسپل عیاد رمل، ماڈل سکول کڑائی محمد ضمیر مغل، علامہ حافظ مشیر بشیر سیفی، حافظ عرفان خلیل، محمد حرزاق حاجی شوکت زمان حاجی محمد بشیر ملک، ماسٹر محمد یونس، ماسٹر چودھری کے علاوہ پاک فوج کے جوانوں و دیگر معززین علاقہ براءت شازد انشٹیٹیوٹ آف ماڈرن ہیک سٹڈیز ساؤتھ گورنمنٹ بوائز برائمری سکول ساؤتھ عیاد رمل، ماڈل سکول کڑائی کے اساتذہ طلبہ و طالبات نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ اس موقع پر طلبہ و طالبات نے فی نغمے اور ٹیلو پش کر کے تقریب کی رونق کو دو بالا کیا۔ طلبہ و طالبات کے درمیان تقریری اور کوئٹز کے انتہائی دلچسپ مقابلے ہوئے، ججز کے نتائج کے مطابق تقریری مقابلہ میں براءت شازد انشٹیٹیوٹ آف ماڈرن ہیک سٹڈیز ساؤتھ کے طالب علم عزیز وحید نے پہلی، گورنمنٹ بوائز برائمری سکول ساؤتھ کے طالب علم عیوب نے دوسری، عیاد رمل، ماڈل سکول کڑائی کی طالبہ ایصہ خاتون نے تیسری پوزیشن حاصل کی، جبکہ کوئٹز مقابلہ میں گورنمنٹ بوائز برائمری سکول ساؤتھ کی عیم نے پہلی، عیاد رمل، ماڈل سکول کڑائی نے دوسری اور براءت شازد انشٹیٹیوٹ آف ماڈرن ہیک سٹڈیز ساؤتھ کی عیم نے تیسری پوزیشن حاصل کی، مہمان خصوصی میجر خرم شہزاد اور منتظم تقریب میجر احسان اللہ خان نے مقابلوں میں پوزیشن ہولڈر طلبہ و طالبات کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے ان میں مزید اور درافیاں تقسیم کیں، جبکہ پاک فوج کے جوانوں کے ایک دستہ نے بھی تقریب میں اپنے فن کا مظاہرہ کیا، جس سے طلبہ و طالبات اور دیگر تقریب میں شریک افراد بہت متاثر ہوئے اور پاک فوج کے جوانوں کو زبردست اعزاز میں داد دیتے رہے۔



کمرائیں ڈاکٹر صوفیہ عمر کے پانچ بچوں کی نمائش کا افتتاح گیزیکٹو انڈسٹریل کمیشن (ر) اعظم خان کرے ہیں ان کے ساتھ تقویت نصیحت جنرل پولیس ایلیا بلینڈ، سٹارٹ کونفرج کلچرل سرگمشین، پیلا فخر، فیما رائیل گلین ڈاکٹر صوفیہ عمر صاحبہ پاشا اور دیگر موجود ہیں۔

الحرام میں ڈاکٹر صوفیہ عمر کے فن پاروں کی نمائش

لاہور آئیں کوسل احمد اکیٹین (ر) عطا محمد خان نے نمائش کا افتتاح کیا ان کے ساتھ قہقہہ لعلیت جنرل یو ایس ایڈ
لیڈ بیفہ ڈائریکٹر فریج کلر سنٹر شیخین پبلک انفیرم افسر مائیکل کمین اور ڈاکٹر صوفی عمر موجود تھیں۔ ایگزیکٹو
ڈائریکٹر لاہور آئیں کوسل احمد اکیٹین (ر) عطا محمد خان نے ڈاکٹر صوفی عمر کا کام دیکھا اور اپنے تاثرات دیتے
ہوئے کہا کہ صوفی عمر کا کام جو انہوں نے صوفی از پ کیا ہے نہایت خوبصورت ہے اس کے علاوہ اپنے یورپ
کے سفر کو جس طرح انہوں نے اپنے فن پاروں کی شکل میں ہمارے سامنے پیش ہے وہ بھی قابل تعریف ہے
ان کے کام میں وسعت ہے۔



برطانیہ میں مقیم ادیب مقصود شیخ تین عالمی ایوارڈز ملنے پر اپنے اعزاز میں منعقدہ تقریب میں احباب کے ہمراہ



نیلمانا ہیدروائی کی کتاب "ایک حقیقت چہرہ افسانے" کی تقریب رومنائی کے موقع پر امانت علی جوہان، سہیلی اعوان، نوشی گیلانی۔ عاظمیٰ احمد، مقصود چغتائی اور میزبان ممتاز راشد لاہوری کی نیلمادروائی کو گلہ دستہ پیش کر رہے ہیں۔



اقدامی ادبیات پاکستان کے زیر اہتمام ٹیٹو فر اقبال کے اعزازی میں منعقدہ تقریب چیئر مین اکادمی محمد قاسم گھیلو ٹیٹو فر اقبال اور کشورناہید علیج پر تشريف فرما ہیں۔



ہمدرد و نہال اسبغلی کے خصوصی اجلاس منعقد ہو رہا تھا جس میں محمد عامر صدیق، پیر احسان الحق، محمد طارق اور سید علی بخاری انعام حاصل کرنے والے بچوں کے ہمراہ

”آؤ سب امن سے رہیں“ ہمدردی و نہال اسمبلی کا اجلاس

”امن“ تین حروف کا ایک بہایت چھوٹا سلفظ ہے لیکن اس کے معنی اور مفہوم دونوں نہایت وسیع ہیں۔ اس لفظ کی وسعت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ دریائیں جتنے بھی مذاہب آئے ان کا محور خالق کا نکات کی عبادت کے ساتھ اس کا قیام اور احترام انسانیت ہے۔ ان سیالات کا اظہار گزشتہ دنوں گورنمنٹ جناب چیلک لائبریری ساہیوال میں ”آؤ سب امن سے رہیں“ کے موضوع پر صدر ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان محترم مسعد سعید راشد نے ایک خصوصی پیغام میں کیا، جسے سید علی بخاری نے پیش کیا۔ شہید پاکستان حکیم محمد سعید نے فرمایا تھا ”امن کا نام ہوتا انسان کے ضمیر کی سیاق کا عنوان ہے“ بزم کی صدر ایڈیٹر صدر محمد جبر آف کمرس اینڈ انٹرنیٹ ساہیوال محترم محمد عامر صدیقی نے کی اور بہمان خصوصی کی حیثیت سے چیئر مین پارکس اینڈ ہارٹر اٹھارہ ساہیوال محترم میر احسان الحق اور یس صاحب شریک ہوئے اس خوبصورت بزم میں ساہیوال کی مشہور علمی شخصیت جناب پروفیسر ارشد رحمت فرسٹی کی بھی خصوصی طور پر شریک ہوئے علاوہ اس کے پاکستان ایسوسی ایشن فار ایسٹرن میڈیٹرن کے صدر میاں محمد حفیظ احمد و دیگر عہدیداران بھی موجود تھے۔ اس سے قبل چیف لائبریریئرین گورنمنٹ جناب چیلک لائبریری ساہیوال جناب محمد طارق نے لاہور سے آئے ہوئے مندوبین کو خوش آمدید کہا تقریب کی نظامت کے فرائض دی بیج گرائمری سکول ازمیر ٹاؤن لاہور سے نوید ایاز نے نبھائے جبکہ نوہال مقررین میں دارالقلم سکول سہڑہ زار لاہور سے محمد حفیظ نیک ایجنٹر سکول کشن راوی لاہور سے دعا منصور واپڈا گزٹو ہائی سکول شالیمار ٹاؤن لاہور سے ملائیکہ صابر گورنمنٹ سینٹرل ہاڈل سکول لوڈیال لاہور سے ملک محمد عادل علی کڈنٹ سکول ساہیوال سے محمد وائس جبکہ جوہر ایجوکیشن سسٹم منٹ عمر لاہور سے علویہ علی خان شامل تھے۔ بزم کا باقاعدہ آغاز حسب روایت تلاوت کلام مجید رفان حمید سے ہوا جس کی سعادت طارق بن زیاد سکول اینڈ کالج ساہیوال کے نوہال محمد شعیب نے حاصل کی جبکہ نعت رسول مقبول ﷺ کی سعادت برگما سکول پاکپتن چوک ساہیوال کے نوہال میاں محمد عمر نے حاصل کی علی نقی کڈنٹ سکول ساہیوال کے نوہال عائشہ وکیل نے پیش کیا خاکہ نیلوال اینڈ سکول کشن فرید کپس ساہیوال کے طلبہ نے ایک دلکش انداز میں پیش کیا جبکہ بزم کا اختتام دعا نے سعید پڑھا جبکہ حسب روایت نوہالان میں تحائف و انعامات و شیلڈز بھی تقسیم کی گئیں۔ تو اس موقع کے بعد ساہیوال کے قریب آ جاؤ قدیم راہ ہرنی میوزیم کا مٹا لعلی دورہ کر لیا گیا۔



لاہور پریس کلب لٹری کیٹی ولٹری ایفٹ کمیٹی کے زیر اہتمام بین الاقوامی شاعر متعدد کتب کے مصنف اور مجلس فروغ اردو اب دو حق قمر کے تاحیات صدر پروفیسر قناش سید کے اعزاز میں "ایک شام" کے موقع پر صدر شہباز ازمیاں نائب صدر ذراہ کوٹی سکریٹری عبد المجید ساجد سہیل پاشا اقبال بخاری اور شہباز چوہدری پھول چین کر رہے ہیں۔

بریس کلب میں صدر فروغ اردو ادب فرمائش سید کے اعزاز میں تقریب

لاہور پر بس کلب لائبریری کمیٹی ولرییری ایونٹ کمیٹی کے زیر اہتمام کلب لائبریری میں دو قطر میں مقیم پاکستانی نژاد شاعر سائل صدر فروغ اردو ادب دو قطر فرمائش سید کے اعزاز میں ایک شام منعقد کی گئی۔ جس میں صدر لاہور پر بس کلب محمد شہباز میاں نائب صدر ابد گوئی سیکرٹری عبد المجید ساجد صدر پی بی جے (دستور) حامد ریاض ڈوگر، قابل بھگت، قابل بخاری سبیل پاشا، میاں احمد کارمن نذیر شہباز چودھری سمیت دیگر سینئر صحافیوں نے تقریب میں شرکت کی۔ نظامت کے فرائض شہباز چودھری نے انجام دیے۔ مقررین نے خطاب کرتے ہوئے مہمان خصوصی کی شخصیت اور ان کے فن کے بارے میں گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ اردو ادب کیلئے فرمائش سید کی بین الاقوامی خدمات کو سراہتے ہوئے اور آئندہ دونوں میں بھی کام لیا جائے گا۔ ادبی تقریبات میں شرکت کے خواہاں ہیں۔ پروگرام کے اختتام پر صدر محمد شہباز میاں نائب صدر ابد گوئی سیکرٹری عبد المجید ساجد نے پر بس کلب کی جانب سے مہمان خصوصی کو گلستہ پیش کیا۔



انتقال پر ملائی

ایم مجاہد کے والد کا انتقال

کراچی کے مشہور میچک ماسٹر اور ماہنامہ ”گولو“ کے چیف ایڈیٹر ایم عابد کے والد محمد جہان داد خان 18 ستمبر 2017ء کو 85 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ وہ کچھ عرصے سے علیل تھے۔ ایڈیٹر ”پھول“ و صدر پاکستان چلڈرن میگزین سوسائٹی محمد شعیب مرزا ”برگ“ بلوچستان کے چیئر مین شیخ فرید اور دیگر نے اٹلھار تعزیت کرتے ہوئے مرحوم کی مغفرت اور جنت میں بلند درجات کی دعا کی ہے۔ تمام قارئین سے گزارش ہے مرحوم کے ایصالِ ثواب کے لئے فاتحہ اور دعائے مغفرت فرمائیں۔



4 معصوم بچوں کی بری

21 اگست 2012ء کو ایک حادثے میں وفات پانے والے معصوم بچوں حسین شاہ، شکیل شاہ، عائشہ شاہ اور ان کے بھائی مشال شاہ کی برسی منائی گئی۔ بچوں کے والد طارق شاہ اور والدہ یہ صدمہ ابھی تک نہیں بھلا پائے۔ بچوں کی معصومانہ باتیں اور شہر تیش انہیں اب بھی یاد آتی ہیں۔ وہ اپنے بچوں کی سالگرہ اور برسی اب بھی مناتے ہیں۔ تقریب منعقد کرتے ہیں۔ قرآن خوانی اور صدقہ خیرات کرتے ہیں۔ اخبارات و جرائد میں اس حوالے سے کئی فیچر شائع ہو چکے ہیں۔ طارق شاہ کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام والدین کو اولاد کے دکھ سے محفوظ رکھے اور ان کے بچوں کو سلامت رکھے کیونکہ والدین کے لئے اولاد کا دکھ ناقابل برداشت ہوتا ہے۔

مسکرا ہٹیں

اساتذہ (شاکر ہے): پچاس میں سے کتنے نکالے
پچاس کے تو باقی پانچ بھیجیں گے؟
شاکر: جنتاب..... مفر (محمد صیام، نیالکوٹ)
آدی: ابوی، میری دور کی نظر گزرو ہو گئی ہے مجھ کو عینک
آدی: وہ سامنے آسان پر کیا ہے؟
آدی: سورج
آدی: تو اس سے آگے کیا فرشتے دیکھنے کا ارادہ ہے؟؟
(ملک محمد طلحہ محمود، مخدوم پور پھوڑاں)
اساتذہ روتا ہوا امی کے پاس پہنچا اور کہا: ”امی! عدنان
نے مجھے دوسرا، پانچواں اور ساتواں بھڑ مارا۔“
امی نے حیران ہو کر پوچھا: ”اور یہ بچہ کون ہے؟“
اساتذہ: ”وہ تو میں نے عدنان کو لگائے تھے۔“
(باد صبا، خوشاب)

کئی بکتر نے اسے اوپر بھیج دیا۔
لڑکا بھاگ کر نیچے واپس آیا اور بولا:
مروائے گا کیا..... اوپر تو ڈرائیوری نہیں ہے۔
(رودہ مجاہد..... مانسہرہ)
کچھ آدی اور ملازم
ایک کچھ آدی کو اپنے ملازم کی وجہ سے بہت منافع ہوا۔
اس نے ملازم کو پانچ سو روپے کا چیک بطور انعام دیا اور
کہا:
”دیکھو! اگر اگلے سال بھی اس طرح منافع ہوا تو
میں اس چیک پر دستخط کروں گا۔“
جلیبیاں یا آلو
ایک شخص جلیبیاں بیچ رہا تھا اور آواز لگا رہا
تھا
”آلو لے لو..... آلو لے لو.....“
پاس سے گزرتے ہوئے ایک
آدی نے کہا: جنتاب یہ تو
جلیبیاں ہیں۔
پہلا شخص: چپ ہو جاؤ، ورنہ
کھیاں آ جائیں گی.....
پانی ابال کر دیں
ڈاکٹر:- بچے کو پانی دینے
سے پہلے ابال لیا کریں۔
عورت: وہ تو نمک ہے ڈاکٹر
صاحب۔
لیکن ابالنے سے بچہ مرنے نہیں جائے
گا۔

سستی کال

ایک آدی بی بی او گیا۔
اپنا موبائل نکالا، کال کی اور باہر آ گیا۔
بی بی او والا: جب کال موبائل سے ہی کرنی تھی تو بی
بی او آنے کی کیا ضرورت تھی؟
آدی: میرے دوست نے کہا تھا۔
بی بی او سے کال سستی پڑے گی۔
☆☆☆

ہلکے کو دو ٹوک جواب
ایک دلف ہلکے نظر کر رہا تھا۔ ہر طرف سناٹا طاری تھا۔
ہلکے نے ڈیک پر زوردار مکارا مارا اور دھاڑ کر بولا۔
میری ڈکٹری میں ”ناممکن“ کا لفظ نہیں ہے۔
ایک ہتھیلی سپاہی اٹھ کر بولا: تو بھائی صاحب ڈکٹری
دیکھ کر خریدنی تھی.....! (صارم عباس، منور حسین، جہلم)
سزا
کلاس میں لڑکوں کی شرارتوں سے تنگ آ کر استاد نے
انہیں سیدھا لٹ کر سائیکل کی طرح ٹانگیں چلانے کے
لئے کہا۔
ایک لڑکا تھوڑی دیر بعد رک گیا۔
استاد نے ڈانٹ کر کہا: تم کیوں رک گئے ہو؟
لڑکا: سر میری چٹین اتر گئی ہے۔ (محمد عدیل، چنیوٹ)
انوکھی ڈیل
ایک عورت دو پندرہ گوانے لٹی۔
دکاندار: باجی اس کو کیا رنگ کروانا ہے؟
عورت: اس کو ایسا رنگ کرنا کہ جو نہ پیلا ہو، نہ سفید، نہ
کالا، نہ گلابی، نہ پیلا، نہ آسانی، نہ جاشی، نہ ہرا اور نہ مالٹا
اور ہاں کب لینے آؤں۔
دکاندار: باجی آپ تب آنا جب نہ ہفتہ ہو، نہ اتوار، نہ جمعہ،
نہ منگل، نہ بدھ، نہ جمعرات، نہ جمعہ ہو اور ہاں یاد سے
لے جانا۔
(ریشم اعظم، ہفتی آزاد کشمیر)

سرور کی گولی

ایک آدی: درخت سے اٹھ لٹکا ہوا تھا کسی نے پوچھا کیا
ہوا؟؟؟
آدی: یار! سرور کی گولی کھائی ہے کہیں پیٹ میں نہ چلی
جائے۔
ڈبل ڈیکر
ایک لڑکا لندن میں ڈبل شوری بس میں بیٹھا۔

پھول



جلدی سے تصویر بنالیں پھر ہم نے دعا بھی کرنی ہے: عیدہ مریم، مہد حسن، احمد حسن، بھکر

ہم بہن بھائی مل کر پاکستان سنواریں گے: سہار سجاد، شاہان سجاد، حماد سجاد، شکیاری



ٹوڈ ہو تو خوش رہتا ہوں محمد ابراہیم، لاہور



میں بڑا یا آلو؟ اب تمام ساجد۔ جزائوالہ



گھر کا راستہ تو یاد ہے لیکن اپنا نام اور پتہ بھول گئے ہیں



تصویر ذرا مدھم آتی ہے رانا شاہ زیب، خیر پور سادات



کوئی فریج سے کوئی چیز لینے کی کوشش نہ کرے ورنہ..... رانا محمد طلحہ، خانپوال



شادی پر نہیں جا رہی۔ عید کا سوٹ ہے۔ فضاء عامر۔ لاہور



آپنی اگر نے لگوں تو مجھے پکڑ لینا: طلحہ عظیم، طوبی عظیم، لاہور



اچھی تصویر کے لئے یہ انداز اپنایا ہے: نور فاطمہ، لاہور



اچھی تصویر ہے نا؟ ایمان فاطمہ، لاہور



نہایت بڑے انداز پر



پنکھا بند کر دیں مجھے سردی لگ رہی ہے: حرم شہباز، لاہور



یہ ہے میری نئی بیوی بانیک: رانا محمد و ہاج خالد، لاہور



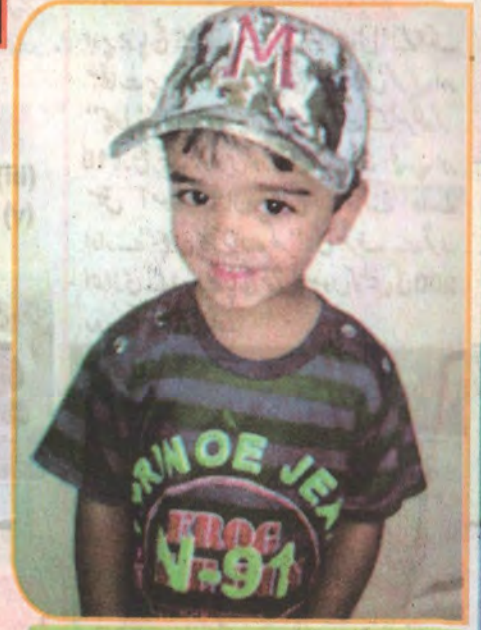
کیا بات ہے؟ قرۃ العین شہزاد



مجھے یہاں سے نکالو: محمد احمد، لاہور



جس نے مدینہ جانا کر لو تیاریاں مطیع الرحمن نہیں.....؟



مسکراتا بھی ہوں شرماتا بھی ہوں: اذان علی، لاہور



پھول

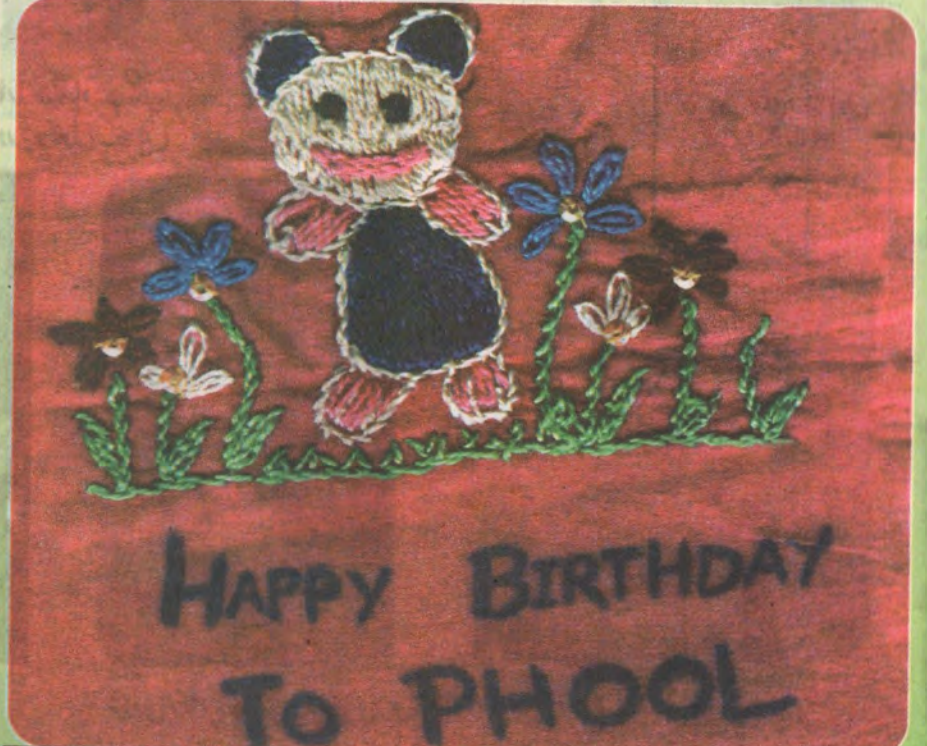
پاکستان ہے۔ اس کی قیمت -200 روپے ہے۔
ان کی ایک نہایت اہم اور مفید کتاب "آئیں ادیب
ہیں۔ بچوں کے رسائل کی ڈائریکٹری" ہے۔ یہ نئے
لکھنے والوں کے لئے رہنما کتاب ہے۔ اس میں محمد
شعیب مرزا نے اپنی تقریباً بیس سالہ ادارت اور طویل
سہولت کے تجربات کا نچوڑ پیش کر دیا ہے۔ اس میں تمام
تفصیل موجود ہے کہ نئے ادیبوں کی کہانیاں کن
وجوہات کی بنا پر مسترد ہو کر ناقابل اشاعت قرار پائی
ہیں۔ اگر ادیب ان چھوٹی چھوٹی باتوں کو پیش نظر رکھیں تو
وہ بھی مستقبل کے بڑے ادیب بن سکتے ہیں۔ اس کے
ساتھ ہی پاکستان میں بچوں کے لئے شائع ہونے والے
تمام رسائل کے نام، پتے، فون، ای میل اور ایڈریز کے
نام بھی ڈائریکٹری کی صورت میں شامل کر دیئے گئے
ہیں۔ اس طرح ادیبوں کو اپنی تحریروں کی اشاعت کے
لئے رسائل کے انتخاب اور رابطے میں آسانی ہوگئی ہے۔
اس مفید کتاب کی قیمت صرف -150 روپے رہی ہے
ہے۔ یہ تینوں کتابیں اکادمی ادبیات اطفال نے فائن
پبلیکیشنز کے اشتراک سے شائع کی ہیں جو اکادمی کے
دفتر کمرہ نمبر 16، دوسری منزل، ڈیوس ہاؤس 38 ڈیوس
روڈ لاہور سے منگوائی جاسکتی ہیں۔ اس کے علاوہ یہ
کتابیں اردو بازار کے تمام پبلیشرز کے پاس بھی
دستیاب ہیں۔
محمد شعیب مرزا کی یہ کتابیں بچوں کے علاوہ بڑوں کے
لئے بھی دلچسپی کی حامل ہیں۔ امید ہے وہ مزید ایسی
کتابیں لکھ کر قارئین کی ضرورت پوری کریں گے۔
☆☆☆

سلام

| | | | | | | | | | | | | | |
|----------------------|----------------------|-----------------------|--------------------|----------------------|--------------------|-------------------|--------------------|-------------------|------------------|-----------------------|------------------|---------------|-------------------|
| کرب و بلا کی رات تھی | عزم و عمل کی بات تھی | شیر تھا میدان میں تھی | ظالموں کی گھات تھی | پیاس تھی عروج پر تھی | تیروں کی بہتات تھی | لاشے سیدوں کے تھے | انگوں کی بارات تھی | سجدے میں امام تھے | دم بخود حیات تھی | دین مصطفیٰ کی لاج تھی | سیدوں کے بات تھی | جیت ان کی تھی | ظالموں کی مات تھی |
|----------------------|----------------------|-----------------------|--------------------|----------------------|--------------------|-------------------|--------------------|-------------------|------------------|-----------------------|------------------|---------------|-------------------|

محمد شعیب مرزا

☆☆☆



"پھول" کی سالگرہ پر امیر ذکاہ (قلمیادار نگہ) نے کپڑے پر کڑھائی کر کے یہ خوبصورت کارڈ بنا کر بھیجا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وہ دعا جو کبھی روئیں ہوتی

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَنكَ إِنِّي كُنْتُ
مِنَ الْغَالِبِينَ ﴿۱۸۷﴾ (النبا: ۸۷)

ترجمہ:-

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:
مچھلی والے (حضرت یونس علیہ السلام) نے مچھلی کے پیٹ
میں یہ دعا کی تھی:
"تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے، یقیناً میں ہی ظالم
ہوں۔"



- 1- وہ صحابہ جن کو آپ ﷺ نے جنت کی بشارت دی
انہیں کیا کہتے ہیں؟
- 2- انجیل کس زبان میں نازل ہوئی؟
- 3- دنیا کی پہلی سرجن خاتون کا نام بتائیے؟
- 4- شہد کی مکھی کا چھتہ کس چیز کا بنا ہوتا ہے؟
- 5- کس پرچم پر دنیا کا نقشہ بنا ہوا ہے؟

دارالسلام کوئٹہ کے جوابات ماہنامہ "پھول" کے ایڈیٹر سید پریمہاں کریں

مجموعیات بھیجے والے پانچ (5) خوش قسمتیوں کو دارالسلام کی

طرف سے بذریعہ قریباً 1000 روپے کی کتب انعام میں دی جائیں گی۔

پہلا انعام: 400 روپے کی کتب دوسرا انعام: 250 روپے کی کتب

تیسرا انعام: 150 روپے کی کتب دواغریزی انعام: 100, 100 روپے کی کتب

بچوں، بڑوں کے لیے اسلامی و تاریخی کتب کی اشاعت کا عالمی ادارہ



36- کوئٹہ، لاہور، غزنی سڑک اردو بازار لاہور

مہ جبین ملک

ایک گاؤں میں ایک لڑکا رہتا تھا۔ اس کا نام فیاض تھا اور
اس کے چھوٹے بھائی کا نام نیاز۔ اس کی عمر بمشکل نو برس
ہوئی ہوگی کہ والدہ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ ان کا والد رحیم
بخش گاؤں میں چوکیدار تھا۔ رات کو لالٹین اور لاٹھی اٹھا
کر گاؤں کی گلیوں میں گشت کرتا۔ جاگتے رہتا بھائیو،
جاگتے رہنا بھائیو کی صدائیں لگتا۔
وہ بہت نیک انسان تھا۔ سچا اور نیک مسلمان۔ اللہ اور اللہ
کے رسول ﷺ سے محبت کا یہ عالم تھا کہ اس نے غربت

ارادہ پختہ ہوتا۔

ایک لڑکا

کے باوجود فیاض کو قرآن پاک حفظ کرانے کا فیصلہ کیا
۔ یہی فیاض دن بھر مدرسہ میں دینی تعلیم حاصل کرتا۔
مغرب کے وقت گاؤں والوں کے کھاتے پیٹے گھر انوں
میں سر پر ٹوکرا اٹھا کر وظیفہ کی روٹی اور سالن لینے جاتا۔
اس گاؤں کے کچھ لوگ اپنے فوت ہو جانے والے رشتہ

باسی روٹیاں پانی میں ڈبو کر تازہ کر لیتے اور کھا کر اللہ تعالیٰ
کا شکر ادا کرتے۔ رحیم بخش نہایت ہی شفیق باپ تھا اس
نے اپنے بچوں کو کبھی ماں کی کمی محسوس نہ ہونے دی۔
فیاض ذہین ہونے کے ساتھ ساتھ سمجھدار اور فرمانبردار
بچہ تھا۔ اس نے دینی تعلیم کے ساتھ دنیاوی تعلیم بھی
جاری رکھی اور ٹیڈل کے امتحان میں ملتان بورڈ میں اول
پوزیشن حاصل کی۔ وظیفہ کی رقم سے میٹرک کیا۔ میٹرک
میں بھی اپنی پوزیشن برقرار رکھی۔ دن مہینے سال گذرتے
گئے فیاض نے محنت جاری رکھی۔ بی اے کے امتحان میں
نمایاں پوزیشن حاصل کرنے کے بعد اس نے بچوں کو
پڑھانا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھ مقابلے کے امتحان
یعنی (سی ایس ایس) کی تیاری شروع کر دی۔ فیاض
کے خواب جو اس نے کبھی جاگتی آنکھوں سے دیکھے تھے
اب پورے ہونے والے تھے۔ وہ بچپن ہی سے ہونہار
اور بلا کا ذہین طالب علم تھا۔ جب بچے کھیل رہے ہوتے



تھے تو اس کے دل میں بھی اپنے بھائیوں کے ساتھ کھیلنے
کی خواہش جنم لیتی مگر گاؤں کے بچے اسے اپنے ساتھ نہ
کھلاتے وہ اسے صرف وظیفہ والا کہہ کر اس کی عزت نفس کو
بمروج کرتے۔ یہ نظریہ فقرے سن کر اداس ہو جاتا۔ گھر آ
کر اپنی والدہ کا دودھ ٹرک سے نکال کر سینے سے لگا کر
خوب روتا۔ دو بچے سے لپٹ کر ایسے روتا جیسے والدہ سے
لپٹ کر رو رہا ہو۔ ہر بار عہد کرتا "میں پڑھ لکھ کر بہت بڑا
آدمی بنوں گا یہ سارے بچے جو آج مجھ سے نفرت کرتے
ہیں ایک دن مجھے حسرت سے دیکھیں گے وہ خود مجھ سے
دوستی کرنا چاہیں گے۔ دیکھنا میں ایک دن بہت بڑا آدمی
بنوں گا۔ پھر کوئی مجھے وظیفہ والا نہیں کہے گا۔ بلکہ میں ایک
بہت بڑا انگریز چلاؤں گا جہاں سے گاؤں کے سب غریبوں
میں مفت اور تازہ کھانا تقسیم کیا جائیگا"۔ یہ کہتے ہی اس کی
کھکھی بندھ جاتی۔ سسکیاں لے لے کر روتا۔ ادھر قہر
میں لپٹی ہوئی اُنکی ماں کی روح بھی ٹوٹ جاتی۔ نیند کی
سنہری پری کا روپ دھار کر آ جاتی اور فیاض کو اپنی آنکھوں
میں لے کر سلا دیتی۔

بالآخر وہ دن آ گیا جب حافظ فیاض سی ایس ایس کے
امتحان میں امتیازی نمبر حاصل کر کے کامیاب ہو
گیا۔ حافظ فیاض کا والد چوکیدار رحیم بخش اور چھوٹا بھائی
نیاز خوشی سے ہواؤں میں اڑنے لگے۔ آج سارا گاؤں
خوشی سے جھوم رہا تھا۔ سب لوگ مبارکباد دینے کے لئے
چوکیدار رحیم بخش کے گھر جوق در جوق چلے آ رہے تھے۔
اگر محنت و لگن بچی ہو تو انسان منزل مقصود پر ایک نہ ایک
دن ضرور پہنچتا ہے۔

قدم چوٹے چل کے آئے گی منزل
سفر پر تو نکلے، قدم تو بڑھاؤ

☆☆☆



بجلی قومی دولت ہے

اسے احتیاط سے خرچ کریں

ضائع نہ کریں

پھول کتاب

ہم نے دو جلدوں کا آنائنسوری ہے

مدرسہ مرزا

نام کتاب: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بچپن اور لڑکپن

مصنف: مسرت کلانچوی

قیمت: 40 روپے۔ ناشر: نیشنل بک فاؤنڈیشن G-8/4 اسلام آباد۔ فون: 9261125

مسرت کلانچوی معروف شاعرہ، ڈرامہ نگار، افسانہ نگار اور ماہر تعلیم ہیں۔ ان دنوں ”پھول“ کے لئے مسلسل لکھ رہی ہیں۔ زیر نظر کتاب میں انہوں نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن اور لڑکپن کے حالات و واقعات کو عام فہم انداز میں

کہا ہے۔ صورت بیان کیا ہے۔ جن کے موضوعات ہیں۔ ہمارے انوکھی قربانی، مبارک فتح، یتیمی کا دکھ، چچا کا بیاز شام کا سفر جنگ، فرائض کا معاہدہ، صادق اور امین۔ یوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتدائی حیات مبارکہ سے آگاہی ہو جاتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے کئی پہلوؤں میں نشین ہو جاتے ہیں۔ نئی نسل کی تربیت کے لئے یہ کتاب بہت مفید ہے۔

نام کتاب: رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مسکراتی ہنس

مؤلف: حافظ عبدالغفور شیخوپوری

قیمت: درج نہیں۔ ناشر: مکتبہ اسلامیہ۔ ہادیہ حلیمہ سنٹر، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ فون: 37244973 ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ”تحقیق تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔“ زیر نظر کتاب سرکارِ دو عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے حوالے سے عمدہ کتاب ہے۔ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور خوش مزاجی کے بہت سے مستند واقعات درج ہیں۔ ہر واقعہ کی صحت کا خیال رکھا گیا ہے۔ آپ

صلی اللہ علیہ وسلم معلم اخلاق ہیں۔ بے شمار موقعوں پر آپ ﷺ نے درگزر اور دشمنوں کے مظالم کے جواب میں رحمت کا معاملہ فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم امہات المؤمنین اور صحابہ کرام سے مذاق بھی فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے تھے تو پوری کائنات مسکراتی تھی۔ کتاب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش مزاجی کے درجنوں واقعات شامل ہیں۔



نام کتاب: نوکنڈی (چاغی)

مصنف: حافظ عبدالباہر حسن زئی

قیمت: 200 روپے۔ ناشر: ولید پبلشرز۔ 394 بلاک G-4 ایم اے جوہر ٹاؤن لاہور۔ فون: 0321-4806800

نوکنڈی ضلع چاغی بلوچستان کا دور دراز علاقہ ہے جسے انہی دھماکے کی وجہ سے شہرت ملی۔ یہ علاقہ غیور اور بہادر قبائل کا مسکن ہے۔ جو اپنے پاکستانی ہونے پر فخر کرتے ہیں۔ باوجود اس کے کہ یہ علاقہ ترقی سے محروم ہے۔ یہاں کے لوگ امن اور بھائی چارے سے رہتے ہیں۔ مصنف نے اس علاقے کے بارے میں مفید معلومات فراہم کی ہیں اور علم و ادب و ثقافت کی عکاسی کی ہے۔ مصنف جذبہ حب الوطنی سے سرشار ہیں اور مثبت سرگرمیوں میں مصروف رہتے ہیں۔



نام کتاب: فاؤسٹ

مصنف: گوئے

قیمت: 600 روپے۔ ناشر: بک ہوم۔ بک سٹریٹ 46

مزگ روڈ لاہور۔ فون: 37231518 گوئے جرمن ادیب تھا لیکن اس کا شمار عالمی ادب کے چند قافلہ سالاروں میں ہوتا ہے۔ وہ شاعر، ناول نویس، فلسفی، ڈرامہ نگار تھا۔ اس کی دلچسپیاں بھی لامحدود تھیں۔ ادب کے علاوہ اس نے قانون، طب، علم کیمیا اور علم برق کی تعلیم بھی حاصل کی۔ وہ سیاست دان، تھیٹر ڈائریکٹر، نقاد اور سائنس دان بھی تھا۔ ان ہمہ جہت صفحات کی وجہ سے ممتاز مقام تک پہنچا۔ جرمن زبان میں اس کی کلیات ساٹھ جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ جرمن قوم نے اس کے قلم یازبان سے لکھا ہوا جملہ محفوظ کر لیا ہے۔ وہ 28 اگست 1749ء کو جرمنی میں پیدا ہوا اور آج پوری دنیا میں اس کی شہرت پھیل چکی ہے۔ یہ کتاب گوئے کی زندگی اور فن کا احاطہ کرتی ہے۔



نام کتاب: ایک حقیقت چند افسانے (حکیم میں بیس دن)

مصنف: نیلما ناہید درانی

قیمت: 130 روپے۔ ناشر: کلاسیک۔ چوک ریگن دی مال لاہور۔ فون: 37312977

نیلما ناہید درانی کو پاکستان کی پہلی اہم پولیس افسر ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ شاعری اور افسانہ نگاری میں بھی انہوں نے خوب نام کمایا ہے۔ اس کتاب میں ان کے آٹھ افسانے ہیں۔ ان کا پہلا افسانہ ”بختیم“ میں بیس دن“ جو کہ ان کی والدہ کی بیماری کے دوران ان کی تیمارداری اور یورپی معاشرے میں ٹوٹے رشتے بے بسی اور خود غرضی کی عکاسی کرتا ہے لیکن ایک بیٹی (نیلما ناہید درانی)



0321-4084824



خواجه فرخ حسین ہے۔

نام کتاب: رکے ہوئے آنسو

مرتب: ممتاز راشد لاہوری

قیمت: درج نہیں۔ ناشر: خیال فون پبلشرز 12 ٹیپ روڈ لاہور۔ فون: 0331-4387871

ممتاز راشد لاہوری معروف شاعر، ادیب، محقق، مزاح نگار اور منتظم ہیں۔ جس تسلسل سے وہ شاعری کرتے ہیں اس سے کہیں زیادہ تسلسل سے وہ تقریبات منعقد کرواتے ہیں۔ موجودہ دور میں دوسروں کی پندیرائی اور حوصلہ افزائی کرنا قابل تحسین ہے۔ ممتاز راشد یہ کام بڑی لگن، خلوص اور تسلسل سے کرتے ہیں۔ زیر نظر مجموعہ ان کی ملی جلی شاعری پر مشتمل ہے۔ جس میں حمد، نعت، قطعات، نظمیں، غزلیں اور مزاحیہ شاعری شامل ہے۔



آگن آگن پھول کھلانے والے تھے امیدوں کے دھپ کھلانے والے تھے ہم تو ان کے جیروکار ہیں راشد راہوں کو آسان بنانے والے تھے ایک مزاحیہ قطعہ وزن بڑھ جائیں جن کے جسوں کے مشکلوں میں وہ پھنستے رہتے ہیں قہقہے ان کے رک بھی جائیں تو دیر تک پیٹ پھٹتے رہتے ہیں

اس میں دس ادبیوں اور شاعروں کے انٹرویوز شامل ہیں۔ ان میں حکیم محمد سعید، سید نظر زیدی، مسعود احمد، برکاتی، اشتیاق احمد، ندیم انبالوی، احمد حاطب صدیقی، ڈاکٹر نہتہ اکرام، مرزا عاصی اختر، نجمہ یاسمین یوسف اور قانتہ راہہ شامل ہیں۔ ان ادبیوں کے انٹرویوز پڑھ کر آپ وہ راز جان سکیں گے جن کی وجہ سے وہ بڑے اور ہر دلعزیز ادیب بنے۔

نام کتاب: موت کا فرار (ناول)

مرتب: عرفان راے

قیمت: 350 روپے۔ ناشر: بچوں کا کتاب گھر F-21 ہادیہ حلیمہ سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ فون: 37361408

عرفان راے معروف ادیب ہیں۔ بچوں اور بڑوں کے لئے لکھتے ہیں ان کے کئی ناول شائع ہو چکے ہیں۔ ”موت کا فرار“ پر اسرار اور خوف ناک واقعات پر مشتمل ان کا ناول ہے جو حس سے بھرپور ہے۔ قاری یہ جاننے کے لئے بے چین رہتا ہے کہ اب کیا ہوگا۔ یہی اس ناول کی کامیابی اور مقبولیت کا راز ہے۔ ناول ازل سے جاری نیکی اور بدی کے درمیان ہونے والی جنگ کی عکاسی کرتا ہے۔ ناول پڑھیں اور دیکھیں کہ اس جنگ میں کون جیتا۔ دیئے گئے فون نمبر پر رابطہ کر کے ناول گھر بیٹھے بھی منگوا یا جانا جاسکتا ہے۔

نام کتاب: ملاقات

مرتب: عرفان راے

قیمت: 100 روپے۔ ناشر: ادبیات / ادارہ مطبوعات سلیمانی رحمن مارکیٹ، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ فون: 37361408

فرزانہ چیمہ خود بھی بچوں کی پسندیدہ لکھاری ہیں۔ ان کی کئی تحریریں اور کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ انہوں نے بچوں کو ان کے پسندیدہ ادبیوں سے گھر بیٹھے ملاقات کروانے کے لئے انٹرویوز پر مشتمل یہ کتاب لکھی ہے۔

کی اپنی والدہ سے محبت کی عظیم داستان بھی ہے۔ باقی افسانے بھی کسی نہ کسی سچے واقعے سے ماخوذ ہیں جو متاثر کن ہیں۔

نام کتاب: حصار جنوں

شاعر: رشید آفرین

قیمت: 500 روپے۔ ناشر: فدا جلی کیشنز اردو بازار لاہور۔ فون: 0300-6147077

آفرین ہے رشید آفرین پر کہ بڑی مستقل مزاجی سے شعر و ادب کی تخلیق و ترویج میں مصروف ہیں۔ آپ پاکستان رائٹرز گلڈ (سیالکوٹ) کے علاوہ کئی ادبی تنظیموں کے عہدیدار ہیں۔ 1972ء میں ان کا پہلا شعری مجموعہ ”وجہ آفرین“ شائع ہوا جس کا 1998ء میں دوسرا ایڈیشن بھی شائع ہوا۔ دوسرا مجموعہ ”دست ساحل“ 1995ء میں شائع ہوا اور 2015ء میں اس کا دوسرا ایڈیشن شائع ہوا۔ جو ان کی شاعری کی مقبولیت کا ثبوت ہے۔ ”دامن احسان“ 2006ء میں نعتیہ مجموعہ ”فرد و عالم“ 2013ء میں ”بزم یاراس“ 2016ء میں اور اب ”حصار جنوں“ 2017ء میں منظر عام پر آ گیا ہے۔ اس مجموعے میں حمدیں، نعتیں، سلام، منظومات، بہت سی غزلیں، نغمات اور قطعات شامل ہیں۔ طباعت و اشاعت بھی عمدہ اور شاعری تو آپ ”پھول“ میں بھی پڑھتے ہی رہتے ہیں۔



نام کتاب: داستان چھوڑ آئے

مرتب: عبدالباقی عہد

قیمت: 200 روپے۔ ناشر: وقائے پاکستان ادبی فورم۔ قلعہ قافلہ محلہ بالمقابل پرانا پاور ہاؤس شکار پور سندھ۔ فون: 0321-4142662

شکار پور سے تعلق رکھنے والے بچوں کے معروف ادیب 7 جون 2012ء کو صرف 30 سال کی عمر میں حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال کر گئے۔ ان کے والد عبدالباقی عہد جو خود بھی ادیب ہیں۔ انہوں نے یہ کتاب مرتب کی ہے۔ جس میں کاشف کے بارے میں خود ان کا مضمون اس کے علاوہ مختلف ادبیوں اور دوستوں کے تاثرات، خطوط، تعزیتی پیغامات، منظوم خراج تحسین اور

نام کتاب: ملاقات

مرتب: عرفان راے

قیمت: 100 روپے۔ ناشر: ادبیات / ادارہ مطبوعات سلیمانی رحمن مارکیٹ، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ فون: 37361408

فرزانہ چیمہ خود بھی بچوں کی پسندیدہ لکھاری ہیں۔ ان کی کئی تحریریں اور کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ انہوں نے بچوں کو ان کے پسندیدہ ادبیوں سے گھر بیٹھے ملاقات کروانے کے لئے انٹرویوز پر مشتمل یہ کتاب لکھی ہے۔

اس میں دس ادبیوں اور شاعروں کے انٹرویوز شامل ہیں۔ ان میں حکیم محمد سعید، سید نظر زیدی، مسعود احمد، برکاتی، اشتیاق احمد، ندیم انبالوی، احمد حاطب صدیقی، ڈاکٹر نہتہ اکرام، مرزا عاصی اختر، نجمہ یاسمین یوسف اور قانتہ راہہ شامل ہیں۔ ان ادبیوں کے انٹرویوز پڑھ کر آپ وہ راز جان سکیں گے جن کی وجہ سے وہ بڑے اور ہر دلعزیز ادیب بنے۔

نام کتاب: موت کا فرار (ناول)

مرتب: عرفان راے

قیمت: 350 روپے۔ ناشر: بچوں کا کتاب گھر F-21 ہادیہ حلیمہ سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ فون: 37361408

عرفان راے معروف ادیب ہیں۔ بچوں اور بڑوں کے لئے لکھتے ہیں ان کے کئی ناول شائع ہو چکے ہیں۔ ”موت کا فرار“ پر اسرار اور خوف ناک واقعات پر مشتمل ان کا ناول ہے جو حس سے بھرپور ہے۔ قاری یہ جاننے کے لئے بے چین رہتا ہے کہ اب کیا ہوگا۔ یہی اس ناول کی کامیابی اور مقبولیت کا راز ہے۔ ناول ازل سے جاری نیکی اور بدی کے درمیان ہونے والی جنگ کی عکاسی کرتا ہے۔ ناول پڑھیں اور دیکھیں کہ اس جنگ میں کون جیتا۔ دیئے گئے فون نمبر پر رابطہ کر کے ناول گھر بیٹھے بھی منگوا یا جانا جاسکتا ہے۔



امید زندگی کی کرن ہے
مایوسی گناہ ہے

ڈاکٹر فوزیہ سعید

مایوسی گناہ ہے۔ قرآن میں لکھا ہے۔ ”اللہ کی رحمت سے مایوسی مت ہو“ ہم مایوسی کب ہوئے؟ جب ہم بے امید ہو جاتے ہیں۔ اس لئے امید کا دامن کبھی ہاتھ سے مت جانے دیں۔ اکثر بچے اگر کسی امتحان میں کامیاب نہیں

خوب محنت کریں اور نتیجہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیں۔

ہو سکتے تو وہ مایوس ہو جاتے ہیں اور پڑھنا چھوڑ دیتے ہیں۔ جبکہ ناکامی کا مایابی کا زینہ ہے۔ بار بار کوشش کرنے سے آخر ایک دن کامیابی قدم چومتی ہے۔ جو لوگ ہمت ہار جاتے ہیں وہ بزدل ہوتے ہیں۔ ناکامی کا سامنا کرنے والے بہادر لوگ ہوتے ہیں۔ انہی میں سے ایک کنگ بروس بھی تھا۔ جس نے کھڑی کودیکھ کر ہمت پکڑی اور پھر سے جیت گیا۔ اس طرح آپ بھی کسی ناکامی سے ہمت مت ہاریں بلکہ دوبارہ از سر نو اس کے لئے محنت کریں اور محنت کبھی رازِ کج نہیں جاتی۔

ناکامی کامیابی کی سیڑھی ہے۔

مگر تے ہیں شاہسوار ہی میدان جنگ میں
وہ طفل کیا گرے گا جو گھٹنوں کے بل چلے
جب ہم ناامید ہوتے ہیں تو توفیق دیاؤ کا شکار ہو جاتے



دینا ہے۔ اگر آپ یہ سوچ رکھتے ہیں کہ ہم جو کام کر رہے ہیں اس کا نتیجہ خلی ہوگا تو یہ سوچ انسان کو پریشان اور مایوس کر دے گی۔ لہذا سوچ ہمیشہ مثبت ہونی چاہئے۔ مثبت انداز سے ہر کام کا انجام اللہ پر چھوڑ دیں۔

نامیدی اور فانی باؤ آج کے دور کا سب سے بڑا مسئلہ ہے بہت سی تباہ کاریاں صرف اس لئے جنم لیتی ہیں کہ ہم نامید ہوتے ہیں۔ امید کا دامن کبھی ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہئے اگر بہت محنت کے باوجود کوئی چیز ہم کو نہیں ملتی تو اسے اپنی قسمت سمجھ کر قبول کر لینا چاہئے اور کوئی دوسرا راستہ اختیار کر لینا چاہئے۔ ناکامی کا خوف اور خسارے کا خوف ہمیں ترقی نہیں کرنے دیتا لہذا بے خوف ہو کر محنت کرنی چاہئے اور نتیجہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دینا چاہئے۔ پھر آپ دیکھیں گے کہ ہم پرسکون بھی رہیں گے اور ہاں ایک اور بات ذہن نشین رکھیں اگر آپ کسی مقابلے میں حصہ لے رہے ہیں تو پہلے آپ اس میں سوچیں کہ محنت سچی لگن آپ کو کامیاب کرائے گی مگر کسی وجہ سے آپ اس میں ناکام بھی ہو جاتے ہیں یا ہار جاتے ہیں تو دل میلانہ کریں ہار بھی جیت کی نوید ہوتی ہے لیکن ابھی کچھ اور محنت اور کچھ اور لگن درکار ہے۔

ترجمہ: جس شخص کو اللہ تعالیٰ راستہ پر ڈالنا چاہے۔ اس کے سینہ کو اسلام کے لئے کشادہ کر دیتا ہے اور جس کو بے راہ رکھنا چاہے اس کے سینہ کو بہت تنگ کر دیتا ہے۔..... اسی طرح اللہ تعالیٰ ایمان نہ لانے والوں پر ناپاکی مسلط کر دیتا ہے۔ (القرآن)

منفی سوچ انسان کو ناکامی سے دوچار کرتی ہے۔

شیر کی ایک دن کی زندگی گیارہ سو سالہ زندگی سے بہتر ہے (ٹیپو سلطان)

اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے ہمیشہ اپنا حوصلہ جوان رکھیں اور جوڑتا رہے وہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔

زندگی زندہ دلی کا نام ہے
مردہ دل کیا خاک جیا کرتے ہیں
صدا خوش رہیں۔ ہمیشہ مسکرائیں۔
☆☆☆

شہداء اکرم

شَاءَ اَكْرَم

گرمی کا موسم، جس زندہ رات اور تاروں کی میٹھی میٹھی چھاؤں۔ یہ سب مہر کو بہت اجنبی لگ رہا تھا..... رات قطرہ قطرہ آنکھوں میں بھیگ رہی تھی۔ وہ سب واقعات جنہیں وہ بھولنا چاہتی تھی کسی فلم کی طرح اس کے دماغ میں چلنے لگے۔

”دعا باجی ایک سوال مجھ سے حل نہیں ہو رہا۔ آپ سمجھا دیں گی؟“۔ نوں کلاس کی لڑکیاں سکول گراؤنڈ میں گروپ بنائے بیٹھی تھیں، سب کی نظریں ایک ساتھ اس کی جانب اٹھیں۔ ”ہاں کیوں نہیں آؤ بیٹھو.....“۔ دعا

وہ سب کے طنز برداشت کر لیتی تھی لیکن.....

خواہمیشِ ناتمام

نے خوش اخلاقی سے کہا اور کاپی لے کر اسے سمجھانے لگی
”تم پڑھائی کو اپنے ذہن پر اتنا سوار کیوں کر لیتی ہو،
ویسے بھی تم نے کون سا سارا سال یہاں پڑھنا ہے، کیا
پتہ کب تم لوگوں کو یہاں سے جانا پڑے.....“ ساتھ
پیشی رمشا نظر بھرے انداز میں کہہ رہی تھی..... ”ویسے مہر
تم نے ساتویں کلاس تک ایسے ہی پڑھا ہے، کبھی اس
سکول میں تو کبھی اُس میں؟“۔ رمشا مزید بولی۔
”اگر ایسا ہے مہر پھر تو تم نے پاکستان کے سارے سکول
دیکھ رکھے ہوں گے۔“ ساتھ والی لڑکی نے کہا تو سب
بسنے لگیں.....

”باقی میں خود کروں گی دعا باجی آپ کا بہت شکریہ۔“ نمکین پانی مزید اندر تار تار مشکل ہو گیا تو مہر اپنی کتابیں اٹھائے وہاں سے اٹھ گئی۔ انسان بھی عجیب مخلوق ہے کبھی نہ سمجھ میں آنے والی۔ کبھی کبھی تو بڑی بڑی مشکلوں کا بھی ہنس کے سامنا کرتا ہے اور کبھی ذرا سی ٹھوکر سے ڈھیر ہو جاتا ہے۔ لیکن چھوٹی

تکلیفیں جہاں انسان کو توڑ کے رکھ دیتی ہیں وہیں بڑی مشکلات کا مقابلہ کرنے کی ہمت بھی دیتی ہیں۔

”اوپر زحاکو صاحبہ! کب ختم ہوگا یہ تیرا سکول ڈرامہ، تیری اس خالی کھوپڑی میں میری ایک بات بھی نہیں بیٹھتی۔“

اماں حسب معمول صبح ہی صبح شروع ہو چکی تھیں وہ دل ہی دل میں درود پاک کا ورد کرتی ناشتے کے لئے ابٹھی۔

”تجھے سمجھ کیوں نہیں آتی مہرہو..... یہ سکول ہے پڑھائی..... یہ سب امیروں کے چوٹیلے ہیں۔ ہم غریب خانہ بدوشوں کو یہ سب زیب نہیں دیتا۔ تو زیرمیداروں کی مہربانی ہے کہ انہوں نے ہمیں سر چھپانے کو جگہ دی ہے اور چار پیسے بھی دے دیئے ہیں وہ وقت کی روٹی کے لئے

کر لیت تھی لیکن.....

ناتمام

..... اس سے زیادہ ہمیں کیا چاہئے..... اور ویسے بھی تو
نے پڑھ لکھ کر کون سا اُستانی لگ جانا ہے۔“

”اماں بس کریں۔“ مہرنے نوالہ پلیٹ میں رکھا اور اٹھ کھڑی ہوئی..... ”یہ زمینداروں کی نہیں صرف اللہ کی مہربانی ہے کہ وہ ہمیں دو وقت کی روٹی دے رہا ہے اور زمیندار پیسے دے کر کوئی احسان نہیں کرتے۔ سارا دن ان کی زمینوں پر کام کرتے ہیں، ہم اور اُسی کی اجرت لیتے ہیں۔ زیادہ کچھ نہیں کرتے وہ ہمارے لیے..... مہرنے چادر ٹھیک سے اوڑھی اور بیک اٹھا کر سکول کے لئے نکل



انعامی خط نمبر 1

1۔ نائل بہت خوبصورت تھا دو پھولوں نے نائل کو چار چاند لگا دیئے تھے، ادارہ ہمیشہ کی طرح ابواب بے مثال تھا۔ شہادت کی لذت بھی اک شہادت کے لئے صحابہ نے اپنے گھر بار، مال چھوڑا صرف اک خدا کیلئے اپنے نبی ﷺ کے حکم کی تکمیل کی تاریخ میں معاوضہ و معاذ کے نام ملتے ہیں کہ چھوٹے چھوٹے بچوں نے رب نبی ﷺ کے دشمن کو پاک زمین سے صاف کر دیا۔ نبی ﷺ کے صحابہ کے جذبے 15 سال کا شہادت کا شہدائی نبی ﷺ سے اجازت مانگتا رہا حضرت رافع کی عظمت کو سلام، واہ سبحان اللہ اس طرح کے شیریں ہی پیدا ہوتے ہیں۔ اپنے جسموں کی پرواہ نہ کی دھم کھا کر صحابہ نے تاریخ کو سنہری حروف سے بھر دیا ہے ہمیں سبق دیا۔ کہانی تربیت کی ضرورت و اہمیت بہت اچھی تھی۔ واقعی تربیت نصیحتوں سے کی جاتی ہے ہمارے معاشرے میں اس طرح کے لوگ و کہانی ہونی چاہئے کہ ہماری تربیت اچھے طریقے سے کر سکے۔

6 ستمبر کی کہانیاں تو میں بہت شوق سے پڑھتی ہوں، الفاظ کا مرہم نے مجھے بتایا کہ ہمیں سوچ سمجھ کرنی چاہئے ہم سوچ کر اپنے منہ سے بات کرنی چاہئے کسی کو ہماری بات بری نہ لگے۔ آؤ گراف بہت اچھے تھے طاہرہ غزل کا آؤ گراف میرے حکمران حکمرانوں سے اک سوال تھا کہ حکمرانوں کشمیر میں بچے روتے ہیں وہ پاکستان زیادہ زیادہ سے الفاظ استعمال کرتے ہیں ماں باپ بچوں سے پاکستان کا مطلب پوچھتے ہیں۔ پاکستان سے محبت کا اظہار کرتے ہیں، بچے بوڑھے شہید ہو رہے ہیں، ان کا جرم ان کی غلطی، ان کی خطا ان کی سزا کیا ہے ان کو کس

جرم کی پاداش میں مرنا پڑا ہمارا قصور کیا ہے؟ کشمیری مسلمانوں سے سوال کرتے ہیں وہ کہتے ہیں مسلمانوں ہمارا دین اسلام قرآن نبی ﷺ کریم اک ہے پھر راستے جدا کیوں؟ پھر چوڑیاں پہن کر گھروں میں کیوں سوئے ہو؟ آپ کے بچوں کو زور ہی تکلیف ہو تو مر جاتے ہوں۔ وہ ماں باپ نہیں جن کے سامنے ان کے نکت جگروں کو شہید کر دیا جاتا رہا۔ مخمروں سے بچوں کے جسموں کو چیر دیا گیا۔ ہتاؤ آپ سے پوچھتے ہیں ہمیں کس جرم کی پاداش میں مرنا پڑ رہا ہے۔ یہ پھول تو اک معاشرتی اور اسلامی رسالہ ہے۔ اس میں معلومات ہی معلومات ہیں۔ یہ رسالہ سدا رہے تاکہ ہمارے بچوں کو اپنے وطن کی حفاظت کرنے والوں کا پتہ چل سکے۔ سکولوں میں معاشرتی علوم اسلامیات ختم ہو گئی ہیں۔ بس انگلش کی کتاب آگئی حکمرانوں ہم مسلمان ہیں ہماری زبان اردو، ہمارا قرآن عربی ترجمہ اردو، نبی ﷺ کی زبان عربی۔ تم کیوں پھر کفر کے طریقے استعمال کرتے ہو، یہ پاکستان اسلامی ملک ہے بیسائیوں کا نہیں ہمارے سکولوں میں اسلامی تعلیم زیادہ انگریزی کم ہونی چاہئے ہمارے بچوں کا مستقبل اچھا بن سکے ہم سچے نبی ﷺ کی سنت پر عمل پیرا ہو سکیں۔ آج سوچو اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو کیا ہم مسلمان ہیں۔ کیا ہم نے مسلمان کا حق ادا کیا۔ کیا کبھی سوچا کہ مسلمان کا مطلب کیا ہے۔ محمد بن قاسم، مجید نظامی، محمود غزنوی جیسے ہیرے صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں۔ یہ پھول اک ہستی کا لگایا ہوا پودا ہے شعیب مرزا صاحب اس باغ کے مالی ہیں۔ یہ رسالہ ہماری اصلاح کا مرکز ہے ہر ملک و شہر کے بچہ کو کہوں گی سب سے بہترین رسالہ پھول ہر طرح کی معلومات ہر طرف جانے کا رستہ مل سکتا ہے۔ اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

(اخت ایس ایم ساحد۔ نوکرا ڈا)

انعامی خط نمبر 2

2۔ پیارے استاد بھی شعیب مغل جی! (جی) شاگردہ بھیا جی) سلام کا پورا ٹوکرا لائی ہوں۔ قبول کیجئے۔ (ہمارے پاس بھی ٹوکری ہے لے جائیے)۔ بھئی اتنے مہینوں سے خطوط میں حاضری نہیں لگی۔ (سب بہت خوش تھے) بس جی بڑھاپے کے آثار چلے آ رہے ہیں۔ (آ نہیں رہے آگئے ہیں) نمازیں بھی قضا ہی پوری کر رہے ہیں۔

(قضا آنے سے پہلے پوری کر لیں)۔ دس بجے سے اوپر ہی وقت ہے آج نماز پڑھ کر بے ہوش ہونے سے بچ گئے تو ملے چلے آئے۔ (ہمیں بے ہوش کرنے)۔ ورنہ ہم بھی تانیا تانواں کی موٹی بہن ہی ہیں۔ (شکر ہے مان لیا) پورا پھول چکھ لیا ہے۔ (چکھ لیا یا کھا لیا) بڑا مزیدار تھا۔ دعائے دل تبصرہ کی صورت اوپر ملاحظہ کر لیجئے اور پھول کو سنا دیجئے۔ (سنا دیا)۔ آپ کو ہر نیا ایوارڈ مبارک ہو (شکریہ) طیب۔ ہ۔ بخیر ووال بہت اوپر جا رہی ہیں۔ (حسد کیوں کرتی ہیں)۔ یاسمین کنول کو نعت کی اشاعت مبارک ہو۔ عبدالحق بھائی کو ٹاپ کا شعر کی مبارک سہلی صفی اچھا اضافہ ہے۔ (آپ کا متبادل)۔ نورین طلعت عروبہ سے مل کر خوش ہوئی۔ (ان کی رائے مختلف ہے) واقعی وہ تو بلند پایہ شاعرہ ہیں۔ کاش ان کی کتابیں خرید سکوں۔ (وہ بھیجیں گی نہیں)۔ گڑیا رانی کی نینڈ تخلیق شاندار رہی۔ ہم نے شاگردوں کی ڈرائنگ و تصاویر بھیج رکھی ہیں اور صفحہ پھول پر دیکھنے کے منتظر ہیں۔ آپ نے ہمیں چوٹی بار ”ڈاکٹر“ لکھ دیا۔ (ذہن میں ڈاکو ہوتا ہے)۔ پتہ نہیں کیوں؟ ہم منتظر ہیں ہماری ”حوض کوثر“ سے منتخب شدہ نعت پھول میں جگہ گائے۔ پتہ نہیں کب؟ (مشکل ہے)۔ فرصت اور طاقت ملتے ہی کڑھائی سے کچھ بنائیں گے (رہنے ہی دیں)۔ ادارہ اور اس کے اشعار زبردست رہے ہمیشہ کی طرح (مکھن)۔ بچوں کو پڑھا کر ہم دکتے ہاتھ اور آنکھوں سے لیٹ کر خط لکھ رہے ہیں۔ (واہ آنکھوں سے بھی لکھتی ہیں)۔ اب کچھ شاعری بھیجئے کے لئے لکھ لیں (نہیں بابا)۔ تعارف تصاویر بھی بھیجئے پر دل آمادہ ہے۔ (دل تو نادان ہے)۔ پاکستان زندہ باد ہمارے لاکٹ نہیں دل پہ لکھا ہے۔ دعا گو (کوثر خالد جبرائیل)

انعامی خط 3

3۔ خوبصورت سرورق سے سجا خوشبوئیں بکھیرتا پھول طویل ترین انتظار کے بعد 5 ستمبر کو ملا۔ حمد و نعت سے دل منور کیا، کرونوں سے خوب روشنی پائی، ادارہ انتہا کا زبردست رہا۔ بانی پاکستان، یوم دفاع، تربیت وغیرہ تحریریں بہت پسند آئیں۔ موچی کہانی نے اچھا سبق دیا۔ ہمارے اسلام میں تو راستے سے کوئی چیز ہٹا دینے پر نیکی ملتی ہے کہ اس نے معاشرے کو ٹھوکر سے بچایا، راہ گروں کے لئے کام کیا تو جو موچی معاشرے کے افراد کے لئے جوتے

کاٹھتا ہے وہ ہتھیا ہمارے لیے بہت کچھ کر رہا ہے۔ باباجی اشفاق صاحب کیا خوب فرماتے تھے کہ اگر دھوپ میں میری پوتی راہ گیروں کو پانی پلا دیتی ہے تو وہ بابا ہے..... اللہ کا انعام کہانی بڑی پسند آئی۔ شہرت سے زندگی نہیں گزرتی علم کے موتی پاس ہوں تو نہ صرف کامیابی بلکہ شہرت بھی انسان کے قدموں میں ڈھیر ہو جاتی ہے اسی لیے تو ہمارے دین نے علم کیسے کا حکم دیا۔ کبھی رب زدن علماء دعائیں سکھائی گئی اور کبھی ہمیں کہا گیا گود سے لے کر گور تک علم حاصل کرو۔ میری مٹی گواہ رہتا ہے حد خوبصورت کہانی۔ ہمارا پاکستان ہماری مٹی جسے میجر عزیز بھٹی اور راشد منہاس جیسے وفادار لوگوں نے خون دے کر بنیچا ہے۔

ایک عظیم رہنماؤں نے تحریر تھی۔ مسلمانوں کے لئے اتنا کچھ کرنے والے عظیم لیڈر کو سلام۔ راشد منہاس شہید عمدہ الفاظ کے چناؤ سے تحریر کردہ خوبصورت تحریر تھی۔ راشد منہاس جیسے لوگ آج بھی ہمارے لیے شعل راہ ہیں۔ ہمارے نوجوانوں کے لئے ایک رول ماڈل کی حیثیت رکھتے ہیں اللہ انہیں غریق رحمت کرے۔ تمام تعلیم اور مستقل سلسلے شاندار رہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ پاکستان کو شاد آباد رکھے اس کے باسیوں کی خیر رکھے۔ ہماری پاک فوج کو ہمیشہ اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ ادارہ نوائے وقت گروپ کو عروج عطا فرمائے۔ (آمین)۔ (ایٹلا طالب، گوجرانوالہ)

☆..... میں باقاعدگی سے پھول کا مطالعہ کرتا ہوں۔ پھول ہر ماہ ہمارے گھر خوشبو پھیلاتا ہوا آتا ہے اللہ تعالیٰ پھول کو مزید ترقی عطا فرمائے اور یہ ہمیشہ اپنی خوشبو نکھیرتا رہے۔ (آمین)۔ (محمد طلحہ حامد..... لڈن)

☆..... ستمبر کا شمار بہت اچھا تھا تمام کہانیاں زبردست تھیں۔ تانیا تانواں بے چارے ہمیشہ ہی پھنس جاتے ہیں۔ آخر وہ کب سدھریں گے؟ پھول کے خاص نمبر کا شدت سے انتظار ہے۔ (محمد رمیز بٹ..... لاہور)

☆..... پھول رسالہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اس رسالے کو دن دگنی اور رات چمکی ترقی عطا کرے۔ (آمین)۔ (سید عبدالباسط شاہ..... چنیوٹ) ☆..... بعد از سلام..... ہوں کہ آپ کی طرف سے

ارسال کردہ ماہ مئی سانس کی دنیا کا دوسرا انعام بکس کی صورت میں مل چکا ہے میں اس پر ادارہ پھول کا انتہائی شکر گزار ہوں۔ حوصلہ افزائی کا شکریہ۔ (طیبہ مہک..... چکوال)

☆..... ستمبر 2017ء کا ماہنامہ پھول آنکھوں کے سامنے ہے۔ پھول کا سرورق اپنے وطن کی مٹی کی خوشبوئیں لئے حاضر ہے حمد و نعت اور کرائیں پڑھنے کے بعد ادارہ پر نظر دوڑائی بانی پاکستان چودھری اسد اللہ خان کا مضمون دل کو چھو گیا، دیگر کہانیوں سے موچی بھوری کی کہانی تمہیں وطن کی ہوائیں سلام کہتی ہیں ایک عظیم رہنما اللہ کا انعام پسند آئیں۔ تانیا تانواں کی کہانی ہمیشہ کی طرح ٹاپ لسٹ میں شامل تھی اور نظموں میں سے شہیدان وطن مرد مجاہد تاریخ میں جگہ گائیں اچھی لگیں۔ آخر میں ایک شعر کبھی پرچم میں لپٹے کبھی نام غازی ہوتے جو ہو جاتی ماں راضی تو بیٹے راضی ہوتے (عائشہ طالب..... گوجرانوالہ)

☆..... حمد و نعت پڑھ کر دل خوش ہو گیا۔ آپ ادارہ میں بہت اچھی اچھی باتیں بتاتے ہیں۔ پھر عزم و ہمت کا نشان بانی پاکستان پڑھا۔ واقعی میں قائد اعظم نے اس ملک کو حاصل کرنے کے لئے بہت کوششیں کی۔ ”عبدالغنی“ بہت اچھی کہانی تھی۔ مزہ آیا پڑھ کر ”گڑیا“ نذیر انبالوی صاحب آپ نے بہت اچھا لکھا ہے۔ پھول کا انسائیکلو پیڈیا بہت اچھا سلسلہ ہے۔ معلومات میں اضافہ ہو گیا۔

(محمد حظلہ خان زار اسدرا اختر..... میانوالی)

☆..... کروڑوں پاکستانیوں کی آزمائش کا وقت آن پہنچا تھا۔ جنگ سترہ دنوں سے جاری تھی۔ رب کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اللہ رب العزت نے اس دھرتی پر جواں مرد سپاہی پیدا کئے۔ محمد محمود عالم میجر عزیز بھٹی شہید جیسے بہادر فوجیوں نے اس دھرتی پر جنم لیا اور اپنے خون سے پاک وطن کو سیراب کیا۔ جنگ کے دوران فوجیوں نے بڑے بڑے کارنامے سرانجام دے ڈالے۔ ہمت و بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے دشمنوں کے دانت کٹے کر دیئے۔ دشمن کیا سمجھتا تھا کہ پاکستان غفلت میں ہے اور غفلت کی نیند سو رہا ہے مگر اس کے یہ سارے خواب و خیالات خاک میں مل گئے اور بزدل دشمن ہمارے بہادر سپاہیوں کے سامنے بے بس ہو گئے۔ انہوں نے کئی کوششیں کیں کہ پاکستانی سپاہیوں کو جنگ میں شکست دے دی جائے

مگر ہمارے بہادر اور نڈر سپاہیوں کے ارادے راسخ تھے جس کے نتیجے میں دشمن دم دبا کر بھاگ گیا۔ یہ ہے اصلی بہادری! یہ ہے اصلی قابلیت جو ہمارے دلیر سپاہیوں میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی کاش! ایم ایم عالم جیسے بہادر سپوت اس دھرتی پر پیدا ہو جائیں! اے کاش!۔ بہر حال! ”پھول“ راسخ زاور ”پھول“ قارئین کو دل سے بکر اعیاد اور یوم دفاع مبارک ہو۔ سرورق پر عظیم سپوتوں کی تصاویر دیکھ کر خوشی ہوئی اور یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ جیسے ہی سرورق پلٹا فہرست آگئی، شکر ہے اس بار اشتہار حد سے زیادہ نہ تھے اور مواد زیادہ سے زیادہ شامل کیا گیا تھا۔ انتساب حمد باری تعالیٰ نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کرائیں اور ادارہ بہت اچھے انداز سے لکھی گئیں۔ چودھری اسد اللہ نے قائد کے بارے میں خوب لکھا۔ حاجی محمد حسین گوہر کا قول اثر انگیز تھا۔ ”وطن کی مٹی“ کے عنوان سے تین تحریریں تھیں فوزیہ سعید، مسرت کلانچوی اور سہلی صفی صاحبہ کی تینوں اپنے اندر الگ الگ سبق لئے موجود تھیں۔ نئی لکھاری نورین طلعت عروبہ کو خوش آمدید! نذیر انبالوی کی ”گڑیا“ حد سے زیادہ پیاری تھی۔ عبدالعزیز چشتی صاحب نے اپنی نظم کے ذریعے آپ کو بہت اچھی سالگرہ کی مبارک باد دی۔ پاکستان کی بے لوث خدمت کرنے والی اور خود کو دوسروں کے لئے وقف کرنے والی مدرثریہ ڈاکٹر دھفاؤ خالق حقیقی سے جا ملیں۔ اللہ سے دعا ہے کہ انہیں جنت الفردوس میں گھر ملے۔ تنزیلہ یوسف کی ”خودداری“ اچھی تھی۔ سدرہ امبرین نے خوب قلم چلایا۔ تانیا تانواں کو آخر آپ نے بے ہوش کر ہی دیا نا اچھا ہے! ایک تو وہ بزرگ ہیں پھر آپ کا قلم انہیں روز بروز ”تانواں“ بھی کر رہا ہے۔ (سلمان یوسف سمیچہ..... علی پور)

☆..... ”پھول“ ستمبر کا شمار بہت خوب لگا۔ ڈاکٹر فوزیہ سعید کا ”وطن کی مٹی گواہ رہنا“ اور مسرت کلانچوی کا وطن کی مٹی تبرکے حوالے سے اچھی تحریریں تھیں۔ یوم دفاع کو جذبے سے منانا دراصل 65ء کی جنگ کے شہدا کو خراج تحسین دیتا ہے جو بے سرو سامانی کی حالت میں اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام کر دشمن کے سامنے سینہ سپر ہو گئے تھے۔ ڈاکٹر عبدالعزیز چشتی کی کہانی چونڈہ کی کہانی چونڈہ کی زبانی ہماری یادوں کو پھر سے تازہ کرتی ہے۔ تہذیب طاہرہ کی رپورٹ سیمینار بچوں کے ادب سے بے اعتنائی کیوں؟ پڑھا۔ یوں لگا جیسے شرکت ہی کر لی ہو۔ تہذیب طاہرہ کی یوم دفاع پر تحریر بھی اچھی تھی۔ اور ادا کاڑہ

☆..... ستمبر 2017ء کا ماہنامہ پھول آنکھوں کے سامنے ہے۔ پھول کا سرورق اپنے وطن کی مٹی کی خوشبوئیں لئے حاضر ہے حمد و نعت اور کرائیں پڑھنے کے بعد ادارہ پر نظر دوڑائی بانی پاکستان چودھری اسد اللہ خان کا مضمون دل کو چھو گیا، دیگر کہانیوں سے موچی بھوری کی کہانی تمہیں وطن کی ہوائیں سلام کہتی ہیں ایک عظیم رہنما اللہ کا انعام پسند آئیں۔ تانیا تانواں کی کہانی ہمیشہ کی طرح ٹاپ لسٹ میں شامل تھی اور نظموں میں سے شہیدان وطن مرد مجاہد تاریخ میں جگہ گائیں اچھی لگیں۔ آخر میں ایک شعر کبھی پرچم میں لپٹے کبھی نام غازی ہوتے جو ہو جاتی ماں راضی تو بیٹے راضی ہوتے (عائشہ طالب..... گوجرانوالہ)

☆..... میں باقاعدگی سے پھول کا مطالعہ کرتا ہوں۔ پھول ہر ماہ ہمارے گھر خوشبو پھیلاتا ہوا آتا ہے اللہ تعالیٰ پھول کو مزید ترقی عطا فرمائے اور یہ ہمیشہ اپنی خوشبو نکھیرتا رہے۔ (آمین)۔ (محمد طلحہ حامد..... لڈن)

کی گڑیا رانی نے کمال کر دیا کتنے اچھے اور کتنے جذبے سے انہوں نے کپڑے پر کڑھائی کی۔ مجھے یاد آ گیا کہ قائد اعظم محمد علی جناح کو اسی طرح کڑھائی شدہ پاکستان جھنڈا ڈاک سے موصول ہوا تو آپ نے فرمایا۔ ”اب پاکستان کو آزاد کرنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔“ عید قربان کے حوالے سے نذیر انبلاوی کی کہانی نہ صرف دلچسپ تھی بلکہ منفرد کہانی تھی۔ جس میں نیکی کرنے کے مثبت جذبوں کو ابھارا گیا تھا کیا درست ہے اور کیا غلط کو بچوں کے ادب سے اجاگر کرنا بچوں کے ادیب کا خاصا ہونا چاہئے۔

☆ میں ایک پوسٹر میں ہونے والے بک فیئر کی تصاویر بھی دیکھ رہی ہوں۔ یوں لگتا ہے جیسے یہ میری برادری ہے۔ ان ساتھیوں کی کمپنی میں مجھے بہت اچھا لگتا ہے اور اس برادری کو اکٹھا کرنا آپ کا کام ہے۔ آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ بچوں کے اہل قلم کو اکٹھا کرتے ہیں۔ جذبوں سے بھر دیتے ہیں۔ اور پھر آپ کے چاروں طرف ہر کوئی اپنے اپنے کاموں سے بچوں کے ادب کو نکھار رہا ہوتا ہے ایک بار پھر آپ کا بہت بہت شکریہ۔

(فریدہ گوہر.....ملتان)

☆ پھول میں تو معلومات کا خزانہ ہے اور ہم سب پھول ایم کی محنت کو سلام پیش کرتے ہیں کہ وہ اتنی محنت کر کے ہمارے لئے پھول تیار کرتے ہیں۔ مجھے پھول میں موجود مسکراہٹیں اور نظریں بہت اچھی لگتی ہیں۔ تاپا نا تو اس تو کمال کر دیتے ہیں۔ خدا کرے پھول سدا ہمہنگ رہے (آمین)۔

(محمد عبدالرحمن.....لڈن)

☆ سب سے پہلے پاکستان اور ہماری آزادی کی 70 ویں سالگرہ مبارک ہو۔ ”ہماری“ مطلب میری نہیں پوری قوم کی آزادی کی سالگرہ مبارک ہو۔ ادارہ سے تاپا نا تو اس تک تمام تحریریں جگمگ کر رہی تھیں۔ آپ کو ہماری طرف سے سب سے پہلے عید مبارک۔

(محمد اسد اللہ ناصر.....بہاولپور)

☆ سرورق پر محمد زین العابدین اور محمد طلحہ شہزاد بہت خوبصورت لگ رہے تھے۔ حمد و نعت، کرنیں اور ادارہ ہمیشہ کی طرح دل موہ لینے والی تھیں۔ عید الاضحیٰ کے بارے میں تمام کہانیاں اچھی تھیں۔ یوم دفاع نمبر نے دل جیت لیا۔ تمام تحریروں کے کیا کہنے۔ کہکشاں میں بہت پیاری پیاری باتیں تھیں۔ کٹے بیٹھے خطوط مزیدار تھے۔ بس اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ اپنے پیارے رسالے پھول کی تعریف کے لئے الفاظ ہی کم پڑ گئے ہیں۔

(عبدالرحمن طاہر.....سیالکوٹ)

☆ تبرک کا شمار بہت ہی زبردست تھا سب سے اچھی کہانی ”تاپا نا تو اس“ لگی۔ دوسرے نمبر پر نذیر انبلاوی کی ”گڑیا“ رہی۔ ”عید الاضحیٰ“ ”وطن کی مٹی“ اللہ کا انعام، ”الفاظ کا مرہم“ ”بھوری کی کہانی“ ”میری مٹی گواہ رہنا“ تمام کہانیاں اچھی لگیں۔

(محمد عرفان روق.....کراچی)

☆ پھول ایک استاد ہے جو چھوٹے بڑے دونوں کی تربیت کرتا ہے۔ سرورق بہت ہی اچھا تھا، تبرک کا شمارہ: میں غازیوں کی بہادری کو سلام پیش کرتا ہوں۔ خدا ان کی روح کو جنت میں جگہ عطا فرمائے (آمین)۔ ”وطن کی مٹی“ کہانی بھی بہت اچھی تھی تاپا نا تو اس تو ہر بار ہنسا دیتے ہیں۔ میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پھول کو مزید ترقی عطا فرمائے۔ (آمین)۔

(محمد عبداللہ نذر.....لڈن)

☆ انتظار کی گھڑیا، ختم ہوئیں پھول جگمگا تا اپنی خوشبو نکھیرتا ہوا 28 اگست کو مل گیا اور حمد و نعت کرنیں پڑھیں۔ زبردست تھیں۔ ادارہ یہ اپنی مثال آپ تھا۔ گڑیا نذیر انبلاوی کی تحریر سبق آموز تھی۔ تمام مضامین اور کہانیاں اچھے تھے ہر کسی میں سبق تھا اور مسکراہٹیں پڑھ کر ہنسی آئی۔ کہکشاں پڑھ کر بہت کچھ کھینے کو ملتا ہے۔

(اقصیٰ عاتشہ الصدیقہ قادری.....گوجرانوالہ)

☆ اتنا خوبصورت سرورق ”یوم دفاع نمبر“ ہو اور ہم قلم نہ اٹھائیں یہ نہیں ہو سکتا۔ تبرک کا پورا مہینہ ہی خاص اہمیت رکھتا ہے۔ ”انتساب“ ہر بار کی طرح لا جواب ”اداریہ“ تو آپ کی انتھک محنت کا ثبوت ہے۔ ہر بار کی طرح خوبصورت جملوں سے مزین۔ تمام تحریریں زبردست تھیں۔ وطن سے محبت کی عکاسی کرتیں۔ تمام نظریں اچھی لگیں۔ خاص کر ”مرزا جی! سالگرہ مبارک“ محبت سے گندمی ہوئی تحریر تھی۔ تمام سلسلے اچھے جارہے ہیں۔ تمام کہانیاں سپر ہٹ تھیں مگر کچھ بہت پسند آئیں۔ جن میں ”وطن کی مٹی“ ”گڑیا“ ”اللہ کا انعام“ اور ”میری مٹی“.....! گواہ رہنا۔ ”کہکشاں“ کی تو نظیر ہی نہیں ملتی۔ یہ بے نظیر ہے۔ ”تربیت کی ضرورت اور اہمیت“ واقعی تربیت کی بہت ضرورت ہے۔ ”بچوں کے ادب سے بے اعتنائی کیوں؟“ بہت اچھا موضوع تھا۔ واقعی یہ سب غفلت کی وجہ سے ہے۔ ورنہ بچوں کا ادب تو وقت کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ ”تاپا نا تو اس“ بیچارے..... اس بار بھی ناکام رہے ایک۔ ان کو امید رکھنی چاہئے کہ کبھی تو کامیاب ہوں گے۔ دعا ہے کہ خدا اس

رسالے کو ہمیشہ قائم رکھے۔ آپ کے لئے ڈھیروں دعائیں اور سلام، نیک خواہشات کے ساتھ۔

(ایمن کائنات، عیثین صفی.....ڈیرہ غازی خان)

☆ اسے ہر چیز کے تخلیق میری آپ سے انتہا ہے کہ پھول ہمیشہ یونہی تر و تازہ اور اپنی خوشبو نکھیرتا رہے اور ہمارے بے چین دلوں کو سکون بخشتا رہے۔ پھول بے نظیر ہے اس کی کوئی مثال نہیں۔ اس دفعہ بھی پھول حسب توقع سپر ہٹ تھا۔ تمام سلسلے بہترین تھے۔ کہکشاں زبردست تھی۔ اور قائد کے بارے میں پڑھ کر بہت اچھا لگا وہ تو تھے ہی سچے محبت وطن۔

☆ اللہ کرے میرا پھول اور میرا پیارا وطن پاکستان دن دو گنی اور رات چو گنی ترقی کرے۔ (آمین)۔

(سونیا کنول.....چوک اعظم لہ)

☆ ماشاء اللہ ماہنامہ پھول کا ہر شمارہ ایک سے بڑھ کر ایک ہوتا ہے۔ ماہ تبرک کا رسالہ پھول بہت بہترین اور تجسس سے بھر پور ہے۔ ماہنامہ پھول میں تمام کہانیاں سبق آموز ہوتیں ہیں اور میں تمام کہانیاں بہت شوق سے پڑھتی ہوں۔ مجھے پھول رسالہ پڑھ کر بڑی خوشی ملتی ہے اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ آخر میں میری دعا ہے کہ رسالہ دن دو گنی اور رات چو گنی ترقی کرے۔ (آمین ثم آمین)۔

(ثروت یعقوب.....لاہور)

☆ اس دفعہ کا رسالہ بہت اچھا تھا۔ تربیت، وطن کی مٹی، گڑیا بہت اچھی تحریریں تھیں۔ مسکراہٹیں پڑھ کر بہت مزا آیا۔ کہکشاں اس دفعہ بہت معلوماتی تھیں۔

(محمد سلمان.....گوجرانوالہ)

☆ آپ ہر مرتبہ پھول رسالے کا ادارہ کافی خوبصورتی سے تحریر کرتے ہیں اس مرتبہ بھی جو ادارہ آپ نے تحریر کیا وہ قابل تعریف ہے۔ میں پھول رسالہ بڑے شوق سے پڑھتی ہوں۔ آپ سے کافی ساری چیزیں سیکھنے کا موقع ملتا رہتا ہے۔

☆ پھول رسالہ معاشرے کی اصلاح میں کافی اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ اللہ آپ کا سایہ ہم سب پر سلامت رکھیں۔ آمین۔

☆ آپ کی صحت و سلامتی اور کامیابی کے لئے دعا گو۔

(زوبیہ آفاق)

☆ محمد زین العابدین اور محمد طلحہ شہزاد سرورق پر ستاروں کی طرح چمک رہے تھے۔ ان کے ساتھ ہی دوسرے پرستاروں کی تصویریں چمک رہی تھیں۔ انتساب پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ کیونکہ یہ ان کے نام تھا جو وطن کیلئے جان قربان کر دیتے ہیں۔ حمد و نعت منفرد مگر معقول لفظوں میں

تھیں ہوئی تھیں۔ ادارہ یہ لہا چوڑا تو نہ تھا مگر پھول کی طرح خوشبو ضرور نکھیر رہا تھا۔

☆ ڈاکٹر فوزیہ کی تحریر دل کو ہانگتی۔ مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ ہمارے وطن کی زرخیز مٹی گواہ رہے گی کیونکہ ہمارے رہبروں نے وطن کیلئے جان جو قربان کر دی۔ پھول کے نامور لکھاری اسد اللہ خان نے کیا خوب لکھا۔ واقعی قائد اعظم ان میں سے تھے جو جھٹکتے نہیں ہیں۔ آپ نے ایک شاعر کے خواب کو کچھ دکھایا۔ نورین طلعت عروبہ کی کہانی ”عید الاضحیٰ“ سے دوہرا سبق سیکھا۔ تہذیبین طاہر نے جو مضمون لکھا اس میں یہ واضح ہے کہ ہم کسی سے کم نہیں اور قیامت تک انشاء اللہ اسی طرح وطن کی حفاظت کرتے رہیں گے۔ مسرت کلا نجوی کی تحریر پڑھ کر دل خوش ہو گیا۔ دوست وہ جو مصیبت میں کام آئے، اگر ہم ایک دوسرے کے کام آتے رہے تو معاشرے میں عزت اور خوشحالی دونوں قائم ہوگی نہیں زیادہ سے زیادہ کوشش کرنی چاہئے کہ ہم ایک دوسرے کے کام آ سکیں۔ سدرہ امیرین نے بڑے پرجوش انداز میں تحریر لکھی اللہ یہ جو اسی طرح بلند کرے (آمین)۔ صبر کا پھل ہمیشہ میٹھا ہوتا ہے۔ تاپا نا تو اس کو بھی مبر سے کام لینا چاہئے کراچی ہوٹل میں قیام نہیں کیا تو پھر کیا ہوا جہاز کی سیر تو کی۔

(گلشیہ مجمل احمد، حافظ آباد)

☆ سب سے پہلے ”حمد باری تعالیٰ“ اور ”نعت رسول مقبول ﷺ“ پڑھ کر دل کی فضا کو چمکتے چمکتے ہوئے پھولوں سے منور کیا۔ اجڑے ہوئے دیار میں بہاروں نے ڈھیرے جمائے۔ کرنیں ”بسم اللہ کی تاثیر“ پڑھی تو پھول کی ادا سب سے جدا ہی لگی۔ دونوں کو پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ واقعات تو میں نے کسی مولوی صاحب سے بھی نہیں سنے، قرب الہی سے پھول میں پڑھنے کی توفیق مل گئی۔ شروع سے ہی علم میں اضافہ ہو گیا۔ ادارہ بہت ہی اعلیٰ قسم کے واقعات میں جگمگا ہوا تھا ان واقعات کو اپنے نازک سے ذہن میں بٹھانے کی کوشش کی۔ ایڈیٹر بھی آپ کو بھی گزری ہوئی عید مبارک۔ محترمہ طلعت نورین عروبہ نے تو کمال کر دیا۔ عید الاضحیٰ پڑھ کر زندگی کی مسکراہٹوں میں سے ایک مسکراہٹ نصیب ہوئی۔ اللہ پاک آپ کو ان مسکراہٹوں میں اضافہ کرنے کی توفیق عطا فرمائیں (آمین)۔ تہذیبین طاہر نے ”یوم دفاع پاکستان 6 ستمبر 1965ء اور جذبہ قوم“ میں بہت ہی حسین و جمیل اور جذبہ قوم سے سرشار واقعات کو لکھا۔ ”محترمہ مسرت کلا نجوی“ کی تحریر ”وطن کی مٹی“ پڑھ کر فوجی بننے کے ارادے نے بھی پھر سے دل

میں جنم لیا۔ محترم نذیر انبلاوی نے بہت ہی پراثر انداز میں تحریر ”گڑیا“ لکھی جسے پڑھ کر دوسروں کیلئے دل میں جذبہ ہمدردی بیدار ہوا اور یہ سبق بھی ملا کہ حلال روزی میں برکت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید عیدہ قلم کاری سے نوازیں۔ (آمین)۔

☆ ہر ایک نظم اپنی مثال آپ تھی کہکشاں میں رنگا رنگ تحریروں سے رنگا رنگ معلومات حاصل ہوئیں۔ ساری کہانیوں کا اپنا اپنا منفرد انداز تھا۔ اللہ پاک ایڈیٹر بھی اور سب لکھاریوں کو اور لکھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)۔ اللہ نگہبان۔

(ابرار مظفر.....کھاریاں)

☆ اس دفعہ پھول تو سرشار ہی کر گیا، حمید و توصیف رسول ﷺ کے پھول چھتے ادارہ کی جانب دوڑے تو سچے اور تابناک واقعات نے ہمیں اپنے احساسات میں جگمگا لیا اور ہاں بھیا ہمیں پھول کی سالگرہ نمبر کا بہت اشتیاق ہے۔ اپنے اس روشن اور خوش خیال کو جلد ہی عملی پانچامہ پہنا کر شکر یہ کا موقع دیں۔ ”یوم دفاع نمبر“ بہت ہی قابل سچی تھی۔ تہذیبین طاہر کی تحریر نے ہمیں پاکستانی قوم ہونے پر فخر محسوس کروایا۔ محرکہ چہ تبرک کے حوالے سے لکھی گئیں نظموں نے دلوں میں خوبصورت جذبے کو جنم دیا۔ ”میری مٹی گواہ رہنا“ نہایت عمدہ تحریر تھی وطن کی مٹی اور خودداری بھی سپر تھیں۔ ”موچی“ نرم نرم الفاظ میں گہری شرمندگی کا اعتراف کروائی ایک اچھوتی تحریر تھی۔ نذیر انبلاوی تو ہمیشہ سب سے عمدہ لکھتے ہیں۔ استاد معمار قوم ہوتا ہے میں نے بہت غور کیا کہ آج کل ہماری نوجوان نسل کے مستقبل کے خواب ڈاکٹر، انجینئر، پائلٹ بننے کے گرد گھومتے ہیں تعجب ہوتا ہے اگر ان حضرات کو ان کے خوابوں کی تعمیر دینے والے ہی نہیں بنیں گے تو کیا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکیں گے نہیں قطعاً نہیں۔ استاد کا پیش تو سنت پیغمبری ہے تو پھر اس جانب سے ہماری نظریں کیوں رخ پھیر لیتی ہیں؟ نوجوانوں کی اس زیر بحث نکتہ کی طرف توجہ مبذول کروانی ہوگی۔ میں نے نوٹ کیا ہے کہ بچپن سے لے کر اب تک مجھے بہت ہی قابل استاد ملے نا جانے یہ میری کون سی نیکی کا صلہ ہے جو مجھے دنیا میں اس صورت میں مل رہا ہے۔ اس پلیٹ فارم کی جانب سے میرے بہت ہی قابل اساتذہ کو میرا خراج عقیدت آج میں جو کچھ ہوں انہی کی وجہ سے ہوں اللہ پاک ان سب کو خوش رکھیں اور ہمیں ان کا مؤدب بنائیں آمین میں آپ کے لئے دعا گو ہوں۔ (زیب النساء.....راہوالی کینٹ)

☆ تبرک کا مہینہ دفاع پاکستان کا مہینہ ہے۔ جب ہمارے ذلیل ترین دشمن بھارت نے ہم پر چپکے سے حملہ کر دیا۔ لاہور کے کسی ہوٹل میں چائے پینے والوں کو ایسی عبرت ناک شکست ہوئی کہ وہ عرصہ دراز تک اپنے زخم چاٹتا رہا۔ ان کو ایسی منہ کی کہانی پڑی کہ اس وقت کے بھارت کے ٹھکنے وزیر اعظم لال بہادر شاستری (جو نام کا بہادر تھا ورنہ سترہ روزہ جنگ کے دوران اسے دن میں نہ جانے کتنے چائے بولنا پڑتے تھے) کو روس کے آگے ہاتھ جوڑ کر یہ کہنا پڑا کہ اس جنگ کو ختم کروائیں۔ اس سترہ روزہ جنگ میں ہماری مسلح افواج نے بہادری کی وہ تاریخ رقم کی جس کی مثال ملنا مشکل ہے۔

☆ تبرک کا پھول بہت ہی پیارے ٹائٹل کے ساتھ جس میں ہندوؤں کے دل دہلا دینے والے طیارے کی تصویر کے ساتھ پیکر عزم و ہمت بانی پاکستان کی خوبصورت تصویر سرورق کی خوبصورتی کو چار چاند لگا رہی ہے۔ اس میں نشان حیدر پانے والے شہداء کی تصویریں بھی اپنا رنگ دکھا رہی ہیں۔ خوبصورت بچوں کی تصاویر نے بھی دلکشی میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ انتساب بھی آپ نے صحیح حقداروں کے نام کیا ہے۔ حمد اور نعت ﷺ میں شعراء نے حمد و ثنا کا خوب حق ادا کیا ہے۔ کرنیں میں جناب محمد صالح نے بسم اللہ کی تاثیر بیان فرما کر ہماری خوب رہنمائی فرمائی ہے۔ ادارہ میں آپ نے مثالیں دے کر جس طرح دلوں میں شوق شہادت کا جذبہ پیدا کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ رب کریم اس پر آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔ ”عزم و ہمت کا نشان“ میں بانی پاکستان کو جس طرح خراج عقیدت پیش کیا گیا ہے وہ بے نظیر ہے۔ جس کے لئے چودھری اسد اللہ خان مبارکباد کے مستحق ہیں۔ وطن کی مٹی گواہ رہنا ڈاکٹر فوزیہ سعید کی بہترین کاوش ہے۔ یوم دفاع پاکستان میں قومی جذبہ کو خوب اجاگر کیا گیا ہے۔ وطن کی مٹی میں درس دیا گیا ہے کہ پیش کوئی اہمیت نہیں رکھتا اصل تو انسانیت ہے جو ہر حال میں انسان میں موجود ہونی چاہئے۔ گڑیا ایک پرورد اور حقیقی کہانی ہے۔ کاش ہر برا آدمی اپنی اپنی گڑیاؤں کو پہچان لے پھر وہ دوسری گڑیاؤں کے والدین کو کسی صورت تنگ نہیں کرے گا۔ اسی شمارے کی تمام کاوشیں اپنی اپنی جگہ پراثر اور سبق آموز ہیں۔ تاپا نا تو اس کو آپ جس طرح گھر واپس لائے ہیں وہ بڑا سبق آموز ہے۔ نظریں تمام کی تمام بر محل اور خوبصورت ہیں۔ حسب روایت آپ نے جس طرح اس شمارے کو سنوارا ہے وہ لائق تعریف ہے۔ رب کریم آپ کو مزید ہمت اور حوصلہ عطا فرمائے۔ (آمین)۔

(ریاض حسین قمر.....منگلا ڈیم)





محمد عظیم نظامی

قاضی حسین احمد جماعت اسلامی کے امیر تھے۔ قاضی حسین احمد کے ساتھ پاکستانیوں کا عقیدت، محبت اور احترام کا رشتہ تھا۔ ان کی وفات کی خبر سن کر سبھی کو دکھ ہوا۔ قاضی صاحب چار دن قتل تک دینی اور سیاسی سرگرمیوں میں مصروف نظر آ رہے تھے۔ کراچی میں جماعت اسلامی کے مرکزی رہنما پروفیسر غفور احمد انتقال کر گئے تو ان کی نماز جنازہ میں محترم قاضی صاحب کو دیکھا تو وہ بہت کمزور نظر آئے۔ اس طرح پشاور میں بشیر بلور کی وفات

پاکستانی سیاست کی بزرگ شخصیت قاضی حسین احمد مرحوم

جہد ان کی زندگی کا مشن تھا۔ قاضی صاحب جتنی دیر جماعت اسلامی کے امیر رہے انہوں نے جماعت اسلامی کو گھروں اور دفاتروں سے نکال کر گلی گلیوں تک پہنچایا۔ دینی جماعت سے ایک عوامی سیاست کے طور پر متعارف کرایا۔ ان کی جرأت، استقامت اور کام کرنے کے انداز کو ان کے مخالفین بھی سراہتے تھے۔ دینی جماعتوں کو ایک پلیٹ فارم دیا۔ وہ بلاشبہ اتحاد امت کے عظیم داعی تھے۔ ایسے علمائے کرام جو فرقوں اور ملکوں

دیکھتے ہی بولا ”آپ آئے اور مجھ شامت زدہ کو دعوت کا خیال بھی نہ رہا۔ اب اس وقت کیا ہو سکتا ہے۔ مہمان نے کہا ”کیا مضائقہ معمولی بات ہے“ یہ کہہ کر بہت ادب سے رخصت طلب کی۔ میزبان نے کہا ”اچھا ٹھہریئے میں گھر میں جا کر دیکھوں کچھ بچا بچایا ہو تو لے آؤں۔“ میزبان گھر میں گیا تو پھر گھٹنوں کا غوطہ لگایا۔ بڑی دیر بعد

زیر اعجاز تارڑ

ایک مجمع میں کسی بزرگ کا تذکرہ تھا۔ بعض تو کہتے تھے سبحان اللہ قطب وقت ہیں۔ ایسا بزرگ آدمی اس زمانے میں کہاں؟ بعض کہتے تھے بھائی ہم تو معتقد نہیں، سامان دنیا کیا وہ نہیں رکھتے۔ بی بی، بچے، مکان، کھانا، پینا سبھی کچھ ہے۔ نماز روزہ کون نہیں کرتا، بزرگی کا اور ہی رتبہ

ایک شخص نے ارادہ کیا کہ امتحان لیں۔ یہ ٹھہرا کر ان بزرگ سے جا کر کہا کہ آج بندے کے یہاں آپ کی دعوت ہے۔ گرمی کے دن ہیں، ایسا کیچے نماز مغرب وہیں پڑھئے۔ غریب خانے کے قریب مسجد بھی ہے۔ ان بزرگ نے دعوت کو بلاتال قبول کیا اور نماز مغرب سے پہلے مسجد میں جا حاضر ہوئے۔ نماز مغرب کے بعد وظیفہ پڑھتے رہے اور یہاں میزبان نے گھر سے نکل کر صورت نہ دکھائی۔ میزبان صاحب منتظر تھے کہ مہمان صاحب دق ہو کر خود متقاضی ہو گئے۔ جب نماز عشاء کا وقت ہوا تو ان بزرگ نے نماز مسجد میں پڑھی اور کچھ پڑھنے کو باقی تھا۔ میزبان کے دروازے پر آکر پڑھا۔ یہاں تک کہ آدھی رات ہونے کو آئی۔ تب میزبان نکلا۔ مہمان کو دیکھا تو موجود۔

نکلا تو پھر اس نے کہا ”آپ جاتے تو ہیں مگر میرا جی چاہتا ہے کہ آپ جو کہ نہ چلے جائیں ذرا صبر کریں تو کچھ تدبیر کروں۔“ بزرگ نے فرمایا ”کیوں تکلیف کرتے ہیں اس کا کچھ مضائقہ نہیں میں چلا جاتا ہوں۔“ میزبان نے کہا ”نہیں ذرا ٹھہریئے“ یہ کہہ کر پھر گھر میں گیا اور تھوڑی دیر بعد اندر ہی سے کہا ”بزرگ جی! تشریف لے جائیے“ بزرگ نے پکار کر سلام کیا اور چلنے لگے۔ گلی کے باہر ہو گئے تھے کہ پھر اس نے پکارا تو بزرگ پھر آ گئے۔ اس شخص نے کہا ”اور تو کچھ نہیں یہ ایک پیسہ حاضر ہے“ بزرگ نے بڑی خوشی سے لے لیا اور خوش و خرم پھر چلے۔ پھر اس شخص نے بلایا اور کہا ”میاں فقیر تو بڑا حریص ہے۔ ایک

تیری یہ پوشاک اتروالوں۔“ بزرگ پوشاک اتارنے لگے تو اس نے بزرگ کے قدموں پر سر رکھ دیا اور کہا ”درحقیقت آپ ایک عظیم بزرگ ہیں اور امتحان لینے میں مجھ سے بڑا قصور ہوا معاف فرمائیے“ عظیم بزرگ نے اسے اٹھا کر سینے سے لگالیا اور کہا ”میاں یہ تمہارا خیال ہے۔ کیسی بزرگی اور کہاں کی خدا پرستی۔ یاد رکھو خاکساری خدا رسیدہ ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ جس شخص میں یہ نہیں وہ کتنا ہی عالم و فاضل، عابد و زاہد اور ہمہ صفت موصوف کیوں نہ ہو، سچ ہے۔“

خاکساری نے دکھائیں رفعتوں پہ رفتیں اس زمیں سے واہ کیا کیا آسماں پیدا ہوئے



لے کر کمپیوٹر کے سامنے بیٹھ جائے۔ ہر روز اس کا یہی معمول تھا۔ چینی کے جار میں چاکلیٹ بسکت رکھے تھے۔ بسکت نکالتے ہوئے اس نے تھوڑی سی چینی چھانک لی۔ کچھ چینی شیفٹ پر اور کچھ زمین پر

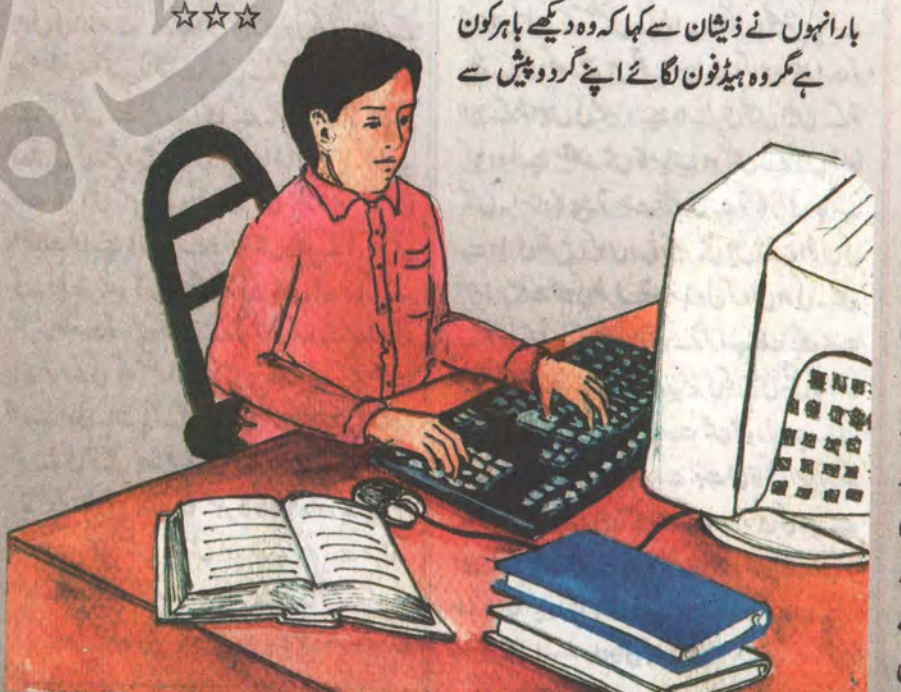
بے نیاز کمپیوٹر گیم میں مصروف تھا۔ اس وقت ابو کو شدید غصہ آیا۔ انہوں نے کھانا چھوڑا اور کمپیوٹر بند کر دیا۔ ذیشان حیران رہ گیا، اس نے ابو کو پہلے بھی اس طرح غصہ میں نہ دیکھا تھا۔ امی اور آپا بھی آوازیں

وہ ننھی مخلوق پورا زور لگا رہی تھی اور.....

حوصلہ کی جیت

کری۔ وہ جار کا ڈھکن بند کئے بغیر باورچی خانے سے نکل کر کمپیوٹر کے سامنے آ بیٹھا۔ اب رات دیر تک یہیں اس کا بسیرا تھا۔ اپنے طور پر وہ گرمی کی چھٹیوں سے خوب لطف اندوز ہو رہا تھا۔ ابو اس کے رویے سے سخت نالاں تھے۔ انہوں نے اسے کئی بار کہا کہ وقت کے مطابق اپنا چھٹیوں کا کام شروع کرے مگر ہر بار اس کا ایک ہی جواب ہوتا ابھی بہت وقت پڑا ہے۔ رات دیر تک جاگنا اور صبح دیر تک سونا اس کا معمول بن چکا تھا۔ باہر کی دنیا سے وہ بالکل کٹ چکا تھا۔ اس کا واسطہ صرف اس بے جان مشین سے رہ گیا تھا۔

گرمی۔ وہ جار کا ڈھکن بند کئے بغیر باورچی خانے سے نکل کر کمپیوٹر کے سامنے آ بیٹھا۔ اب رات دیر تک یہیں اس کا بسیرا تھا۔ اپنے طور پر وہ گرمی کی چھٹیوں سے خوب لطف اندوز ہو رہا تھا۔ ابو اس کے رویے سے سخت نالاں تھے۔ انہوں نے اسے کئی بار کہا کہ وقت کے مطابق اپنا چھٹیوں کا کام شروع کرے مگر ہر بار اس کا ایک ہی جواب ہوتا ابھی بہت وقت پڑا ہے۔ رات دیر تک جاگنا اور صبح دیر تک سونا اس کا معمول بن چکا تھا۔ باہر کی دنیا سے وہ بالکل کٹ چکا تھا۔ اس کا واسطہ صرف اس بے جان مشین سے رہ گیا تھا۔



☆ ☆ ☆

”شاہاں ننھی شاہاں بہت خوب“ مگر ان چوٹی نے ننھی کی حوصلہ افزائی کی۔

حوصلہ افزائی کے الفاظ نے ننھی کے وجود میں برقی لہریں دوڑادی۔ اس نے چینی کے دانے کو پھر سے کمر پر لادنے کی کوشش کی۔ مزدور چوٹیاں جلدی جلدی شیفٹ پر موجود بکھرے دانوں کو پیٹھ پر لادے بلوں میں لے جا رہی تھیں۔ بھاری بھر کم وجود کو دو، دو تین تین چوٹیاں مل کر گھسیٹ رہی تھیں۔

آج ننھی بھی پہلی بار بل سے باہر نکلی تھی۔ روشن ماحول اسے بہت اچھا لگ رہا تھا اور کام میں بھی خوشی محسوس ہو رہی تھی۔ بیٹھے کی تیز مہک نے انہیں بل میں خبردار کر دیا تھا اور ملکہ چوٹی کا حکم ملتے ہی سب چوٹیاں بل سے باہر نکل آئی تھیں اور تیزی سے کام میں مصروف تھیں۔



سردی کا موسم شروع ہونے میں تھوڑے ہی دن باقی تھے، اس عرصہ میں انہیں خوراک ذخیرہ کرنی تھی تاکہ سخت موسم آرام سے گزاریں۔ صبح گیارہ بجے کا وقت تھا جب ذیشان کی آنکھ کھلی۔ گھروں میں خاموشی پھیلی ہوئی تھی۔ امی، آپا گھر پر موجود نہ تھیں۔ ذیشان نے کچھ یاد کرنے کی کوشش کی۔ وہ نیند میں ڈوبا ہوا تھا جب امی اسے کچھ ہدایات دے رہی تھیں۔ بستر سے اٹھ کر اس نے باورچی خانے کا رخ کیا تاکہ کھانے پینے کا سامان



منزہ اکرم

محمد شعیب مرزا کا شمار بچوں اور بڑوں کے معروف ادیبوں اور صحافیوں میں ہوتا ہے۔ ادب و صحافت میں انہوں نے اپنی محنت سے مقام بنایا ہے۔ انہوں نے زمانہ طالب علمی سے ہی لکھنا شروع کر دیا تھا۔ ان کی تحریریں مختلف اخبارات و رسائل میں شائع ہونے لگیں تو پسندیدگی کی سند بھی ملنے لگی۔ زمانہ طالب علمی میں انہوں نے کئی تقریری و تحریری مقابلوں میں انعامات حاصل کئے۔ ان کا خاندان لوہے کے کاروبار سے وابستہ

محمد شعیب مرزا کی کتابوں کا جائزہ

تالیف انہوں نے قرطاس و قلم سے ناطہ جوڑا۔ مختلف اخبارات و جرائد کے لئے انہوں نے رپورٹس، ایڈیٹر تک خدمات انجام دیں۔ بے شمار دینی، ادبی، سماجی و سیاسی شخصیات کے انٹرویوز کئے۔ ”آئینہ“ کے عنوان سے کالم نگاری کی تو ان کے مشاہدے اور تجزیہ کاری کو پسند کیا گیا۔ کئی رسائل میں طنز و مزاح پر مشتمل ان کا سلسلہ ”جستہ برجستہ“ مقبول عام سلسلہ تھا۔ 1990ء کی دہائی سے ان کی زیادہ توجہ بچوں کے ادب کی طرف مرکوز ہوئی۔ ان کا کہنا ہے بہترین سرمایہ کاری وہ ہے جو بچوں پر کی جائے کیونکہ آج کے بچے ہی کل ملک کی باگ ڈور سنبھالیں گے۔ آج اگر بچوں کی اچھی تربیت اور کردار سازی کی جائے تو کل ایک اچھی قوم اور بہتر پاکستان

محمد شعیب مرزا کی کتابیں بچوں اور بڑوں میں مقبول ہیں

ان کی ادبی خدمات پر انہیں کئی ایوارڈز اور اعزازات مل چکے ہیں

ہمیں ملے گا۔ سماجی حوالے سے بھی محمد شعیب مرزا کی خدمات قابل قدر ہیں۔ مختلف تنظیموں کے پلیٹ فارم سے وہ منشیات اور دیگر سماجی برائیوں کے خلاف کام کرتے رہے ہیں۔ قافلہ قلم، انٹرنیشنل فرینڈ شپ آرگنائزیشن، الیخ بوائے سکاؤٹس اور این گروپ، چلڈرن اینڈ یوتھ فاؤنڈیشن کے سربراہ اور بعد ازاں بطور مرکزی صدر پاکستان بیگ رائٹرز فورم، پاکستان چلڈرن میگزین سوسائٹی انہوں نے بے شمار سیمینارز، تقریری، تحریری مقابلے، ورکشاپس منعقد کیں۔ مرکزی صدر پاکستان بیگ رائٹرز فورم کی حیثیت سے انہوں نے پاکستان کی تاریخ میں بچوں کے ادب پر پہلی قومی کانفرنس مئی 1998ء میں کروائی۔ بچوں کے ایک رسالے کی ادارت سنبھالی تو بچوں کے رسائل کے قومی مقابلے میں تین سال تک پہلی اور دوسری پوزیشن حاصل کرتے رہے۔ جون 2003ء میں ماہنامہ ”پھول“ کی ادارت سنبھالی تو

تحریک آزادی کشمیر عروج پر ہے۔ ان کی دوسری کتاب ”فانچ کون جلا وطنی سے وطن واپسی تک“ ہے۔ یہ پرویز مشرف دور میں نواز شریف کی جلاوطنی اور پھر وطن واپسی پر لکھے گئے کالموں کا مجموعہ ہے۔ اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن دس ہزار کی تعداد میں شائع ہوا۔

2016ء میں ان کی بچوں کے لئے لکھی گئی پہلی کتاب ”کھانپوں پکھنپوں“ شائع ہوئی۔ یہ ان کی پنجابی زبان میں لکھی گئی پہلی کتاب تھی۔ اس کتاب کی قیمت 60/- روپے ہے۔ اس میں بچوں کے لئے دلچسپ اور مقصدی کہانیاں شامل ہیں۔ اس کتاب کو حکومت پنجاب کی طرف سے ”شفقت تویر مرزا ایوارڈ“ اور 30/- ہزار روپے نقد انعام سے نوازا گیا۔

حال ہی میں ان کی ایک کتاب ”تایا نا توں“ شائع ہوئی ہے۔ ”پھول“ میں طنز و مزاح پر مشتمل ان کی شائع ہونے والی کہانیوں کا مجموعہ ہے۔ ”پھول“ میں یہ سلسلہ نہایت پسند کیا گیا۔ ان کہانیوں کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ کہانیاں پڑھنے والوں کو ہنسانے کے ساتھ ساتھ بہت



پنجابی کتاب ”شرارتی گھبری“ کو حکومت پنجاب نے ”شفقت تویر مرزا“ ایوارڈ سے نوازا ہے

”آئیں ادیب بنیں“ نئے لکھاریوں کے لئے رہنما کتاب ہے جو بہت ہی مفید ہے

کچھ سکھاتی بھی ہیں۔ مثلاً ڈینگی کے حوالے سے کہانی سے ڈینگی چھڑکی افزائش اور جرمانے کی تفصیل ہے۔ ایک کہانی میں پولیس والے کی رشوت لینے کے بعد ہونے والی پٹائی اور شرمندگی کا ذکر ہے۔ تایا نا توں چلے کر اچھی میں پہلی مرتبہ ہوائی جہاز کا سفر کرنے والوں کے لئے عمل رہنما کی موجود ہے۔ اسی طرح دیگر کہانیوں سے جہاں لطف اٹھایا جاسکتا ہے وہاں بہت کچھ سیکھا بھی

بانی ستمبر 50



مرزا محمد یونس بیگ

استاد کسی بھی قوم کے لیے معیار کی حیثیت رکھتا ہے اور کامیاب قومیں ہمیشہ اپنے اساتذہ کی عظمت اور خدمات کو شاندار طریقے سے خراج تحسین پیش کرتی ہیں۔ ہمارا پیارا مذہب اسلام جو کہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اس میں جاننا استاد کی عظمت کا تذکرہ ملتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ علم دین سکھو اور دینی علم کے لیے وقار و سنجیدگی سیکھو اور جن سے تم دین کا علم سیکھو ان سے عاجزی سے پیش آؤ، اور ایک دوسری حدیث پاک میں ارشاد ہے کہ پڑھو مسلمان، عالم، حافظ، حاکم عادل اور استاد کی تعظیم گویا تعظیم خداوندی ہے۔

تعلیم دینا انبیاء کرام کا پیشہ ہے اور ہمارے نبی اکرم ﷺ بھی بحیثیت معلم ہی مبعوث کیے گئے تھے۔ آپ ﷺ نے

”جس نے مجھے ایک حرف پڑھایا اُس نے مجھے غلام بنالیا۔“ حضرت علیؓ

اساتذہ کا احترام کرنے والوں نے ہی بلند مقام حاصل کیا۔

اسلام کی پہلی درس گاہ مسجد نبوی میں صفائی ایک چھوٹے پر قائم کی۔ علماء امت اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بعد انسانوں میں سب سے بڑا درجہ والدین کا ہے پھر استاد کا۔ ماں باپ جسمانی نشوونما فراہم کرنے کے لیے کوشش کرتے ہیں جبکہ استاد فکری، دینی اور اخلاقی لحاظ سے تربیت فراہم کرتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے مجھے ایک حرف پڑھایا اس نے مجھے اپنا غلام بنالیا، پھر اس کی مرضی ہے کہ وہ مجھے آزاد چھوڑے یا بیچ دے۔ عظیم امر کی میسرور ہنری ایڈمز لکھتے ہیں کہ استاد کا اثر ہمیشہ رہتا ہے اور وہ بھی بھی نہیں ہٹا سکتا کہ اس کا اثر کب ختم ہوگا۔

ممتاز ادیب و مصنف اشفاق احمد تعظیم اساتذہ کے متعلق اپنی کتاب زاویہ میں ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ دم میں جب وہ تدریسی فرائض سرانجام دے رہے تھے تو اس دوران ایک بار

ان کا ٹریفک چالان ہوا اور وہ بروقت چالان جمع نہ کروا سکے جس کی وجہ سے انہیں عدالت جانا پڑا، جج صاحب کے استفسار پر جب انہوں نے بتایا کہ وہ ایک استاد ہیں اور مصروفیت کی وجہ سے بروقت چالان جمع نہیں کروا سکے تھے تو جج صاحب نے حیرانی سے کہا ایک استاد عدالت میں، اور تمام عدالت ان کے احترام میں علامہ صاحب کے کہنے پر ہی مولوی میر حسن کے

اسلام نے اساتذہ کی تعظیم اور احترام کو لازم قرار دیا ہے

استاد قوم کے معمار

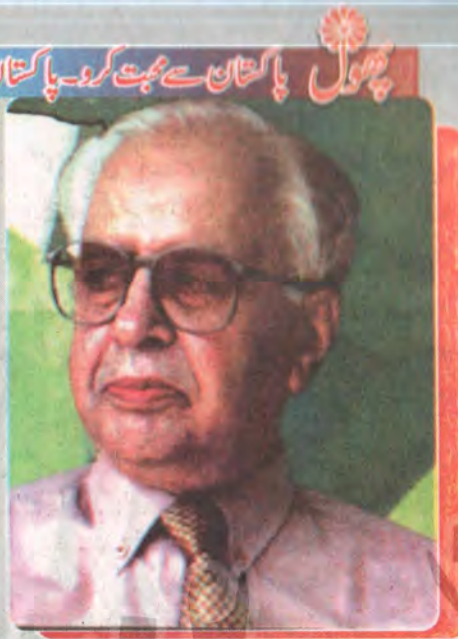
العلماء کا خطاب دیا گیا اور جب علامہ صاحب سے صاحب کی کسی تصنیف کے بارے میں دریافت کیا گیا آپ نے فرمایا کہ میں ان کی زندہ و جاوید تصنیف ہوں۔ گورنمنٹ کرا، لاہور میں دوران تعلیم علامہ اقبال استاد پروفیسر آرنلڈ سے بہت متاثر تھے۔ قیام انگلستان دوران جب علامہ صاحب نے اشعار کہنے ترک کر دیے تھے تب پروفیسر آرنلڈ کی ہی فرمائش اور خواہش کی بجائے کرتے ہوئے انہوں نے دوبارہ شاعری کی طرف لوٹ کر لکھا تھا اور جب اقبال کو اپنے اساتذہ آرنلڈ کی وفات کی تو بے اختیار آپ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے کہ آہ! آن آئی اپنے عظیم دوست اور مشفق استاد سے محروم ہو گیا۔ استاد ہر دور میں واجب رہا ہے اس کا دور جب کسی طور بھی سے کم نہیں، استاد ایک ایسی واجب الاحترام ہستی ہے کہ فیوض و برکات کا اعتراف ہر عظیم انسان نے کیا۔ استاد کی شفقت سے ہی دنیا میں بڑی بڑی شخصیات پیدا ہوئیں۔ بڑے بڑے فلاسفہ، دانشور اور صاحب فضل و کمال سب اساتذہ کے دیے ہوئے علم و عرفان کے مرہون ہیں۔ اقوام عالم کے ہر ملک، ہر قومیت اور ہر مذہب کے اندر استاد کا کردار انتہائی اہمیت کا حامل ہے اور اساتذہ کو رول ماڈل سمجھا گیا ہے۔

ہم تعمیر انسانیت اور تعمیر کردار میں اساتذہ کی خدمات کو فراموش نہیں کر سکتے کیونکہ تعلیم و تدریس انبیاء کرام کی ہے اور جس نور پاکیزگی، خدمت انسانیت، تعمیر سادگی، اخلاص اور احترام انسانیت اس پیشے میں سے کسی پیشے میں اتنی مقدار میں یہ اوصاف میسر نہیں آتے۔ اس کے کمرشل دور میں یہ بات دیکھنے میں آ رہی ہے کہ طالب علم استاد سے اسباب علم تو کر رہا ہے لیکن اساتذہ حقدارِ امت اور عزت نہیں دی جا رہی جو کہ بہت افسوس امر ہے۔ اساتذہ کو کام معیار ہے جس طرح ہمارے بانی نبی اکرم ﷺ نے کہ تمام اکابرین ملت نے اس احترام سکھایا ہے ہمیں مقدور ہمارے عمل کرنا چاہیے۔ اسلام نے اساتذہ کی تعظیم اور احترام کو لازم قرار دیا ہے ”جس نے مجھے ایک حرف پڑھایا اُس نے مجھے غلام بنالیا۔“

کچھ یادیں..... کچھ باتیں!.....

خوش ہوں۔ میرے یہ 25 برس رائیگاں نہیں گزرے بلکہ میں نے یہ عرصہ نیک مقاصد کے حصول اور اپنی قومی کے نوہالوں کو خوش کرنے اور ان کی اصلاح کرنے کی کوشش میں گزارے ہیں۔ اس موقع پر میں ان لوگوں کا

صاحب نے اپنے والد کی جگہ سنبھال کر مجھے سہارا دیا اور محترم شعیب مرزا صاحب اور دیگر ساتھیوں نے بھی میری خوبصورتی کو مانڈ نہ پڑنے دیا اور اب بھی یہ سب لوگ اپنی جدوجہد کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔“ پھول



نور العین

”کیا بات ہے پھول تم اتنے اُداس کیوں ہو؟“ پھول کبھی مرجھا رہا تھا، کبھی کھل رہا تھا۔ کافی دیر یہ کیفیت دیکھنے کے بعد پھول کے قریب بیٹھی تلی سے رہانہ گیا۔ آخراً اس نے پھول سے اس کی وجہ دریافت کی۔

”تلی! آج میرے 25 سال مکمل ہو گئے ہیں۔“ پھول نے تلی کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

”ازے پھول یہ تو بہت خوشی کی بات ہے تو پھر یہ اُداس کیسی؟“ دیکھو نہ تمہارے چاہنے والوں نے تمہارے لئے پھول سلور جوئی تقریب کا اہتمام بھی کیا ہے۔“ تلی نے کہا۔

”ہاں میں جانتا ہوں کہ سب بہت خوش ہیں۔ میں بھی خوش ہوں لیکن مجھے میرے بانی محترم مجید نظامی صاحب بہت یاد آ رہے ہیں۔ اگر آج وہ حیات ہوتے تو بہت خوش ہوتے۔ جب مجھے انکا خیال آتا ہے تو میں اُداس ہو جاتا ہوں۔“ پھول نے اپنی افسردگی کی وجہ بتائی۔

”سنو پھول! یہ زندگی کا سفر ہے کبھی خوشیاں دیتا ہے تو کبھی غم، اس سفر میں بہت سے لوگ ہمیں چھوڑ جاتے ہیں اور نئے لوگ شامل ہو جاتے ہیں یہ سفر اسی طرح گزرتا رہتا ہے۔“ پھول نے اپنی افسردگی کی وجہ بتائی۔



نور العین

”ہاں بالکل تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ شعیب بھائی کو بھی دیکھ لو ہر وقت تمہارے اور تمہارے چاہنے والوں کے لئے سوچتے ہیں اور محنت سے کام کرتے ہیں۔“ تلی نے کہا۔

”تلی! آج میرے 25 سال مکمل ہو گئے ہیں۔“ پھول نے تلی کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

”ازے پھول یہ تو بہت خوشی کی بات ہے تو پھر یہ اُداس کیسی؟“ دیکھو نہ تمہارے چاہنے والوں نے تمہارے لئے پھول سلور جوئی تقریب کا اہتمام بھی کیا ہے۔“ تلی نے کہا۔



بھی شکر گزار ہوں جو کسی نہ کسی شعبے کے تحت مجھ سے وابستہ رہے ہیں اور وابستہ ہیں اور جنہوں نے مجھے نکھارنے کے لئے اپنا اہم کردار ادا کیا اور ادا کر رہے ہیں۔“ پھول نے کہا۔

”بالکل صحیح، آگے کیا ارادے ہیں؟“ تلی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”اپنے ملک و قوم کے لئے اور اس کے پیارے پیارے نوہالوں کے لئے میرا بہت کچھ کرنے کا ارادہ ہے۔ میری کوشش ہے کہ میری قوم کے تمام پھول میری طرح کھلتے رہیں۔ میری خوشبو ہر جگہ پھیلے۔ جسے پا کر میری دھرتی کے تمام پھول اپنی اصلاح کریں اور اپنی صلاحیتوں میں نکھار پیدا کریں اور خود کو اس قابل بنائیں کہ اس پاک دھرتی اور اس پر رہنے والوں کے لئے کوئی نیک کام کریں۔“ پھول نے اپنے نیک ارادوں اور خواہشات کا اظہار کیا۔

نور العین

ہیں۔ جنگ ستمبر 1965ء کے حوالے سے میری اسی جان نے مجھ سے اپنے بچپن کی ایک یاد شیر کی جو قارئین کی نذر ہے:

”جب 1965ء میں ہندوستانی فوج نے بزدلانہ وار کیا تب میری عمر چھ سات سال تھی۔ ریڈیو پر ہم نے سنا کہ بھارتی فوج کی لاہور کی طرف پیش قدمی جاری ہے۔ میرے اماں ابا سب دعا میں مانگنے لگ گئے۔ اگلے دن پتا چلا کہ سیالکوٹ پر حملہ ہو گیا ہے۔ سب رشتے دار جمع ہو گئے۔ اس وقت مجھے بم، کرنیو، جنگ کا پتہ نہیں تھا۔ میں گلی میں کھل کر بازار کی سمت بھٹہ لینے چلی گئی۔ ابھی بھٹہ اپنی جھولی میں ڈالا ہی تھا کہ سائرن بج اٹھا۔ قریبی سرکاری سکول میں فوراً چھٹی کی گھنٹی بجی اور بچے چیتنے چلائے۔ سب دکاندار تیزی سے اپنی دکانیں بند کرنے لگے۔ میں سہم کر کھڑی تھی۔ ابھی میرے بڑے بھائی نظر آئے اور مجھے جلدی سے گھر جانے کا کہا۔ میں بھی سکول کے بچوں کے ساتھ دوڑتی ہوئی گھر پہنچی گئی۔ وہاں اماں پریشان کھڑی رو رہی تھیں۔ چند ہی گھنٹوں بعد بازار میں بم گرنے کی آواز آئی۔ سب محلے دار شتے دار ڈر گئے۔ میرے بھائی گھبرائے ہوئے آئے اور کہنے لگے کہ ”بھارتی فوج نے بمباری شروع کر دی ہے جلدی سے نکلو یہاں سے۔“ بھائی رضا کا رتھے۔ ہمیں تحصیل بازار حویلی جانے کا کہا اور خود اپنا خاکی یونی فارم پہن کر چلے گئے۔ آنا فانا سب جان پہچان والے تانگے، چھکڑے پر بیٹھ کر اس حویلی پہنچے۔ راستے میں دیکھا کہ بمباری کی وجہ سے بازار تباہ ہو چکا تھا۔ حویلی پہنچے تو رات ہو چکی تھی۔ ہم بچوں کو جلدی سے سلا دیا گیا اور تمام مرد حویلی کے باہر چار پائیاں بچھا کر بیٹھ گئے۔ ساری پتیاں بچھا رکھی تھیں۔ اندر چلتے بلب کے گرد خاکی کا فندہ چڑھا دیا۔ ساری رات بمباری ہوتی رہی۔ اگلے دن فجر کے بعد رضا کاروں کی بس آئی اور ہمیں محفوظ مقام تک لے جایا گیا۔ وہ کوئی گاؤں تھا۔ میرے بھائی کا کچھ پتا نہیں تھا کہ کہاں ہیں۔ اگلی شام بھائی آئے اور بتایا کہ شدید حملے میں ڈیڑھ سو کے لگ بھگ افراد زخمی ہوئے ہیں۔ جنہیں ہسپتال داخل کر دیا گیا ہے۔ ریڈیو پر مسلسل خبریں جاری تھیں۔ پانچ دن تک اس انجان گاؤں میں رہے۔ پھر جب خبر سنی کہ ہماری فوج کامیاب لڑی ہے اور دشمن کو زبردست شکست فاش ہوئی ہے تو خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ فوراً اپنے گھر چل پڑے۔ اور گھر آ کر سجدہ شکر ادا کیا۔“

”پھول! ساتھیو! یہ بات شیر کرنے کا مقصد یہ یاد رکھنا ہے کہ ہم خدمت وطن کے مقروض ہیں۔ ہمارے بڑوں بزرگوں نے جو دیکھا وہ ہم محسوس نہیں کر سکتے۔ ہم پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم اپنے بڑوں سے وہ واقعات سن کر ٹھیک متعین میں دفاع وطن کی خاطر سب شمار کرنے کو تیار ہو جائیں۔“

جیسے کوئی فکری نہیں۔ دوپہر کو معلوم ہوا کہ بھارتی فوج کی اندھا دھند فائرنگ کا جواں مردی سے جواب دیتے ہوئے کپٹن عمر بھی شہادت کے اعلیٰ رتبے پر فائز ہو چکے ہیں۔ اگلے دن عمر کا جسد خاکی لئے دو جوان آئے۔ اس کی ٹوپی، ڈائری اور بزر پرچم کو نہایت احترام سے پیش کرنے کے بعد یوں ”سرا“ عمر بہت جانا ہوا تھا۔ اس نے دشمن کو توڑ جواب دیا۔ اس کے کندھے پر گولی لگی تھی مگر وہ مسلسل فائرنگ کر کے جتنا ہاتھ کر دیکھو۔ دیکھو۔ کن بہادروں سے پالا پڑا ہے۔ تم بزدل ہو جو میری قوم کی خوشیاں لینا چاہتے ہو۔ پر میں تمہارے ناپاک

جیسے کوئی فکری نہیں۔ دوپہر کو معلوم ہوا کہ بھارتی فوج کی اندھا دھند فائرنگ کا جواں مردی سے جواب دیتے ہوئے کپٹن عمر بھی شہادت کے اعلیٰ رتبے پر فائز ہو چکے ہیں۔ اگلے دن عمر کا جسد خاکی لئے دو جوان آئے۔ اس کی ٹوپی، ڈائری اور بزر پرچم کو نہایت احترام سے پیش کرنے کے بعد یوں ”سرا“ عمر بہت جانا ہوا تھا۔ اس نے دشمن کو توڑ جواب دیا۔ اس کے کندھے پر گولی لگی تھی مگر وہ مسلسل فائرنگ کر کے جتنا ہاتھ کر دیکھو۔ دیکھو۔ کن بہادروں سے پالا پڑا ہے۔ تم بزدل ہو جو میری قوم کی خوشیاں لینا چاہتے ہو۔ پر میں تمہارے ناپاک

جیسے کوئی فکری نہیں۔ دوپہر کو معلوم ہوا کہ بھارتی فوج کی اندھا دھند فائرنگ کا جواں مردی سے جواب دیتے ہوئے کپٹن عمر بھی شہادت کے اعلیٰ رتبے پر فائز ہو چکے ہیں۔ اگلے دن عمر کا جسد خاکی لئے دو جوان آئے۔ اس کی ٹوپی، ڈائری اور بزر پرچم کو نہایت احترام سے پیش کرنے کے بعد یوں ”سرا“ عمر بہت جانا ہوا تھا۔ اس نے دشمن کو توڑ جواب دیا۔ اس کے کندھے پر گولی لگی تھی مگر وہ مسلسل فائرنگ کر کے جتنا ہاتھ کر دیکھو۔ دیکھو۔ کن بہادروں سے پالا پڑا ہے۔ تم بزدل ہو جو میری قوم کی خوشیاں لینا چاہتے ہو۔ پر میں تمہارے ناپاک

جیسے کوئی فکری نہیں۔ دوپہر کو معلوم ہوا کہ بھارتی فوج کی اندھا دھند فائرنگ کا جواں مردی سے جواب دیتے ہوئے کپٹن عمر بھی شہادت کے اعلیٰ رتبے پر فائز ہو چکے ہیں۔ اگلے دن عمر کا جسد خاکی لئے دو جوان آئے۔ اس کی ٹوپی، ڈائری اور بزر پرچم کو نہایت احترام سے پیش کرنے کے بعد یوں ”سرا“ عمر بہت جانا ہوا تھا۔ اس نے دشمن کو توڑ جواب دیا۔ اس کے کندھے پر گولی لگی تھی مگر وہ مسلسل فائرنگ کر کے جتنا ہاتھ کر دیکھو۔ دیکھو۔ کن بہادروں سے پالا پڑا ہے۔ تم بزدل ہو جو میری قوم کی خوشیاں لینا چاہتے ہو۔ پر میں تمہارے ناپاک

جیسے کوئی فکری نہیں۔ دوپہر کو معلوم ہوا کہ بھارتی فوج کی اندھا دھند فائرنگ کا جواں مردی سے جواب دیتے ہوئے کپٹن عمر بھی شہادت کے اعلیٰ رتبے پر فائز ہو چکے ہیں۔ اگلے دن عمر کا جسد خاکی لئے دو جوان آئے۔ اس کی ٹوپی، ڈائری اور بزر پرچم کو نہایت احترام سے پیش کرنے کے بعد یوں ”سرا“ عمر بہت جانا ہوا تھا۔ اس نے دشمن کو توڑ جواب دیا۔ اس کے کندھے پر گولی لگی تھی مگر وہ مسلسل فائرنگ کر کے جتنا ہاتھ کر دیکھو۔ دیکھو۔ کن بہادروں سے پالا پڑا ہے۔ تم بزدل ہو جو میری قوم کی خوشیاں لینا چاہتے ہو۔ پر میں تمہارے ناپاک

جیسے کوئی فکری نہیں۔ دوپہر کو معلوم ہوا کہ بھارتی فوج کی اندھا دھند فائرنگ کا جواں مردی سے جواب دیتے ہوئے کپٹن عمر بھی شہادت کے اعلیٰ رتبے پر فائز ہو چکے ہیں۔ اگلے دن عمر کا جسد خاکی لئے دو جوان آئے۔ اس کی ٹوپی، ڈائری اور بزر پرچم کو نہایت احترام سے پیش کرنے کے بعد یوں ”سرا“ عمر بہت جانا ہوا تھا۔ اس نے دشمن کو توڑ جواب دیا۔ اس کے کندھے پر گولی لگی تھی مگر وہ مسلسل فائرنگ کر کے جتنا ہاتھ کر دیکھو۔ دیکھو۔ کن بہادروں سے پالا پڑا ہے۔ تم بزدل ہو جو میری قوم کی خوشیاں لینا چاہتے ہو۔ پر میں تمہارے ناپاک

جیسے کوئی فکری نہیں۔ دوپہر کو معلوم ہوا کہ بھارتی فوج کی اندھا دھند فائرنگ کا جواں مردی سے جواب دیتے ہوئے کپٹن عمر بھی شہادت کے اعلیٰ رتبے پر فائز ہو چکے ہیں۔ اگلے دن عمر کا جسد خاکی لئے دو جوان آئے۔ اس کی ٹوپی، ڈائری اور بزر پرچم کو نہایت احترام سے پیش کرنے کے بعد یوں ”سرا“ عمر بہت جانا ہوا تھا۔ اس نے دشمن کو توڑ جواب دیا۔ اس کے کندھے پر گولی لگی تھی مگر وہ مسلسل فائرنگ کر کے جتنا ہاتھ کر دیکھو۔ دیکھو۔ کن بہادروں سے پالا پڑا ہے۔ تم بزدل ہو جو میری قوم کی خوشیاں لینا چاہتے ہو۔ پر میں تمہارے ناپاک

جیسے کوئی فکری نہیں۔ دوپہر کو معلوم ہوا کہ بھارتی فوج کی اندھا دھند فائرنگ کا جواں مردی سے جواب دیتے ہوئے کپٹن عمر بھی شہادت کے اعلیٰ رتبے پر فائز ہو چکے ہیں۔ اگلے دن عمر کا جسد خاکی لئے دو جوان آئے۔ اس کی ٹوپی، ڈائری اور بزر پرچم کو نہایت احترام سے پیش کرنے کے بعد یوں ”سرا“ عمر بہت جانا ہوا تھا۔ اس نے دشمن کو توڑ جواب دیا۔ اس کے کندھے پر گولی لگی تھی مگر وہ مسلسل فائرنگ کر کے جتنا ہاتھ کر دیکھو۔ دیکھو۔ کن بہادروں سے پالا پڑا ہے۔ تم بزدل ہو جو میری قوم کی خوشیاں لینا چاہتے ہو۔ پر میں تمہارے ناپاک

جیسے کوئی فکری نہیں۔ دوپہر کو معلوم ہوا کہ بھارتی فوج کی اندھا دھند فائرنگ کا جواں مردی سے جواب دیتے ہوئے کپٹن عمر بھی شہادت کے اعلیٰ رتبے پر فائز ہو چکے ہیں۔ اگلے دن عمر کا جسد خاکی لئے دو جوان آئے۔ اس کی ٹوپی، ڈائری اور بزر پرچم کو نہایت احترام سے پیش کرنے کے بعد یوں ”سرا“ عمر بہت جانا ہوا تھا۔ اس نے دشمن کو توڑ جواب دیا۔ اس کے کندھے پر گولی لگی تھی مگر وہ مسلسل فائرنگ کر کے جتنا ہاتھ کر دیکھو۔ دیکھو۔ کن بہادروں سے پالا پڑا ہے۔ تم بزدل ہو جو میری قوم کی خوشیاں لینا چاہتے ہو۔ پر میں تمہارے ناپاک



تیرے بیٹے تیرے جانناڑ چلے آتے ہیں

عمر کو پاک فوج میں جانے کا جنون تھا۔ اس کے کمرے میں دیواروں پر لگے پوسٹر گواہ تھے کہ وہ کتنا بڑا عاشق وطن ہے۔ بس اپنے بابا کی خواہش کو اپنا جنون بنا بیٹھا تھا۔ ایک دن میں نے کہا ”عمر تم ذہین ہو، مثالی شاگرد ہو، مانا کہ تمہیں وطن سے پیار ہے۔ پر ضروری تو نہیں کہ تم آری جوان کرو، تم کچھ اور شعبے میں بھی جاسکتے ہوتا! پھر آری ہی کیوں؟“

عمر نے بنا سوچے کہا ”آیاں! میں آری اس لئے جوان کرنا چاہتا ہوں کہ اس دھرتی کا قرض اتار سکوں۔ میں قوم کی بیٹی ”عافہ صدیقی“ کے لئے مرد مجاہد بننا چاہتا ہوں۔ میں دشمن کو دکھانا چاہتا ہوں کہ میں بہادر قوم سے ہوں۔ میری قوم کے ننھے پھولوں کو لوہیوں نہلانے والے کو ہٹانا چاہتا ہوں کہ دیکھو بزدلو، ابھی بھی میری قوم میں محمود غزنوی، صلاح الدین ایوبی، محمد بن قاسم زندہ ہے۔ میں اینٹ سے اینٹ بجا کر کہنا چاہتا ہوں کہ ہاں جس میں بہت ہے وہ آئے۔ بخدا میری قوم جذبہ ایمانی سے سرشار تمہارا نام منادے گی۔“

عمر کا چہرہ جوش سے روشن ہو گیا اور آواز میں مضبوطی تھی۔ چند ماہ بعد عمر کو اس کے خوابوں کی تعبیر نظر آئی اور اسے آری میں جانے کا موقع مل گیا۔ اپنے گاؤں میں مٹھائی بانٹ رہا تھا مجھے دیکھ کر بولا ”آیاں! آتم دیکھنا میں اپنے بابا جیسا بنوں گا بابا جیسے لڑوں گا۔ دعا کرنا میں اپنا فرض اچھے سے ادا کر پاؤں۔“

میں نے خاموشی سے اوداع کہا، عمر کی پوسٹنگ بارڈر کے قریب ہوئی تھی۔ ہر دوسرے تیسرے دن فون کر کے بتاتا رہتا۔ عید آنے والی تھی اور عمر اپنے محاذ پر ڈٹا تھا۔ عمر میرا سب سے اچھا دوست تھا۔ اس کے بابا کا رگڑ کی جنگ میں غازی ٹھہرے تھے۔ شاید اسی لئے آری کا دیوانہ تھا۔ چاند رات کو اس کا مٹیج آیا کہ دعا کرنا ”خدا مجھے توفیق شہادت دے۔“ اگلی صبح کو عید کی نماز کے بعد اس کے بابا ملے تو پتا چلا کہ فجر کے بعد لائن آف کنٹرول پر بلا اشتعال فائرنگ کی جارہی ہے۔ عمر بھی اسی جگہ مورچہ سنبھالے ہیں۔ ان کے چہرے پر اطمینان تھا،



پہول

انسائیکلو پیڈیا

فرحان اشرف



نے انہیں جرنیل کا خطاب دیا تھا۔ اختر حسین خان نے فن موسیقی کے اسرار و رموز سے آگاہی اپنے باکمال والد سے حاصل کی اور پھر اپنے بیٹوں امانت علی خان اور فتح علی خان اور پوتے اسد امانت اختر حسین خان کو فن موسیقی کا درس دے کر اس فن کو آگے بڑھایا۔ اختر حسین خان کا انتقال لاہور میں یکم جنوری 1974ء کو ہوا۔

تقلین مشتاق

پاکستان کے اسپنر باؤلر تقلین مشتاق 29 دسمبر 1976ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے 3 نومبر 1996ء کو پشاور میں زمبابوے کے خلاف کھیلے گئے ایک روزہ بین الاقوامی میچ میں گرانٹ فلاور، جان رینی اور اینڈریو ٹیل کو تین مسلسل گیندوں پر آؤٹ کر کے ہیٹ ٹرک بنانے کا اعزاز حاصل کیا۔ وہ دنیا کے پہلے اسپنر تھے جنہوں نے ایک روزہ بین الاقوامی میچوں میں ہیٹ ٹرک بنانے کا اعزاز حاصل کیا تھا۔ تقلین مشتاق اس کے بعد 1999ء کے ورلڈ کپ کرکٹ ٹورنامنٹ میں ہیٹ ٹرک کرنے کا اعزاز حاصل کر چکے ہیں۔ انہوں نے اپنے ایک روزہ ٹیسٹ کیریئر کی یہ ہیٹ ٹرک بھی زمبابوے کے خلاف حاصل کی تھی۔

چکبست لکھنوی

اردو کے نامور شاعر پنڈت برج نرائن چکبست لکھنوی 1882ء میں فیض آباد میں پیدا ہوئے۔ اوائل عمر میں لکھنؤ آگئے اور کیمیکل کالج لکھنؤ سے قانون کا امتحان پاس کر کے وکالت کے شعبے سے منسلک ہوئے۔ انہوں نے ایک رسالہ ”ستارہ صبح“ کے نام سے بھی جاری کیا تھا جبکہ ان کا مجموعہ کلام ”صبح وطن“ کے نام سے شائع ہوا تھا۔ ان کے کئی اشعار ضرب المثل کا درجہ رکھتے ہیں۔ خصوصاً ان کا یہ شعر ان کی شناخت سمجھا جاتا ہے:

زندگی کیا ہے، عناصر میں ظہور ترتیب
موت کیا ہے انہی اجزا کا پریشان ہونا

چکبست لکھنوی 12 فروری 1926ء کو وفات پا گئے۔

☆☆☆

آغا حشر کاشمیری



یکم اپریل 1879ء کو اردو کے نامور ڈرامہ نگار آغا حشر کاشمیری امرتسر کے ایک کشمیری خاندان میں پیدا ہوئے۔ ان کا اصل نام محمد شاہ تھا۔ انہوں نے 1897ء میں ایک پارسی تھیٹر کے ڈرامے دیکھے تو خود بھی ڈرامہ لکھنے کی طرف مائل ہوئے اور کبھی کی

الفرید تھیٹر یکل کمپنی سے وابستہ ہو کر ڈرامہ لکھنے لگے۔ انہوں نے شیکسپیر کے مختلف ڈراموں کے اردو ترجمے بھی کیے جو بہت مقبول ہوئے۔ 1910ء میں انہوں نے اپنی تھیٹر یکل کمپنی قائم کی جس میں پیش کیے جانے والے ڈرامے وہ لکھتے بھی خود تھے اور ان کی ہدایات بھی خود دیتے تھے۔ آغا حشر کاشمیری اردو ڈرامے کی تاریخ میں بڑا اہم مقام رکھتے ہیں۔ انہیں ہندوستان کا شیکسپیر بھی کہا جاتا ہے۔ آغا حشر کاشمیری کا انتقال 28 اپریل 1935ء کو لاہور میں ہوا۔

استاد جھنڈے خان

برصغیر کے نامور موسیقار استاد جھنڈے خان کا اصل نام میاں غلام مصطفیٰ تھا اور وہ 1866ء میں جھوں کے ایک گاؤں کوٹلی اوکھلاں میں پیدا ہوئے۔ علم موسیقی کے حصول کے لیے انہوں نے ہندوستان کے طول و عرض میں سفر کیا۔ موسیقی کے علم میں استعداد بہم پہنچانے کے بعد وہ مختلف تھیٹر یکل کمپنیوں کے ساتھ وابستہ رہے اور ان کے لیے خوب صورت بندشیں اور دھنیں اختر کرتے رہے۔ پھر بولتی فلموں کا دور آیا تو انہوں نے تیس سے زیادہ فلموں کی موسیقی ترتیب دی۔ استاد جھنڈے خان نے اپنے کمالات سے فلمی موسیقی کو بام عروج پر پہنچا دیا۔ برصغیر کی فلمی موسیقی انہی کی فنی رہبری کی مرہون منت ہے۔ قیام پاکستان کے بعد استاد جھنڈے خان گوجرانوالہ میں رہائش پذیر ہوئے اور وہیں 11 اکتوبر 1952ء کو خالق حقیقی سے جا ملے۔

اختر حسین خان

پٹیالہ گھرانے کے نامور موسیقار اختر حسین 1896ء میں جرنیل علی بخش خان کے گھر پیدا ہوئے۔ اس گھرانے کے بانی خان صاحب جرنیل علی بخش خان اور خان صاحب کرنیل فتح علی خان تھے۔ استاد بڑے غلام علی خان، استاد برکت علی خان، استاد عاشق علی خان، استاد مبارک علی خان، استاد امانت علی خان اور استاد فتح علی خان سے لے کر استاد حامد علی خان، اسد امانت علی خان، زاہدہ پروین، شفقت امانت علی خان اور رستم فتح علی خان تک کلاسیکی موسیقی کے متعدد بڑے فنکاروں کا تعلق اسی گھرانے سے رہا ہے۔ جرنیل علی بخش کو مہاراجہ پٹیالہ

محبت اللہ

کئی دنوں سے خوب سردی پڑ رہی تھی۔ صبح اور رات کے وقت دھند بھی چھائی رہتی۔ بدھ کے روز خوب سورج چمکا تھا۔ سردی کے ستارے انسانوں نے سکھ کا سانس لیا تھا۔ سب نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ سورج کی حرارت لینے کے لیے عروج کی امی جان نے چھت پر جا کر سبزی بنانے کا فیصلہ کیا۔ عروج بھی فوراً ان کے ساتھ چھت پر چلی گئی۔ امی جان چار پائی پر بیٹھی سبزی کاٹ رہی تھیں جبکہ عروج اپنی تین پیہوں والی سائیکل چلانے میں مصروف تھی۔ وہ جب بھی چار پائی کے پاس آتی گاجر کا ایک ٹکڑا امی جان سے لے کر کھانے لگتی۔ اُسے معلوم تھا کہ گاجریں مکی یا پکا کر کھائی جائیں۔ دونوں صورتوں میں بے حد مفید ہیں۔ کا جوس بھی صحت کے لیے فائدہ مند ہے۔

”سائیکل آہستہ چلاؤ ورنہ گر جاؤ گی۔“ امی جان نے جب دیکھا کہ عروج اپنی سائیکل کی رفتار بڑھا رہی ہے تو انہوں نے اُسے سمجھایا۔

”میں جب گرنے لگوں گی تو اپنے دونوں پاؤں زمین

نہنے منے بچوں کے لیے

ہری مرچیں

پر رکھ لوں گی۔“ عروج چار پائی کے پاس آ کر گاجر کا ایک ٹکڑا پکڑتے ہوئے بولی۔

کچھ دیر بعد امی جان کا موبائل فون بجنے لگا۔ وہ اپنا موبائل فون نیچے کرے میں بھول آئی تھیں۔

”امی جان! میں آپ کا موبائل فون لے کر آتی ہوں۔“ یہ کہہ کر عروج سبزیوں کی طرف بڑھنے لگی تو امی جان چار پائی سے اٹھ کر بولیں:

”تم موبائل فون گرا دو گی، میں خود ہی دیکھتی ہوں کہ کس کا فون ہے۔“

امی جان کے نیچے جاتے ہی عروج چار پائی پر اُن کی جگہ

بیٹھ گئی۔ امی جان سبزی بنا چکی تھیں۔ اب وہ ہری مرچیں کاٹ رہی تھیں۔ عروج نے چھری پکڑ لی اور ہری مرچیں کاٹنے لگی۔

”یہ مرچ تو مجھ سے کٹ نہیں رہی۔ چلو میں اسے ہاتھ سے توڑتی ہوں۔“ عروج بولی۔

”کیا ہوا ہے میری گڑیا کو؟“ امی جان نے اُسے پکار کیا۔

”ہائے میری آنکھیں۔“ عروج روتے ہوئے بولی۔

امی جان جب عروج کو لے کر چھت پر آئیں تو ہری مرچوں کو دیکھ کر وہ ساری بات سمجھ گئیں۔

”رونا بند کرو، میں ابھی اپنی گڑیا کا منہ دھلوا دیتی ہوں۔“

”امی جان! میری آنکھیں نہیں کھل رہیں، امی جان! میری آنکھیں۔“ عروج روتے ہوئے امی جان سے لپٹ گئی۔

”اب چپ بھی کرو، ہاتھ منہ صابن سے دھوئے سے مرچوں کی کڑواہٹ کا اثر ختم ہو جائے گا۔“

امی جان نے عروج کے ہاتھ منہ دھوتے ہوئے اُسے سمجھایا۔

”ہاں اب کھولو آنکھیں، شاباش آنکھیں کھولو۔“ عروج نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھولیں۔ اس کی آنکھیں سرخ تھیں۔ چار پائی پر ہری مرچیں موجود تھیں۔ عروج نے اپنی سرخ آنکھوں سے ہری مرچوں کو دیکھا تو ایک ہری مرچ بولی:

”بچوں کو ہم سے دُور رہنا چاہیے، ہماری کڑواہٹ ہاتھوں اور آنکھوں میں جلن پیدا کرتی ہے، جب تم بڑی ہو جاؤ گی تو امی جان کی طرح احتیاط سے ہمیں کاٹنا، تب تمہارے ہاتھوں میں ہلکی ہلکی جلن تو ہوگی مگر آنکھوں کو ہاتھ نہ لگانے کی وجہ سے تمہاری آنکھوں میں جلن نہیں ہوگی۔“

عروج نے ہری مرچوں سے وعدہ کیا کہ جب تک وہ بڑی نہیں ہو جاتی وہ انہیں ہاتھ نہیں لگائے گی۔

☆☆☆

وقار قریشی

جنگ تمبر میں پاکستان کی تینوں مسلح افواج نے جرات کے عظیم مظاہرے کیے۔

ہم نے گلشن کے تحفظ کی قسم کھائی ہے

۶ ستمبر ۱۹۶۵ء کو علی الصبح بھارتی فوج نے اعلان جنگ کئے بغیر لاہور پر تین اطراف سے حملہ کر دیا۔ جس طریقہ سے بھارتی افواج حملہ آور ہوئیں تو اُس نے بین الاقوامی آداب، انسانیت اور شرافت کی دجیاں بکھیر دیں۔



بھارتی افواج جس کثرت اور جدید ترین اسلحہ کی مہارت پر اس قدر یقین سے حملہ آور ہوئیں کہ پاکستان کی فوجیں تاپ نہ لائیں گی۔ لیکن واقعات نے یہ ظاہر کر دیا کہ بھارتی فوجیں توپ خانہ اور ٹینکوں کی ایک بڑی تعداد کے ساتھ حملہ آور ہوئی تو ہمیں لیکن پاکستان کی بہادر اور جاٹار فوج نے بھارتی یلغار کو نہ صرف روکا بلکہ دشمنوں کو ”بی۔ آر۔ بی“ نہر سے آگے نہ بڑھنے دیا۔ اور میجر عزیز بھٹی نے اسی محاذ پر جام شہادت نوش کیا۔ ”حکیم کرن“ کی فتح کو کسی اگر کسی مجھے کا نتیجہ قرار دیا جائے تو یہ اسلامی تواریخ جنگ میں کوئی نئی بات نہیں ہوگی کیونکہ ایسے کئی مجھے رونما ہوئے ہیں جن میں یہ بھی ایک شامل تھا۔ اس کے علاوہ بھارت چاہتا تھا کہ پاکستانی فوج کو ”کارگل“ سے لے کر ”تھر پارکر“ تک

تقریباً ڈیڑھ ہزار میل لمبی سرحد پر پھیلا کر کمزور کر دیا جائے اور اُس کے نزدیک راجھستان ہی ایک ایسا محاذ تھا کہ جہاں فوجی سرگرمیاں مشکل ہیں کیونکہ یہ ریگستانی علاقہ ہے اور بھارتی فوج حیدر آباد پر قبضہ کرنے کی خواہش لینے راجھستان پر حملہ آور ہوئی مگر یہاں پہ موجود پاکستانی بہادر فوج نے سندھی تحریک ”خز“ کے مجاہدین کے ساتھ مل کر دشمن کے چھکے چھڑائیے جس کی



فضائیہ نے بھارتی فضائیہ کے مقابلہ میں 1/6 حصہ ہونے کے باوجود اپنی برتری منوانے کے ساتھ ساتھ پاک فضائیہ کے معرکے کا ایک اہم معرکہ جو کہ قابل تحسین تھا جب ”سکوارڈن ایم۔ ایم۔ عالم“ نے ایک

وجہ سے بھارتی فوج بھاگنے پر مجبور ہوگئی سیالکوٹ کے نواری قصبہ ”چوٹہ“ کے مقام پر ٹینکوں کی وہ لڑائی لڑی گئی جس کو دوسری جنگ عظیم کے بعد تاریخ کی سب سے بڑی لڑائی قرار دیا گیا۔ اس محاذ پر پاکستان کی بہادر افواج کے ساتھ ساتھ عوام نے بھی شجاعت اور

پوری قوم شہداء اور غازیوں کو سلام پیش کرتی ہے۔

ہم سب کو پاکستان کی بقاء کے لیے اپنا اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔

اور سلامتی کے فروغ کیلئے بھرپور کوشش کرنا ہوگی کیونکہ یہ ہمارے روشن و تابناک قومی مستقبل کی علامت ہیں۔ خون دل دے کہ نکھاریں گے رخ برگ گلاب ہم نے گلشن کے تحفظ کی قسم کھائی ہے ☆☆☆

پاک فوج کے نام.....

اے غازیان صاحب کردار دیکھنا فتح کر نہ جائے لشکر کفار دیکھنا سارے جہاں کی تم پہ نظر ہے بڑے چلو ہر گام سوئے فتح و ظفر ہے بڑے چلو خالی نہ جائے کوئی بھی اب دوار دیکھنا فتح کر نہ جائے لشکر کفار دیکھنا راہ خدا میں بدر کے اصحاب کی طرح بڑھنا ہے تم کو نوح کے سیلاب کی طرح کرنا ہے آج کفر کو مسمار دیکھنا فتح کر نہ جائے لشکر کفار دیکھنا رکھنا ہے تم کو ملت اسلام کا بھرم شیرانہ ہر محاذ پہ آگے بڑھنے قدم ایمان پر ہے کفر کی یلغار دیکھنا فتح کر نہ جائے لشکر کفار دیکھنا اللہ اور رسول ﷺ کا پیغام ہے وہی اسلام اور دشمن اسلام ہے وہی اے پیردان حیدر کردار دیکھنا فتح کر نہ جائے لشکر کفار دیکھنا اٹھارہ کروڑ ہونٹوں پہ ہے ایک ہی صدا اے ارض پاک تیرا نگہبان ہے خدا ظاہر ہوئے ہیں فتح کے آثار دیکھنا فتح کر نہ جائے لشکر کفار دیکھنا

(مرتبہ قاطعہ.....ملتان)

منٹ میں اٹھایا کے پانچ ہا کر ہتھ تباہ کر دیے۔ اور جنگ کے ایام میں پاکستانی بحریہ بھی پوری طرح چوکس رہی اُس نے کراچی سے ۲۰۰ کلومیٹر دور جنوب کی جانب اور انڈیا کے مغربی کاٹھیاوار کے ساحل پر واقع شہر ”دوار کا“ کا مشہور بھارتی بحری اڈہ تباہ و برباد کر کے عظیم کارنامہ سرانجام دیا جو کہ پاک بحریہ کی تاریخ کا ایک یادگار حصہ بن چکا ہے اور ۱۹۶۵ء کی جنگ میں پاک بحریہ نے ناقابل تخیل عزم و ہمت اور بے لوث فرض شناسی کے ساتھ دشمن کا ڈٹ کے مقابلہ کرتے ہوئے اُن پر ظاہر کر دیا کہ سمندروں میں بھی اس کو من مانی کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ اُن شہیدوں کو سلام پیش کرتے ہوئے یہ عہد کریں کی اس امانت اور مقدس

مہارت کے وہ کارنامے سرانجام دیئے جس نے دشمن کی عسکری طاقت کا تمام غرور خاک میں ملادیا تینوں محاذوں پر پٹ جانے کے بعد یہ آخری محاذ تھا اور پاکستان آری کی جنگی چالوں کے انداز اور مغربی زاویہ نگاہ کی برتری کی انٹ مثال ہے۔

۶ ستمبر ۱۹۶۵ء پاک فضائیہ کی تاریخ کا ایک سنہری دن تھا کیونکہ اس دن فضائی جنگ میں پاکستان کی چوکس





زیچ سستہ جملہ آپ کا اور شاعرانہ انعام بھی آپ کا

اس تصویر کے حوالے سے زبردست جملہ ”پھول“ میں شائع کردہ کوپن پر اپنے نام و پتہ کے ساتھ لکھ کر 10 تاریخ تک بھجوائیں اور انعام پائیں

راستہ تلاش کریں



رنگ بھرنیے



دونوں تصویروں میں سات جگہ فرق ہے۔ ذرا ڈھونڈ کر تو بتائیے

